رسوم ہند

حسب الحکم

جناب میجر ہالرائڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر

مدارس ممالک پنجاب وغیرہ

لاہور

کے سرکاری مطبع مین باشرف ولال

قائم مقام کیوریٹر کے اہتمام سے چھپی

سنہ ۱۸۷۹ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

ہندوؤں کی ذاتوں[1] کا بیان

ہندوؤں کی سب سے پرانی کتاب رگ وید میں لکھا ہے کہ برہمن لوگ برہما جی کا منہ چھتری اُنکے بازو اور ویش اُنکی رانیں ہیں اور شودر اُنکے پاؤں سے نکلے ہیں اور اسجگہہ منہہ سے بولنے والا یعنی اچھا راہ بتانے والا بازو سے لڑنے والا رانوں سے قوت دینے والا اور پانو سے درست کرنے والا مراد ہے مگر دھرم شاستر اور پرانوں میں اس طرح سے بیان کیا ہی کہ ہندوؤں کی چاروں ذاتیں حقیقت میں برہما جی کے جسم ہی سے پیدا ہوئی ہیں اور اس باب میں اور بھی بہت سی باتیں لکھی ہوئی ہیں لیکن ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اصل میں ہندوستان کے باشندے نہیں ہیں بلکہ کسی زمانہ میں پچھم کی طرف سے آئے تھے اور اُنہوں نے آہستہ آہستہ سارے ملک کو فتح کر کے اُسپر اپنا قبضہ کر لیا پھر اُن لوگوں کو جو پہلے سے اس ملک میں رہتے تھے اپنا فرمانبردار بنا کر اُنکا نام شودر یعنی خدمتگار رکھا اور اپنے تئیں اُنسے بڑا جانکر لفظ دوج یعنی دوبار پیدا کیا ہوا اپنے واسطے مقرر کیا ٭

منوجی کے دھرم شاستر میں جو قریب نوسو برس[2] پہلے حضرت عیسیٰ کے بنا تھا ان ذاتوں کی مذہبی باتوں اور اُنکے رہنے سہنے کا حال پہلے پہل لکھا گیا ہے اُس سے یہ پایا جاتا ہے کہ برہمن سب لوگوں سے اچھے ہیں اور اُنکے واسطے بہت سے حق اور فائدے ایسے مقرر کیے گئے ہیں جو اور ذات کے لوگوں کے واسطے نہیں ہیں چنانچہ دان لینے کا اُنہی کو حکم ہے اور کسی کو نہیں مل سکتا اور اگر اُن سے کوئی قصور ہو جائے تو اُسکے واسطے بہت کم سزا

[1] ذات عربی لفظ ہی اور اُسکے معنی مشہور ہیں اور بہتیرے ہندو لوگ جن سے ذال کا تلفظ ادا نہیں ہو سکتا جات بولتے ہیں مگر حقیقت میں جات بھی صحیح لفظ ہے اور زبان سنسکرت میں ذات کا مترادف ہے بلکہ اگر قوم کے معنوں میں ذات کو بھی جات کا معرب کہیں تو بجا ہے [2] ہندو لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہماری مذہبی کتابیں بہت ہی مدت کی بنی ہوئی ہیں

مقرر ہے اگرچہ اس کتاب میں برہمنوں کو سب سے زیادہ بڑائی دی گئی ہے لیکن اُنکے واسطے کام بھی بہت سخت قرار دیے گئے ہیں چنانچہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ برہمن اپنی عمر کے اول چوبیس برس جاترا[1] کرنے اور وید پڑھنے میں بسر کرے اور پھر پچاس برس کی عمر تک اپنے خانگی کاموں یعنی شادی کرنے اور نسل بڑھانے میں مصروف رہے اور اس عرصے میں اُسکو وید پڑھنا۔ اور پڑھانا۔ دان دینا۔ اور لینا۔ اور جگ[2] کرنا۔ اور کرانا بھی ضرور ہے اور ان کاموں میں وید پڑھانا سب سے اچھا ہے لیکن مندر میں بیٹھکر بطور پیشے کے پوجا اور جگ کرانا اجرت پر پجاری بننا اور شودر اور کمینے آدمیوں سے دان لینا برہمنوں کو بہت منع ہے اور اس بات کی ایسی تاکید ہے کہ اگر وہ مفلس ہوجائیں اور بھوکے بھی مرنے لگیں تو بھی اُنہیں شودر سے دان لینا اور کسیکا نوکر ہونا نچاہیے دانے چننا۔ بھیک مانگنا۔ اور کھیتی کرنا بہتر ہے اُنہیں یہ بھی حکم ہے کہ وہ ناچنے۔ گانے۔ جوا کھیلنے۔ اور ایسی ہی باتوں سے پرہیز کریں اور مال و دولت اور دنیا کی عزت کا خیال نکریں کیونکہ اِنسے وید کے پڑھنے میں حرج ہوتا ہے برہمن کو اپنی عمر کا تیسرا حصہ اس طرح گزارنا چاہیے کہ وہ جنگل میں جا کر رہے۔ بناسپتی کھائے۔ درختوں کی چھال اور کالے ہرن کی کھال پہنے۔ زمین پر سوئے۔ بال اور ناخن بڑھائے۔ جاڑے میں بھیگا ہوا کپڑا پہنے۔ برسات کا مینہہ اپنے اوپر لے۔ گرمی کی دھوپ کھائے۔ اور آگ کے پانچ ڈھیر رکھکر اُسکے بیچ میں ہو بیٹھے۔ چوتھے حصے میں اُسکے واسطے کوئی بھی تکلیف مقرر نہیں ہے اس عرصے میں اُسے چپکا بیٹھکر خدا کی طرف دل لگانا چاہیے اور اپنی روح کے نکلنے کو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اُڑ جاتا ہے ◆

اگرچہ چھتری لوگ برہمنوں کی برابری کا دعوی نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی اُنکو عزت دار سمجھنا چاہیے کیونکہ دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ برہمنوں کا کام بغیر چھتریوں کے اور چھتریوں کا بغیر

[1] تیرتھ میں جاکر دیوتاؤں کے درشن کرنے اور دان دینے کو جاترا کہتے ہیں ۱۲ [2] قربانی کرنی اور دیوتاؤں کے روبرو نذر دینے کو جگ کرنا بولتے ہیں ۱۲

برہمنوں کے نہیں چل سکتا اور دونو کا فائدہ دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے سلوک پر
موقوف ہی راجہ ہمیشہ چھتریوں ہی کی نسل میں سے ہوتے ہیں اور حکومت کے سب عہدے
اُن ہی کو دیے جاتے ہیں اُن کا کام دان دینا - جگ کرنا - وید پڑھنا - دل کی خواہش
کو روکنا - رعیت کی نگہبانی کرنا +

ویشوں اور چھتریوں میں وہی فرق ہے جو چھتریوں اور برہمنوں میں ویشوں کا کام لین دین کرنا
مویشی[ا] پالنا - کھیتی کرنا - سودی روپیہ دینا - جگ کرنا - اور وید پڑھنا ہے +

شودروں کو یہ حکم ہے کہ وہ اُن لوگوں کی جو ذات میں اُنسے بہتر ہیں خصوصاً برہمنوں کی
خدمت کریں اور اگر اُنہیں کہیں نوکری نہ ملے تو ہاتھ کا کام جیسے لکھنا - تصویر کھینچنا -
معماری اور اُور اسی قسم کے کام کرنے چاہییں - شودروں کو جگ کرنے کی اجازت ہی
مگر اُس میں وید کے منتر پڑھنے کا حکم نہیں ہے برہمنوں کو شودروں سے جگ کرانا - اور
اُنکے سامنے وید پڑھنا نہ چاہیے بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اُنہیں دھرم شاستر بتانا اور پرائشچت[۲]
کے طور سے بھی آگاہ کرنا مناسب نہیں ہے شودروں کو اپنے آقا کا جھوٹا کھانا اور اُسکا اُترا
ہوا کپڑا پہننا لازم ہے برہمنوں کو شودروں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیے سوکھے
دانوں کے لینے کا ڈر نہیں ہی شودروں کو دولت جمع کرنی بھی منع ہے کیونکہ شاید اُنہیں
دولت پر مغرور ہو جائے اور وہ برہمنوں کو ستانے لگیں اگر شودر سے کوئی قصور ہو جائے تو اُسکے
واسطے نہایت سخت سزا مقرر ہی چنانچہ دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ اگر وہ اپنے سے اونچی ذات
کے کسی آدمی کو گالی دے تو اُسکی زبان چھیدنی چاہیے +

ہر ایک ذات کے آدمی کو کسی نیچی ذات کی عورت سے شادی کرنی منع نہیں ہے مگر یہ بات
ضرور ہی کہ وہ اُس عورت کو اپنی ذات کی عورت کا سا درجہ نہ دے مثلاً برہمن کو اختیار ہی کہ وہ چھتری
یا ویش ذات کی عورت سے شادی کر لے مگر اُسنے اپنے گھر میں وہ رتبہ نہ دی جو برہمنی کو دینا چاہیے

[ا] یہ لفظ اصل میں مواشی ہی جو عربی کے قاعدہ کے موافق ماشیہ کی جمع ہی اور اُردو کے مویشی پڑھنے لگے ۱۲
[۲] گناہوں کے عوض کرنے کو سنسکرت میں پرائشچت کہتے ہیں ۱۲

اس قسم کی شادی کرنے سے جو اولاد پیدا ہو وہ اُس درجہ پر گنی جاتی ہے جو باپ کی ذات سے نیچا اور ماں کی ذات سے اونچا ہو کسی عورت کو اپنے سے نیچی ذات کے مرد سے شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اسی سبب سے اس شخص کو جسکا باپ شودر اور ماں برہمنی ہو چنڈال یعنی سب سے کمینہ کہتے ہیں ٭

دھرم شاستر میں برہمنوں کو اَور ذات کے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا منع نہیں ہے لیکن ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا اب دستور ہے ویسا ہی منوجی کے زمانے میں بھی چاروں ذاتیں کھانے پینے میں شریک نتھیں برہمن شودر کے سوا اور سب ذات کے آدمیوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا سکتا ہے اور اگر شودر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھائے تو اُسے اِس گناہ کے عوض میں کئی دن تک پھیکے دلیے کے سوا اَور کچھ نہ کھانا چاہیے ٭

منوجی کے زمانہ سے لیکر آجتک ہندوؤں کی ذاتوں میں بہت سے تبدل واقع ہوئے ہیں اور اکثر برہمنوں کا یہ قول ہے کہ ہماری ذات کے سوا اَور سب ذاتیں خصوصاً چھتری اور ویش اب مل جل کر بگڑ گئی ہیں مگر بعض لوگ اس بات کو نہیں مانتے چنانچہ کھتری اور راجپوت اپنے تئیں چھتریوں کی نسل سے بتاتے ہیں اور بعض قومیں جنکا پیشہ سوداگری اور کھیتی اور اَور اسیطرح کے کام میں اپنے تئیں ویش کی نسل سے ظاہر کرتے ہیں ٭

تمام ذاتیں جنکا حال پہلے لکھا گیا ہے حقیقت میں موجود ہوں یا نہوں مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ ہر ایک ذات کے لوگوں نے بلکہ خود برہمنوں نے بھی وہ کام کرنے چھوڑ دیے جو دھرم شاستر میں اُنکے واسطے فرض ہیں چنانچہ برہمن لوگ بجائے وید پڑھنے اور پڑھانے اور طرح طرح کی تکلیفیں سہنے کے اب ہر قسم کا پیشہ اختیار کر لیتے ہیں بلکہ اُنکو نوکری کرنے سے بھی پرہیز نہیں ہے ٭

اس زمانے میں ہندو لوگوں کے واسطے اس بات کی بڑی تاکید ہے کہ ایک ذات کا کوئی آدمی دوسری ذات کے آدمی کے ساتھ کھانے پینے میں شریک نہو اور اگر اُس سے اسطرحکا کوئی قصور ہو جائے یا برادری کے دستور کے خلاف کوئی اَور بات ظاہر ہو تو وہ ذات سے نکال دیا جاتا ہے اُسکے سبب

رشتہ دار اسے چھوڑ دیتے ہیں اُسکا حقہ پانی بند ہو جاتا ہے کوئی برہمن اُسکے گھر نہیں جاتا - اور نہ اُس سے کچھ دان لیتا ہے نہ پوجا پاٹ کراتا ہے ہندوؤں کے راج میں ایسے قصور کرنیوالے پر اور بھی زیادہ سختی ہوتی ہے چنانچہ اُنکی عملداری میں اس قسم کے آدمی کی گواہی درست نہیں ہوتی اور نہ اُسکو ورثہ مل سکتا ہے اس گناہ کے دور کرنے اور ذات میں شریک ہونے کے واسطے ایک بہت اچھا طریق مقرر ہے ایسے پاپی کو چاہیے کہ پہلے گنگا جی کے اشنان کرے پھر برادری کے سب لوگوں کو جمع کر کے اُنکے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہے بھائیوں میرا قصور معاف کرو مجھ سے پھر کبھی ایسا پاپ نہو گا یہ کہکر اپنے سب بھائی بندوں اور برہمنوں کو بھوجن کرائے پھر برہمنوں کو نقدی دیکر رخصت کرے اس پراشچت کے کرنے سے برہمن لوگ مہربان ہو کر اُسے برادری میں شریک کر لیتے ہیں اور کھانے پر بٹھا دیتے ہیں +

ویشوں اور شودروں سے ملکر اب بہت سی ذاتیں ایسی پیدا ہو گئی ہیں جو منوجی کے زمانے میں تھیں ان میں سے اکثر لوگ مثلاً سنار کمہار اور بڑھئی اپنے اپنے موروثی پیشوں کے نام سے مشہور ہیں اس قسم کے آدمی منوجی کے زمانے میں بہت ہی کم تھے کیونکہ اُسوقت کے لوگوں کی وضع سیدھی سادی تھی اور علاوہ اسکے دھرم شاستر میں اُنکے واسطے کوئی ذات بھی مقرر نہیں ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اُس زمانے میں دوغلے[۱] ہوں گے +

ان ذاتوں کے سوا ایک اور نئی ذات ایسی نکلی ہے جسنے برہمنوں کی بزرگی میں بھی خلل ڈالا ہے اس ذات میں فقیروں اور گسائیوں کے طرح طرح کے فرقے شامل ہیں پہلے پہل یہ لوگ اپنے دل کی خواہشوں کو روکتے تھے مگر اب انکے بہت سے فرقے ایسے ہیں جو شادی لین دین اور پیشہ کرنے کو بُرا نہیں جانتے بلکہ دولت جمع کرنی اُنکی بڑی آرزو ہے +

ہندوؤں کے چند فرقے جو اس زمانے میں زیادہ مشہور ہیں اُنکی عادتوں اور طریقوں کا

۱؎ اگرچہ کتب لغت سے دریافت ہوتا ہے کہ اس لفظ کی اصل دوغول یا دوغول بواو مجہول ہے جسکے معنی مکار اور حرام زادے کے ہیں مگر عجب نہیں ہے کہ دوغلہ اصل میں دو غلّہ بتشدید لام ہو اور یہ لفظ اُسی اناج پر بول سکتے ہیں جو دو قسم کے غلّے سے ملا ہوا ہو ۱۲

ذکر آگے لکھا جائیگا مگر پہلے کچھ ہندوؤں کی مذہبی باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے ٭

دوسرا باب

ہندوؤں کی مذہبی باتوں کا بیان

ہندوؤں کی قدیم مذہبی کتابیں چار ہیں جنکو وید کہتے ہیں مگر بہت سے پڑھے لکھے ہندو انمیں سے صرف تین ہی کو آسمانی کتابیں جانتے ہیں وید کی مختلف باتوں کو جو مدت سے لوگوں کو زبانی یاد تھیں حضرت عیسیٰ کے چودہ سو برس پہلے ویاس جی نے جمع کیا ان کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا ایک ہے اور سب سے بڑا ہے اور کل جہان کو اُسی نے پیدا کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہوا آگ پانی زمیں سورج چاند ستارے اور بعض نیکیاں مثلاً انصاف اور حکمت سب کے سب دیوتا ہیں اور اُنکی پوجا کرنے سے بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اِن دیوتاؤں کے راضی رکھنے کیواسطے ویدوں میں کئی طرح کی نذریں مقرر کی ہیں چنانچہ اکثر گھی چاول سوم کا رس اور کبھی کبھی ذبح کیے ہوئے جانور بھینٹ چڑھاتے تھے اور منتر کے زور سے دیوتاؤں کو بلا کر کہتے تھے کہ آپ ہماری نذر قبول کیجیے اور ہمکو دونو جہان میں عزت دیجیے ویدوں میں بڑے بڑے راجاؤں کے واسطے گھوڑے کی قربانی جائز رکھی ہے اور کہیں کہیں انسان کی قربانی کا بھی ذکر ہے مگر اکثر بجاے انسان کے کسی اَور جانور کو ذبح کرتے تھے ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے گھوڑے کی قربانی کا ڈھنگ دریاے سندھ کے پار رہنے والوں سے اُڑایا ہے اور آدمی کی قربانی کا طور ہندوستان کے اصلی باشندوں سے سیکھا ہے ٭

ویدوں میں بھگوان کے کئی سروپوں مثلاً شکت یعنی قدرت اور اَور چیزوں کا بھی بیان ہے مگر برہما جی وشن جی اور شیو جی جنکو ہندو لوگ پیدا کرنے والا پالنے والا اور مارنے والا جانتے ہیں اُنکا ذکر ویدوں میں بہت ہی کم ہے منو جی نے اپنے دھرم شاستر میں وید کے اکثر دیوتاؤں کی پوجا جائز رکھی ہے مگر وشن جی اور شیو جی کا اسمیں کہیں نام بھی نہیں ہے اور وشن جی کے اوتاروں

رامچندر جی اور کرشن جی کا تو کیا ذکر ہے اسی شاستر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مورتوں کی پوجا نہ کرنی چاہیے مگر دیوتاؤں
کی مورتوں کی تعظیم واجب ہے اور اُنکے سامنے پر قدم رکھنا یا اُنکو لانگھنا ہرگز درست نہیں ہے ◆

منوجی اپنی کتاب میں دنیا کی پیدایش کا حال اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب خدا نے اپنی ذات سے
دنیا کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے اُسنے پانی کو پیدا کیا اور اُسمیں ایک بیج ڈالا جو تھوڑے عرصے کے
بعد انڈے کی صورت میں بدل گیا اور اس انڈے میں سے برہما جی نکلے اور اُنہوں نے آدمی جسم کو نر اور
آدھے کو مادہ بنایا اور مادہ حصے سے براٹ[1] کو پیدا کیا اور براٹ کی تپسیا کے سبب سے منوجی پیدا ہوئے اور
وہ منوجی میں ہی ہوں جسکی پیدایش اسطرح سے ہوئی ہے اور میرے ہی سبب سے زمین - آسمان - دیوتا -
انسان اور تمام چیزیں ظاہر ہوئی ہیں منوجی کا ایک یہ بھی قول ہے کہ ہندوؤں کی چاروں قومیں
خاص برہما جی ہی کے جسم سے پیدا ہوئی ہیں چنانچہ پہلے باب میں جہاں ہندوؤں کی ذاتوں کا
بیان ہے اس امر کا کچھ ذکر آچکا ہے منوجی نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ دنیا ایک خاص مدت کے
بعد فنا ہوکر خدا کی ذات میں ملجاتی ہے اور پھر اُسی طرح سے پیدا ہوتی ہے جسطرح سے پہلے پیدا ہوئی تھی

دھرم شاستر کے موافق انسان کو دو روحیں دی گئی ہیں ایک کو چھیتر گیہ یا جیو آتما کہتے ہیں اور دوسری کو
مہان بولتے ہیں پہلی روح کے سبب سے بدن کو حرکت ہوتی ہے اور آدمی کلام کر سکتے ہیں اور اچھے برے
کام بھی اِسی روح سے ظاہر ہوتے ہیں دوسری روح کے باعث سے پہلی روح کو ہر ایک جنم میں آرام یا
تکلیف معلوم ہوتی ہے اور یہی روح - رجوگن - ستوگن - تموگن - یعنی شہوت اور نیکی اور بدی کا مقام ہے
چونکہ مہان آرام یا تکلیف کے پہنچانیکا ایک ذریعہ ہے تو اُسے گناہ کی سزا کا کچھ دُکھ نہیں ہوتا صرف
چھیتر گیہ کو تکلیف ہوتی ہے یہ دونوں روحیں ہمیشہ پرم آتما یعنی خدا کی روح کے سہارے پر رہتی ہیں اور
جب چھیتر گیہ روح جسم سے نکلجاتی ہے تو وہ مہان اور پرم آتما سے بھی جدا ہو جاتی ہے اور آرام یا تکلیف
اُٹھانے کے واسطے اسے ایک اور جسم عنایت ہوتا ہے وہ اُس جسم میں آکر اچھے یا بُرے کاموں کے
عوض کچھ مدت تک سرگ یا نرک میں رہتی ہے اور اسکے بعد اُسے مہان اور پرم آتما کا سہارا

[1] نام روح جسم میں پڑی ہوئی ◆

ملجاتا ہے اور کچھ تھوڑے سے گناہ کے عوض جو نیک آدمی سے کبھی نہ کبھی ہوا ہی یا گنہگار آدمی سے سزا بھگتنے بھگتنے باقی رہ گیا ہے اِس روح کو حیوان اور درخت اور کمینے لوگوں کی جونوں میں جانا پڑتا ہے اور اِن جونوں کو بدلکر اور گناہوں سے پاک صاف ہو کر اُسے پھر اچھا برن نصیب ہوجاتا ہی مگر جس آدمی نے صرف نیک ہی کام کیے ہوں اُسکی روح کو جینے مرنے اور جونیں بدلنے کی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ وہ سیدھی پرم آتما سے جا کر ملجاتی ہے +

ہندوؤں کی مذہبی رسموں میں سے جنکا ذکر ویدوں میں آیا ہے دو رسمیں بہت بڑی ہیں ایک جنیوڈالنا دوسرے سرادھ کرنا جنیوڈالنے کے واسطے برہمن کی عمر زیادہ سے زیادہ سولہ چھتری کی بائیس اور ویش کی چوبیس برس کی ہے جب کسی آدمی کے جنیوڈالا جاتا ہی تو پنڈت لوگ اُسکی صورت برہم چاری فقیروں کی سے بنا کر اسکو گایتری[۱] منتر پڑھاتے ہیں اور اسوقت سے اُسی صبح اور دوپہر اور شام کو پوجا پاٹ اور خدا کا دھیان کرنا پڑتا ہے ہندوؤں میں جب کسیکے ماباپ مرجاتے ہیں تو وہ ہر مہینے میں اُنکے نام پر ایک پنڈدان کرتا ہے یعنی چاول گھی شہد دودھ اور اور اسی قسم کی چیزوں کا ایک لڈو بنا کر اپنے آگے رکھتا ہے اور منتر کے زور سے اپنے مرے ہوئے بڑوں کو بلا کر اُنسے اس نذر کے قبول کرنے کی درخواست کرتا ہے پھر برہمنوں کو بھوجن کراتا ہے اور اسی رسم کو سرادھ کرنا کہتے ہیں +

برہمن لوگونکو دھرم شاستر میں گوشت کھانے کی اجازت ہی مگر اس میں یہ شرط ہے کہ وہ جگ کا چڑھا ہوا ہو اور اسیطرح روٹی ۔ کھیر ۔ مالپوا ۔ اور اور چیزیں بھی جگ ہی کی چڑھی ہوئی جائز لکھی ہیں اور اگرچہ گائے کا مارنا منوجی کے زمانے میں بھی نہایت بُرا سمجھا جاتا تھا مگر پھر بھی بعض جگ ایسے ہیں کہ جن میں گائے کا گوشت کھانا لازم ہے اگرچہ دھرم شاستر میں گوشت کھانا منع نہیں ہے مگر اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ گوشت کھانے میں ایک جاندار چیز کی جان جاتی ہے اُسے چھوڑ دے تو بہت اچھی بات ہی +

[۱] ویدکے ایک منتر کا نام ہے جسے برہمن لوگ سب منتروں سے اچھا جانتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اسکے پڑھنے سے بہت قدرت حاصل ہوجاتی ہی ۱۲

اِن رسموں کے سوا شاستر کے موافق اَور بھی بہت سی ضروری رسمیں ہیں چنانچہ برہمنوں کو مہمانوں کی خاطرداری کرنی واجب ہے اور سیاسات کی اُسوقت اَور بھی زیادہ تاکید ہے کہ جب مہمان بھی برہمن ہو شاستر میں نیکی کرنے اور سچ بولنے کی بڑی تاکید ہے اور بدی سے بچنا نیکی کرنے سے بھی بہتر لکھا ہے مگر بعض جگہ جھوٹ اور فریب بھی جائز رکھا ہے شلاً کسی کی جان بچانے کیواسطے جھوٹی گواہی دینی درست ہے اور اسیطرح اگر کوئی راجہ اپنے ملک اور راج کے فائدے کیواسطے جھوٹ اور فریب اختیار کرے تو مضایقہ نہیں ہے بلکہ ایسی صورتوں میں جھوٹ بولنا اور فریب کرنا بہت مناسب ہے اس باب میں ہندوؤں کی اُن مذہبی باتوں کا بھی ذکر کیا جائیگا جو آج کل ہندوستان میں مانی جاتی ہیں مگر چونکہ منوجی کے زمانے کے بعد ایک اَور نیا مذہب جسکو بودھ کہتے ہیں رواج پاگیا تھا سواسطے پہلے اُسکا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ✦

اگلے زمانے میں برہمنوں کے قول کے موافق ہندو لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ جس شخص میں بدھ[۱] یعنی عقل کامل آجاتی ہے اُسے قدرت خدائی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ بودھ کہلانے لگتا ہے مگر یہ عقل صرف اُسی شخص کو نصیب ہو سکتی ہے جو دھرم میں نہایت کوشش کرے حضرت عیسیٰ کے چھ سو برس پہلے ایک چھتری راجہ کے بیٹے نے جسکا نام سدھارتھ تھا اس درجہ کے حاصل کرنے کے واسطے دھرم پر کمر باندھی اور ایک روز رات کیوقت اپنا راج پاٹ چھوڑ کر بیراگ اختیار کیا اور بہت دنوں تک بنوں اور جنگلوں میں تپیا کرتا رہا انجام کار اُسکے دل پر یہ بات ٹھن گئی کہ مجھکو بدھ کا رتبہ حاصل ہو گیا اور اپنے تئیں جہان کی سب باتوں سے واقف جانکر یہی مذہب جسکا نام بودھ ہے پھیلانے لگا اور اسوقت سے اُسکا نام شاکی سنگھ گوتم یا شاکی منی مشہور ہوا یہ مذہب پہلے پہل بنارس کے گرد نواح میں جاری ہوا پھر آہستہ آہستہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا اور حضرت عیسیٰ کے ڈھائی سو برس پہلے اُسنے بڑی رونق پائی اور تھوڑے عرصے کے بعد جزیرۂ سراندیپ برہما اور چین میں جہاں ابتک اس مذہب کے ہزاروں آدمی موجود ہیں

[۱] زبان سنسکرت میں بدھ बुद्ध بتشدید دال ہملہ یعنی عقل کامل اور بدھ बुध بسکون دال ہملہ یعنی عاقل کامل ہے

چمک گیا لیکن اب ہندوستان میں پہاڑی ملکوں کے سوا اُسکا کہیں نام و نشان بھی باقی نہیں ہے
اس مذہب میں ذات کو کچھ دخل نہیں ہے اور ہر ایک آدمی کا درجہ اُسکے عملوں پر موقوف ہے
چنانچہ شاکی منی اپنے مذہبی کلام میں بیان کرتے ہیں کہ ذاتوں میں ہرگز تمیز نکرنی چاہیئے اور
مرد اور عورتیں اور جوان اور بچے سب کو رحم دلی اختیار کرنے اور تکلیفیں سہنے سے فائدہ
حاصل ہوتا ہے شاکی منی کے نزدیک نجات ایک خاص حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان
خوشی اور رنج اور دوستی اور دشمنی بلکہ تمام خیالوں اور خواہشوں سے چھوٹ جاتا ہے +
گوتم کی زندگی میں بودھ مذہب نے خوب رواج پایا اور اُنکے مرنے کے بعد اَور بھی ترقی ہوئی لیکن
رفتہ رفتہ اس مذہب کے بہت سے فرقے ہوگئے جو آجتک مختلف مقاموں میں موجود ہیں اُن میں سے ایک
فرقے کا یہ قول ہے کہ خدا کچھ چیز نہیں ہے اور سب میں بڑا بدھ ہوتا ہے اور ابتک چھبیس بدھ ہو چکے ہیں اور
گوتم چھبیواں بدھ ہے اسی فرقے کے لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مادے میں ایک ایسی خاصیت ہے
کہ وہ خود بخود جہان کی صورت میں بدل جاتا ہے اور پھر فنا ہو کر نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے اور یہی
حالت ہمیشہ جاری رہتی ہے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خدا موجود ہے لیکن اُسنے دنیا کو نہیں
پیدا کیا اور نہ اُسکو دنیا کے کاموں اور انسان کے نیک و بد سے کچھ علاقہ ہے بعض کا بیان ہے
کہ اگرچہ خدا کو دنیا سے کچھ سروکار نہیں ہے لیکن پھر بھی تمام چیزیں اُسی کی مرضی سے پیدا
ہوئی ہیں بودھ مذہب کے اکثر آدمی ہندوؤں کے دیوتاؤں کو بھی مانتے ہیں لیکن اُنکا
درجہ بدھ سے کم جانتے ہیں بہتیرے آدمی دنیا کو چھوڑکر ایک علیحدہ مکان میں جو وہار
کہلاتا ہے ہو بیٹھتے ہیں اور اُس مکان میں سے ہر ہفتے میں صرف ایک دن باہر نکلکر اشنان کو
جاتے ہیں اور پھر اپنے استھان پر آجاتے ہیں اور وہاں بیٹھے بیٹھے بھجن کرتے ہیں خوشبو کے واسطے
اگر کی بتیاں جلاتے ہیں اور صندل آگ میں ڈالتے ہیں ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے
اس مذہب کی عورتیں بھی علیحدہ مکان میں بیٹھکر بھجن کیا کرتی تھیں اور مردوں کے سے
سارے ڈھنگ برتتی تھیں بودھ مذہب کے گروہ جانور کے مارنے کا خوف برہمنوں سے بھی

زیادہ کرتے ہیں اور اسیواسطے وہ کبھی اندھیرے میں پانی نہیں پیتے کہ ایسا ہو کوئی جانور منہہ میں چلا جائے اور نظر نہ پڑے بودھ مذہب میں جو بڑے بڑے گرو گزرے ہیں اُنکے چیلے اُنکی ہڈیاں اور دانت تبرک کے طور پر ایک جگہہ رکھکر وہاں ایک عمارت بطور چھتری کے بنا لیتے ہیں اور کبھی کبھی وہاں جا کر درشن کیا کرتے ہیں ؛

اس مذہب کے بانی یعنی گوتم منی کے باب میں عجب عجب طرح کے قصے مشہور ہیں چنانچہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ دنیا سے غائب ہو کر آسمان پر چلے گئے اور وہاں اندر بنکر تین کروڑ چھبیس لاکھ برس تک رہے اور پھر دھرم جاری کرنے کے واسطے اس جہان میں آئے بعض آدمیوں نے لکھا ہے کہ اُنہوں نے ایک دفعہ کسی شیر کو بھوکا دیکھکر اپنے تئیں اُسکے آگے ڈال دیا اور کہا کہ تو مجھے کھالے ایک جگہہ یہ بھی ذکر آیا ہے کہ اُنکے آخر اوتار لینے سے پہلے اُنکی ماں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑی شان و شوکت سے ایک سفید ہاتھی پر سوار ہیں اس خواب کے دیکھتے ہی اُسنے بڑے بڑے پنڈتوں اور جوتشیوں کو بلا کر اُسکی تعبیر پوچھی اُنہوں نے کہا مائی تیرے بیٹے کو بڑا ادھکار ہوگا یا تو وہ راجہ بنکر راج کریگا یا رشی ہو کر تپسیا کریگا ؛

جب تک بودھ مذہب خوب ترقی پر رہا تب تک برہمنوں کی دال نہ گلی[1] لیکن جب یہ مذہب ہندوستان سے جاتا رہا تب اُنہوں نے پھر سر اُٹھایا اور اپنے ہی مذہب کو رونق دینی شروع کی اور رفتہ رفتہ اٹھارہ کتابیں جنکو پران کہتے ہیں جمع کیں ہندو لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ پران اُنہی ویاس جی کے بنائے ہوئے ہیں جنہوں نے ویدوں کو جمع کیا تھا مگر یورپ کے باشندوں نے خوب تحقیق کیا کہ حضرت عیسیٰ کے آٹھ سو برس بعد یہ کتابیں بنائی گئی تھیں ؛

دھرم شاستر اور پرانوں کے موافق تمام ہندو اس بات کو مانتے ہیں کہ دنیا بار بار پیدا ہو کر فنا ہوتی ہے اور اس امر کا ذکر وشن پران میں اسطرح پر لکھا ہے کہ آدمیوں کا ایک سال دیوتاؤں کے ایک دن کے برابر ہوتا ہے اور دیوتاؤں کے بارہ ہزار سال کے چار جگ ہوتے ہیں جنکے نام ست جگ تریتا

---

[1] دال گلنے سے مطلب حاصل ہونا مراد ہے ؛

دواپر اور کلجگ ہیں چنانچہ اب اس بارہ ہزار سال کے عرصے میں سے تین جگ گزر چکے ہیں اور کلجگ موجود ہے ایسے ایسے ہزار زمانے یعنی چار ارب بتیس کروڑ سال برہما جی کے ایک دن کے برابر ہوتے ہیں اور اس عرصے میں چودہ منوجی پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک منوجی کے زمانے میں بعض دیوتا فنا ہوتے ہیں اور پھر پیدا ہوتے ہیں جب برہما جی کا بھی ایک دن گزر چکتا ہے تو سارا جہان فنا ہو جاتا ہے اور رات بھر فنا کی حالت میں رہ کر صبح پھر پیدا ہوتا ہے اور برہما جی اپنی ہی برسوں کے حساب سے سو برس جیتے ہیں اُنکے مرنے کے بعد ایک بڑی قیامت آتی ہے اور تمام دیوتا اور انسان اور حیوان سب کے سب پرم آتما میں ملجاتے ہیں ٭

منوجی کے دھرم شاستر کے موافق پرانوں میں بھی لکھا ہے کہ آدمی مرنے کے بعد سرگ یا نرک میں جاتا ہے اور وہاں آرام یا تکلیف اُٹھا کر جونیں بدلتا ہے اور اُسے اپنی نیکی یا بدی کے درجے کے موافق عوض ملتا ہے اگر وہ بہت ہی نیک ہو تو مرنے جینے سے چھوٹ کر پرم آتما میں ملجاتا ہے مگر پرانوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ دیوتاؤں کا پوجنا اور مذہبی رسموں کا ادا کرنا ہر طرح کی نیکی کرنے سے بہتر ہے اور یہ بات دھرم شاستر کے خلاف ہے ٭

اس زمانے کے اکثر ہندو پرانوں ہی کی باتوں پر چلتے ہیں اور اگرچہ اُنمیں بہت سے امر ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر ہندو لوگ سب کو صحیح اور درست جانتے ہیں ہاں بعض آدمی ایک بیان کو دوسرے بیان سے زیادہ پسند کرتے ہیں لیکن غلط دوسرے کو بھی نہیں کہتے بعض پرانوں میں لکھا ہے کہ شیشناگ نامی ایک سانپ ہے زمین اُسکے پھن پر ٹھیری ہوئی ہے اور جب وہ سر جھکاتا ہے تو زمین میں بھونچال آتا ہے اور بعض میں یہ لکھا ہے کہ زمین ایک بیل کے سینگ پر ٹھیری ہوئی ہے اور جب وہ تھک کے اپنا بوجھ ایک سینگ سے دوسرے سینگ پر بدلتا ہے تو زلزلہ پیدا ہوتا ہے اسکے سوا اَور بھی بہت سی باتیں اسباب میں لکھی ہوئی ہیں مگر ہندو لوگ سب کو درست سمجھتے ہیں ٭

پرانوں کے موافق سب ہندو جانتے ہیں کہ خدا ایک ہے جسے نارائن یا بھگوان کہتے ہیں لیکن اُسکی پوجا کوئی نہیں کرتا اور بھگوان کے تینوں سروپوں برہما جی وشن جی اور شو جی کو بھی مانتے ہیں

مگر ان میں سے صرف وشن جی اور شوجی کو پوجتے ہیں ۔

پرانوں میں لکھا ہے کہ اتنک وشن جی کے نو بڑے اوتار ہو چکے ہیں اور دسواں باقی ہے پہلی دفعہ اُنہوں نے مچھلی کا اوتار لیکر ویدوں کو ایک رچھس سے چھڑایا پھر بارہ یعنی سور بنکر دنیا کو ایک اسُر سے جو اُسکو گھسیٹ کر سمندر میں لیے جاتا تھا بچایا اُس کے بعد کچھوے کی صورت ہو کر مندراچل پہاڑ کو اپنی پیٹھ پر سہارا دیا اور دیوں اور دیوتاؤں نے اُس پہاڑ کو رئی بناکر اُسکے گرد ایک بڑا سانپ رسی کے طور پر ڈالا اور اسی کچھوے کے سہارے سے سمندر کو پہاڑ سے خوب بلویا کہ اُسمیں سے چودہ رتن نکل پڑے اور یہ سب رتن دیوتاؤں کو بانٹ دیے گئے چوتھی دفعہ وشن جی نے نرسنگھ کا اوتار لیا اور ایک ایسی صورت میں ظاہر ہوئے جو انسان اور شیر دونوں سے ملی ہوئی تھی اِس اوتار کے لینے کا یہ سبب ہے کہ کسی راجا کا ایک بیٹا تھا وہ وشن جی کو بہت مانتا تھا اور ہر وقت اُنہی کا دھیان رکھتا تھا اُسکے باپ نے اِس امر سے ہر چند اُسے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا آخر ایک روز راجا نے کہا کہ میں تجھے مار ڈالتا ہوں دیکھوں تیرا وشن کیونکر تجھے بچاتا ہے لڑکے نے جواب دیا کہ میرے وشن جی ہر وقت میری نگہبانی کرتے ہیں اور وہ ہر جگہہ موجود ہیں یہ سُنتے ہی راجہ نے غصہ میں آکر اپنا ہاتھ ایک ستون پر مارا اور کہا اگر تیرا وشن ہر جگہہ موجود ہے تو اِسمیں کیوں نہیں آجاتا یہ کہنا تھا کہ وشن جی نرسنگھ کا اوتار لیکر ستون میں سے نکل پڑے اور اپنے ناخن سے راجا کو مار کر لڑکے کو بچالیا پانچویں دفعہ برہمن بنکر راجا بل سے چھل کیا کہتے ہیں کہ جب راجا بل نے تپسیا کے زور سے تمام زمین و آسمان کو اپنے قبضہ میں کر لیا تو اندر نے جو سُرگ کا راجا تھا وشن جی کے پاس جاکر پناہ لی اور کہا کہ مہاراج اب میرا کہیں ٹھکانا نہیں رہا راجا بل نے زمین اور آسمان تو لے لیا میرا استھان بھی کوئی دم کو لینا چاہتا ہے یہ سُنکر وشن جی نے اپنی صورت ایک بونے برہمن کی سی بنائی اور راجا بل سے آکر کہا مہاراج میں تمہیں سدا اشیرباد دیتا رہا ہوں آج مجھے بھی کچھ دان دیجے راجا نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے اِس سمے جو تو مانگے سو دوں برہمن بولا کہ اتنی زمین میرے تین قدم میں آجائے وہ کرپا کر کے مجھے دیدیجے راجا اس بات کو بہت خفیف سمجھکر

ہنسا اور کہا کہ ہماری آگیا ہے جا لے لے برہمن نے پہلے قدم میں ساری زمین اور دوسرے قدم میں
آسمان کو لے لیا جب تیسرے قدم کیواسطے کوئی جگہہ باقی نرہی تو راجا نے اپنا جسم اُسکے آگے ڈالدیا
اور کہا کہ ابکی دفعہ میں خود موجود ہوں مگر وشن جی نے رحم کھا کر اُسکی جان بچادی چھٹے اوتار میں
وشن جی نے پرس رام بنکر چھتریونکو تباہ کیا ساتویں میں رامچندر ہوکر راون کو مارا اِس اوتار
کی حالت میں اُنسے عجب عجب طرح کی باتیں ظاہر ہوئیں اور وہ سب کی سب حکایتوں اور نقلونکے
طور پر کتاب رامائن میں جسے والمیک نے تصنیف کیا ہی لکھی ہوئی ہیں کہتے ہیں کہ رامچندر جی کے
باپ راجا دسرتھ کی کئی رانیاں تھیں اور اُنمیں آپسمیں رشک اور حسد تھا اِس سبب سے رامچندر جی
اپنی سوتیلی ماکے فریب سے مدت تک بنوں اور جنگلوں میں رہے اتفاقاً ایک روز وہ اپنی استری
سیتا جی کو چھوڑکر شکار کو گئے تھے کہ ایک راچھس نے کا ہرن بنکر اُنکے آگے آیا رامچندر جی نے
اُسکے شکار کا ارادہ کیا کہ اتنے میں راون فقیر کا بھیس بدلکر اُنکی استری پاس آیا اور چالاکی سے
اُسی لنکا میں اُڑا لیگیا جب رامچندر جی کو اس بات کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے ہنومان جی اور سُگریو
سے جو بندروں اور ریچھوں کے راجا تھے مدد لیکر راون پر چڑھائی کی اور اُسے مار کر اپنی استری
وہاں سے لے آئے + اتنی بات میں شک نہیں ہے کہ دنیا میں رامچندر جی نامی ایک راجا گزرے
ہیں اور اُنہوں نے لنکا پر چڑھائی بھی کی ہی + آٹھویں دفعہ وشن جی نے اسروں کو مارنے
کیواسطے بدھ کا اوتار لیا نویں مرتبہ بلرام بنکر دنیا کو ظالموں کے ظلم سے چھڑایا اور دسواں
اوتار نہکلنک نامی اب ہونیوالا ہے اور وہ سنبھل مرادآباد میں وشن جس برہمن کے گھر میں ظاہر ہوگا +
اِن اوتاروں کے سوا وشن جی کے اور بہت سے اوتار ہیں مگر اُن میں سری کرشن جی بہت ہی
نامی ہیں اور یہ اوتار اگرچہ پہلے دسوں اوتاروں میں داخل نہیں ہیں لیکن آجکل ہندوستان
میں اُنسے بھی زیادہ مشہور ہیں وشن جی نے سری کرشن جی کا اوتار بسدیو کے گھر میں لیا
اور چونکہ اُنکے ماموں کنس نے پنڈتوں اور جوتشیوں سے یہ سنا تھا کہ میرا بھانجا مجھے قتل
کریگا اسواسطے جو لڑکا اُسکی بہن کے ہاں پیدا ہوتا تھا وہ اُسے مارڈالتا تھا جب سری کرشن جی

پیدا ہوئے تو بسدیو نے مشہور کیا کہ میری ماں لڑکی پیدا ہوئی ہے کنس کو یہ فریب معلوم ہو گیا اور اُسنے سری کرشن جی کے مارنے کے واسطے بہت سی تدبیریں کیں مگر کوئی بات بن نہ پڑی آخرکار سری کرشن جی نے کنس کو مار ڈالا بچپن ہی میں سری کرشن جی سے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جو نہایت عجیب تھیں اور گوپیوں کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کرنا اور اُن کے کپڑے چھین لینا تو بہت ہی مشہور ہے مہابھارت اور بھاگوت میں لکھا ہے کہ جب دونو خاندانوں پانڈوں اور کوروں میں لڑائی ہوئی تو سری کرشن جی نے پانڈوں کی مدد کرکے کوروں کو شکست دی اور پھر لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے مگر اَور کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک بھیل کے تیر سے مارے گئے +

ہندو لوگ وشن جی کی اتنی پوجا نہیں کرتے جتنی اُنکے دونو اوتاروں راجا رامچندر جی اور سری کرشن جی کی کرتے ہیں اور سری کرشن جی کو تو خاص نارائن ہی کا سروپ جانتے ہیں بہت سے لوگ شو جی کو جنکا نام مہادیو بھی ہے پوجتے ہیں اور اُنکی صورت ایسی خیال کرتے ہیں جیسے کوئی فقیر اپنے بالوں کی لٹیں چھوڑے ہوئے بیل پر سوار ہے اور اُسکے بدن سے سانپ لپٹے ہوئے ہیں اور بالوں میں سے گنگا کی دھاریں نکل رہی ہیں اگرچہ ہندو لوگ مہادیو جی کو دنیا کا فنا کرنیوالا جانتے ہیں مگر چونکہ ساری چیزیں فنا ہونیکے بعد پھر پیدا ہو جاتی ہیں اور سوا اسکے مہادیو جی بھگوان کا ایک سروپ بھی ہیں تو اسواسطے اکثر لوگ اُنہیں پیدا کرنیوالا بھی خیال کرتے ہیں اور مندروں میں اسی خیال سے اُنکی پوجا ہوتی ہے بلکہ بہت سی عورتیں اُنسے اولاد کی درخواست کرتی ہیں بنگالے کیطرف مہادیو جی کی پوجا عجب طرح سے ہوتی ہے بعض بنگالی اپنی پیٹھ میں ایک کانٹا چبھو کر کسی چرخ میں لٹک جاتے ہیں اور اُس چرخ کے ساتھ مہادیو جی کے نام پر چکر کھاتے ہیں اور بعض اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو سوئی سے چھیدتے ہیں کہیں کہیں شو جی کے اوتار بھی مانے جاتے ہیں چنانچہ مرہٹہ کھانڈے راؤ کو اُنہی کا اوتار مانکر پوجتے ہیں علاوہ اسکے اکثر ہندو بعض دیوتاؤں کی استریوں

کی بھی پوجا کرتے ہیں مثلاً لچھمی جی سرسوتی جی اور پاربتی جی کو جو بشن جی برہما جی اور شو جی کی استریاں ہیں بہت سے لوگ پوجتے ہیں اور انکو دولت وعلم اور فنا کی دیویاں سمجھتے ہیں مگر پاربتی جی کو بعض آدمی پیدا کرنیوالا اور پالنے والا بھی خیال کرتے ہیں پاربتی جی اکثر دیوی بھوانی اور درگا بھی کہلاتی ہیں اور انکے ماننے والوں کے بہت سے فرقے ہیں انمیں سے بعض ایسے ہیں جنمیں ذات کی کچھ بھی تمیز نہیں ہے اور ان فرقوں کے سب لوگ خواہ برہمن یا چھتری یا اَور کسی ذات کے ہوں ساتھ بیٹھکر ایک ہی برتن میں کھاتے ہیں اور اکثر ایک کونڈی میں گوشت اور شراب ملاکر سب کے سب ٹھیک گرد ہو بیٹھتے ہیں اور کھانا شروع کرتے ہیں اور جب نشے میں چور ہو جاتے ہیں تو اُنسے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں جنکا بیان کرنا مناسب نہیں ہے بہتیرے ہندو بھوت پریت اور اَور اسی قسم کی چیزونکو دیوتا مانکر اُنکی پوجا کرتے ہیں اکثر گانووالے ایک دو مُردوں کو جو زندگی کی حالت میں اُنکی گانو میں زبردست تھے اپنی گانو کا نگہبان جانکر پوجتے ہیں اور بعض ہندو لوگ مسلمان پیروں اور شہیدونکی قبرونکی پوجا کرتے ہیں اسکے سوا ہر ایک گانو میں ایک بھیاں کی بھی پوجا ہوتی ہے اور یہ دیوتا زمین کا نگہبان ہے اور گانو کے لوگ اُسے سانپ کی صورت میں خیال کرکے اُسکی ایک منڈھی بناتے ہیں اور وہاں دودھ وہی چڑھاکر پوجا کرتے ہیں بعض ہندو سیتلا کھچلی اور اَور بیماریونکو دیوتا جانکر پوجتے ہیں +

ہندوؤں میں ہر ایک دیوتا کے پوجنے والوں کے بہت سے فرقے ہیں اور ہر فرقے میں برہمن یا گسائیں کی قوم سے ایک ایک گروہ ہوتا ہے اور یہ گروہ اکثر بڑے دولتمند ہوتے ہیں کیونکہ اُنکی سب چیلے چندہ کرکے اُسکو روپے دیتے رہتے ہیں ہر ایک ہندو خواہ کسی فرقے کا ہو اپنی ماتھے پر ایک ٹیکا لگاتا ہے اور اُس ٹیکے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس دیوتا کی پوجا کرتا ہے +

اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ہندوؤں میں دیوتاؤں کی نہایت ہی کثرت ہے اور اُنکی نزدیک چھوٹے بڑے سب دیوتا تینتیس کروڑ ہیں اور ان میں سے مشہور دیوتا یہ ہیں گنیش جی جنہیں

مشکلات بیان کرنیوالا خیال کرتے ہیں اور ہر کام میں برکت کیواسطے پہلے اُنہی کی پوجا کرتے ہیں اِندر کو بیر سوام کارتک اور کامدیو جو سرگ۔ دولت۔ لڑائی اور شہوت کے دیوتا ہیں ورن اگن پرتھوی پون سور اور سوم یعنی پانی۔ آگ۔ زمین۔ ہوا۔ سورج اور چاند +

علاوہ اِنکے نو ستارے اور بہت سے دریا بھی انہی تینتیس کروڑ دیوتاؤنمیں داخل ہیں اور دریاؤں میں گنگاجی اوّل درجے پر ہیں اور جمناجی دوسرے درجے پر اور ہندو لوگ اِن دونوکو عورت کی صورت میں خیال کرتے ہیں اندر اور پون اور بڑے بڑے دیوتاؤنکے واسطے جداجدا مکان مقرر ہیں جنکو لوک کہتے ہیں اور اُنہیں سے اندرستھان کی جو اندرپوری اور اندرلوک بھی کہلاتا ہے بڑی تعریف لکھی ہے چنانچہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ اندرلوک میں سونے کے محل جواہر آبدار سے آراستہ ہیں ہر طرف باغ خوشنما موجود ہیں نہریں بہ رہی ہیں پھول کھل رہے ہیں بلبلیں لہلہا رہی ہیں درخت ہر جگہ چھا رہے ہیں اپسرا اور گندھرب اپنے ناز و انداز سے راجا اندر کو رجھا رہے ہیں +

ہندوستان میں ایک اَور مذہب بھی جاری ہے جسے جین کہتے ہیں اِس مذہب کے لوگونکا بھی بودھ کے موافق یہ قول ہے کہ خدا کچھ چیز نہیں ہے اور اگر ہے تو اُسے دنیا کے کاموں میں کچھ دخل نہیں اور نہ اُس نے دنیا کو پیدا کیا بلکہ مادّے میں ایک ایسی خاصیت ہوتی ہے کہ وہ خودبخود دنیا کی صورت میں بدل جاتا ہے ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب چھٹی یا ساتویں صدی عیسی میں جاری ہوا اور گیارھویں صدی میں اُسکی بہت ترقی ہوئی اور بارھویں صدی کے بعد اُسکا زوال شروع ہو گیا جسطرح بودھ مذہب کے لوگ بدھ کو مانتے ہیں اُسیطرح جین مذہب والے ناتھ کو پوجتے ہیں اُنکا یہ قول ہے کہ زمانے میں چوبیس ناتھ موجود ہیں اور یہ سب کے سب پہلے آدمی تھے مگر تپسیا کے سبب سے اُنہیں یہ درجہ حاصل ہو گیا اور جب اُنکا زمانہ پورا ہو چکیگا تو اَور چوبیس ناتھ دنیا میں پیدا ہو جائینگے جینی لوگ اِس زمانے کے ناتھوں میں سے رشب جی کو جو سب سے پہلے ناتھ ہیں اور پارس ناتھ جی کو جو تیئیسویں ہیں اور مہابیر جی کو جو چوبیسویں ہیں بہت پوجتے ہیں بعض اہل یورپ

انہی پچھلے دونو ناتھونکو اِس مذہب کا بانی خیال کرتے ہیں جین مذہب والے ہندوؤں کے اکثر دیوتاؤں کو بھی مانتے ہیں لیکن اُنہیں درجوں کی کچھ تمیز نہیں کرتے اور بعض دیوتاؤں کے نام کے بہت سے دیوتا جانتے ہیں اور اُنکی مدتیں بہت دراز بیان کرتے ہیں اور ویدوں کو آسمانی کتابیں نہیں جانتے یہ لوگ جانور کی بڑی نگہبانی کرتے ہیں اور اس امر میں اپنے اوپر طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں جینیوں کی بہت سی ذاتیں ہیں اور اُنکے مذہب کے پجاری جو جتی کہلاتے ہیں سب ذاتونکے ہوتے ہیں اور وہ بھیک مانگ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں انہیں سے اکثر میلے کچیلے بنے رہتے ہیں اور کبھی نہاتے دھوتے نہیں ہیں +

جینی لوگونکے دو فرقے بڑے مشہور ہیں ایک دگمبری دوسرے سوتیمبری دگمبری جنہیں سراوگی بھی کہتے ہیں وہ لوگ ہیں جو اپنے دیوتاؤں کی مورتونکو ننگا رکھتے ہیں اور اُنہیں کسی قسم کا کپڑا یا زیور نہیں پہناتے اُنکے جتی بھی بالکل ننگے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں جہات ستہ یعنی چھ سمتونکے سوا اَور کسیطرحکا لباس درکار نہیں ہے اور اسیواسطے اِس فرقے کو دگمبری کہتے ہیں کیونکہ لفظ دگمبر مرکب ہے دگ اور آمبر سے اور دگ سنسکرت میں سمت کو کہتے ہیں اور آمبر چادر کو تو دگمبری فرقے سے وہ لوگ مراد ہیں جنکی چادر یا لباس صرف سمت ہو اِس فرقے کی بھی کئی قسمیں ہیں مگر زیادہ مشہور وہ لوگ ہیں جو پہلے بنیے تھے اور پھر جینی ہوگئے اِنمیں اور بنیونمیں بیاہ شادی کرنی اور آپسمیں کھانے پینے کا پہلے کچھ پرہیز نہ تھا مگر اس زمانے میں دونو فرقونمیں بڑی عداوت ہوگئی ہے اور وہ آپسمیں ایک دوسرے کی خوب بُرائی کرتے ہیں اور اس عداوت کا سبب یہ ہے کہ سراوگیوں نے اپنے ٹھاکروں کو ایک رتھمیں ٹھاکر بڑی دھوم دھام سے مندروں کے باہر نکالنا چاہا تھا بنیے جو وشنو ہیں اور ننگی مورتوں کے درشن کرنے بہت بُرے جانتے ہیں اسبات سے مل جلکر فساد کرنے پر مستعد ہوگئے اِس سببسے دونو فرقوں میں نااتفاقی بڑھ گئی ہے اور آپسمیں بیاہ شادی کرنا اور کھانے پینے میں شریک ہونا بالکل موقوف ہوگیا سوتیمبری وہ جینی ہیں جو اپنے ٹھاکروں کو

کپڑے تو نہیں پہناتے مگر خول کے طور پر زیور اور چاندی سونے کے انگرکھے اور پاجامے پہنا دیتے ہیں اور اُنکے جتی بھی سفید لباس پہنتے ہیں اور اسی سبب سے اِس فرقے کا نام سوتیمبری ہے کیونکہ لفظ سوتیمبر مرکب ہے سویت اور آمبر سے اور سویت سنسکرت میں سفید کو کہتے ہیں ان لوگوں کی بھی کئی قسمیں ہیں اور منہہ بندھی بھی جنہیں سیوڑے اور ڈھونڈیے کہتے ہیں انہی لوگوں میں سے ہیں اِس فرقے کے آدمی کھانے پینے کی بہت تکلیفیں اُٹھاتے ہیں اور جانور کی نگہبانی کرنے میں اَور قسم کے جینی لوگوں سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور اِس مطلب کے واسطے ایک سوت کی جھوڑی جسے اوگھا کہتے ہیں اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں تاکہ بیٹھتے وقت اُس سے اپنی جگہہ صاف کر لیا کریں اور کوئی جانور اُنکے نیچے نہ دب جائے علاوہ اِسکے کپڑے کی ایک تھیلی سی بنا کر اپنے منہہ پر باندھ لیتے ہیں تاکہ منہہ کی بھاپ سے کوئی جانور نہ مرجائے جین مذہب کے لوگ ہندوستان کے اکثر شہروں میں موجود ہیں اور راجپوتانہ اور گجرات وغیرہ کیطرف اُنکی بہت کثرت ہے ✦

ہندوؤں میں اَور بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں جنکے بانی فقیر گزرے ہیں اور اُنمیں سے ایک فرقہ جسے سکھ کہتے ہیں بہت مشہور ہوا اِس فرقے کی ابتدا گرونانک جی سے ہوئی ہے یہ گرو کالو نامی ایک کھتری کے ہاں ضلع لاہور کے تلونڈی گانو میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے تھے جب وہ بڑے ہوئے تو کالو نے اُنسے سوداگری کرانی چاہی اور چالیس روپیہ دیکر انہیں تجارت کو بھیجدیا اتفاقاً راستے میں وہ کئی فقیروں سے ملے اور اُنسے کچھ گفتگو کی فقیروں نے اُنہیں سمجھایا کہ دنیا بالکل ناپائدار ہے اسپر دل نہ لگانا چاہیے اور جہانتک ہوسکے اِس سے پرہیز کرنا بہتر ہے گرونانک جی کے دل پر اِس گفتگو کا کچھہ اثر ہوگیا اور وہ اُنہیں محتاج دیکھکر چالیس روپیہ کا آٹا شہر میں سے خرید لائے اور سب کو کھلا پلا کر خالی ہاتھ اپنے گھر چلے گئے اُنکا

ــــــــــــــــــــــــــــــ

لہ لفظ انگرکھا مرکب ہے انگ اور رکھا سے اور زبان سنسکرت میں کل لفظ کے لغوی معنی محافظ تن ہیں

باپ یہ حال سُنکر بہت ناراض ہوا اور غصہ میں آکر چاہا کہ اُنہیں خوب مارے مگر ایک مسلمان میندا
نے اپنے پاس سے چالیس روپیہ دیکر اُنہیں بچالیا جب گرونانک جی کا دل کسی پیشے پر نہ لگا
تو اُن کے باپ کو بڑا غم ہوا اور وہ اِس امر میں طرح طرح کی تدبیریں سوچنے لگا گرونانک جی
کی ایک بہن تھی نانکی اور وہ سلطانپور میں جو جالندھر دوابے میں واقع ہے ایک شخص
جے رام نامی سے جو غلہ بیچا کرتا تھا بیاہی ہوئی تھی جب کالو کو کوئی تدبیر نہ سوجھی تو اُس نے
ناچار ہوکر گرونانک جی کو اُنکی بہن کے پاس بھیجدیا اُن دنوں میں وہاں کا حاکم نواب
دولت خان تھا اور جے رام کو بھی اُسکے دربار میں کچھ دخل تھا اُس نے اپنے سالے
گرونانک جی کو نواب کے مودی خانہ کا مہتمم کرادیا تھوڑے دنوں کے بعد گرونانک جی کی شادی
ایک عورت سلکھنی نامی سے ہوئی اُس سے دو بیٹے پیدا ہوئے سری چند اور لکھمی داس اِن
دونو کے پیدا ہونے کے بعد وہ دنیا سے نفرت کرکے جنگل میں جا بیٹھے اور جو جو خیال اُنکے
دل میں تھے اُنکے ظاہر کرنے میں کوشش کرنے لگے اُنکا دلی ارادہ یہ تھا کہ تمام جہان
میں ایک مذہب جاری ہوجائے اور فرقونکا مذہبی اختلاف بالکل جاتا رہے اور اسیواسطے
اُنہوں نے اپنے ارادے کے موافق بہت سے مسئلے پہلی کتابوں میں سے انتخاب کیے
اُنکے مسائل کا حاصل یہ ہے کہ خدا واحد ہے اور حقیقی مذہب ایک ہی ہے اور مختلف مذہب
اور قوانین انسان کے دخل کرنے سے پیدا ہوئی ہیں نفس کی خواہش کا خیال نکرنا غصے
کا پی جانا اور دل کا صاف رکھنا برہمنوں کے بھوجن کرانے اور استھانوں پہ چڑھاوا چڑھانے
سے بہتر ہے گرونانک جی کے ساتھ ایک گویا بھی رہتا تھا اور جب گرونانک جی عبادت میں
مصروف ہوتے تو وہ گویا رباب بجاکر اُنکا دل بہلاتا اور خدا تعالی کی تعریف کے سوا اور کچھ نہ گاتا
اور اکثر یہی کہتا رہتا تو ہی ہے نرنکار کرتا نانک بندہ تیرا جسوقت محمد ظہیرالدین بابر نے
ہندوستان پر حملہ کیا اُسوقت گرونانک جی ایمن آباد میں تھے بیگار والونکے ہاتھ وہ بھی پکڑے
گئے مگر جب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے ایسی معقول گفتگو کی کہ بادشاہ نے

دھرم کھا کر اُنہیں چھوڑ دیا اسکے بعد گرو نانک جی نے ملک ملک پھرنا شروع کیا اور پھر گرداسپور سے مین جو دریاے راوی پر ہے جاکر رہنے لگے اور وہان ایک دھرم سالہ بنوا کر اُسکا نام کرتارپور رکھا اور وہین اپنے بال بچون اور چیلون کو بھی بلوا لیا جب اُنہون نے زیادہ شہرت پائی تو اُنکو گرو نانک اور بابا نانک اور نرنکار پکارنے لگے انجام کار ستر برس کی عمر مین ۱۵۳۹ء مین مرگئے اُنہون نے اپنے بیٹون مین سے کسیکو اپنی جگہہ نہ بٹھایا بلکہ چیلون مین سے لہنا کھتری کو اپنا جانشین کیا اور اُسکا نام انگد رکھا یہ گرو مقام ترنتارن ضلع امرتسر مین مرگئے اور اُنہون نے امرداس کھتری کو اپنا جانشین کیا امرداس کے بعد اُنکا داماد رام داس کھتری گرو بنا اُنکے خاندان مین گرو کا درجہ موروثی ہوگیا اور یہ درجہ گرو گوبند جی کی ذات تک رہا گرو گوبند جی نے گرو نانک جی کے مسائل کو ایسا بدلا کہ وہ اپنے عملون کے سبب سے بجاے سکھ کے جسکے معنی چیلے کے ہین سنگھ یعنی شیر کہلانے لگے اور لٹیرے بنکر دور دراز مقامونکا سفر اختیار کرنے لگے گرو گوبند جی نے اُنہیں تاکید کی کہ وہ اپنے بال بڑھائیں اور اُنکو اُسترہ یا قینچی نہ لگائیں گرو نانک جی کے مسلون اور نصیحتون کو سکھون نے جمع کرکے ایک کتاب مین لکھا ہے جسے آدھ گرنتھ یا گرنتھ کی پہلی جلد کہتے ہین اور دوسری جلد گرو گوبند جی نے سو برس بعد تصنیف کی یہ کتاب اُسوقت کی پنجابی زبان مین ہے اور گُرمکھی خط مین لکھی ہوئی ہے +

سکھ پنجاب مین کثرت سے ہین اور ہر قوم کے آدمی کو اپنے مذہب مین شریک کرلیتے ہین چنانچہ چمار اور بھنگی بھی اس مذہب مین آکر مذہبی سکھ کہلاتے ہین فقط

تیسرا باب

منسکھی اور سندر سنگہ کا قصہ

جو فقرے مصنف نے اپنی طرف سے لکھے ہیں اُنکے پہلے علامت م ہے
اور جو غیر کی زبان سے بیان کیے ہیں اُن کے ابتدا میں نشان غ ہے

ایک دفعہ بہار کے موسم میں جبکہ جاڑا گزر گیا اور جنگل میں طرح طرح کے بیل بوٹے اور رنگ رنگ کے پھول کھلنے لگے اہیر پور گانو میں سیتلا کا بڑا میلا ہوا وہاں کی تمام عورتیں اور مرد ہاتھوں میں سجا پا لیے اپنے اپنے گھروں سے باہر نکلے رستے میں ہم عمر لڑکیاں آپسمیں ہنستی بولتی سیتلا کے ٭تُہیلے گاتی بجاتی تھیں اسمیں ایک اہیر کی لڑکی جسکا نام منسکھی تھا اپنے چچا سجان سنگہ نمبردار اور چچی چندر کور کے ساتھ گھر سے باہر نکلی اُسیوقت اُنکا پروہت گیانچند مشر بھی اپنی بیٹی پاربتی کو ہمراہ لیے ماتا کی پوجا کرنے اُن کے ساتھ ہوا منسکھی نے پاربتی کو دیکھتے ہی اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں کی باتیں ہونے لگیں اسمیں پاربتی نے کہا غ منسکھی تیرے بیاہ کو تو پانچ برس ہو گئے ہونگے اور تو بھی پندرہ برس کی ہوئی اب گونا کب ہوگا م اس نے جواب دیا غ اب کے بیساکھ میں بتاویں ہیں م پھر پاربتی نے کہا غ ٭جی جی تیرا بنڑا تو بڑا سندر ہے م یہ بات سنکر منسکھی مسکرائی اور کہنے لگی غ ہاں جی جی مینے بھی اُسے کئی بیر چھپ چھپا کر دیکھا تھا مجھے بھی اُسکی صورت بھلی لگی تھی م پاربتی نے کہا غ منسکھی اتو تیرے گونے کا مہینا ہی بھر رہ گیا ہے جب تو اپنے بنڑے کے ساتھ چلی جائیگی تو مجھ سی کا ہیکو ملیگی چھ سات مہینے پیچھے کبھی آئی دو چار دن رہگئی پھر تو کہاں اور ہم کہاں م منسکھی بولی غ نہیں جی میرے چاچا نے یہ سوچا ہے کہ اُسکو اپنے ہی گھر رکھیں وہ بڑا نردھن ہو گیا ہے م پاربتی نے کہا غ جی جی یہ تو بھگوان کی مایا ہے ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے دھن دولت کسی کے تھر رہی ہے پر یہ اچھا ہوا کہ تیرا بنڑا یہیں آرہیگا م منسکھی نے کہا غ کیا خاک اچھا ہوا جی جی سب دھن کے غرضی ہیں اب میرے چاچا چاچی اُسکی ویسی آؤ بھگت کہاں کریں ہیں جیسی پہلے کریں تھے م پھر پاربتی نے پوچھا

٭ تعریف کے گیت ۱۲ ٭ اکثر ہندو بہن کو جی جی اور بہنوئی کو جیجا کہتے ہیں ۱۲

م غ منسکھی تیرے چاچا چاچی کس کارن ماتا کی جات[۱] دینے آئے ہیں م اُسنے کہا غ مجھے خبر نہیں
جب میرے بھائی کے ماتا نکلی اور ساری دیہہ میں کہیں تل رکھنے کو جگہ نرہی اور اُسکے جینے کی آس
جاتی رہی اُس سمے میری چاچی نے پلہنڈے[۲] تلے ماتا سے ارداس[۳] کی کے کہا تھا کہ ماتا رانی اپنی غلام
پر دیا کر جب یہ پانچ برس کا ہوگا میں تیری جات دونگی اور تیرے نام پر ایک بچھڑا چھوڑ دونگی اور
بھگت کو جوڑا پہناؤنگی سو اب میرا موہن بھائی پانچ برس کا ہوگیا ہے اسلیے ہم جات دینے آئے ہیں م
یہ باتیں اُن لڑکیوں میں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں سب کے سب سیتلا کے مندر کے پاس آپہنچے منسکھی
پاربتی سے جدا ہو کر اپنی چچی کے ساتھ ہولی اور اپنے بھائی موہن کو گود میں لیکر مندر کے اندر گئی کیا
دیکھتی ہے کہ وہاں ایک پیتل کی مورت پھول اور ہاروں سے لدی ہوئی رکھی ہے منسکھی کے چچا نے اپنی بیوی
سے کہا غ لے موہن کی[۴] ماںچا پانکال اور چھورے کے ہاتھ سے چھوا کے مہارانی پر چڑھاوے اور بھگت جی
کو جوڑا پہنادے اور بچھڑے کو چھوڑ دے م منسکھی کی چچی نے سب بچا پا چڑھا دیا پھر سب کے سب
مندر کے باہر نکلے ایک بھنگی نے آتے ہی مرغ[۵] پھڑپھڑایا اور کہا غ داتا کی خیر صدقے کا پیسا دلو
م دوسری طرف سے ایک اور بھنگی سور کا بچہ ہاتھ میں لئے ہوئے آیا اور دو چار دفعہ لڑکے کے
سر پر وار کے چھوڑ دیا اور کہا غ گھیٹے کی چھڑوائی کا پیسا ملجائے م چندر کور نے ان دونوں کو
ایک ایک پیسا دیدیا ذرا ہی آگے بڑھے ہونگے کہ ایک عورت مٹی کی مورت لیے ہوئے سامنے
سے نظر پڑی اور چندر کور کو دیکھکر بولی غ کلیجے[۶] والی کی بھی بھیٹ چڑھاتی جا م ایک اور بولی غ
پھپولے والی سے بھی ڈر م ایک نے کہا غ مجلی[۷] ماتا کا بھی پیسا رکھتی جا م منسکھی کی چچی ایسی خوفناک
آوازیں سنکر کانپتی تھی اور ہر ایک کے آگے پیسا رکھتی جاتی تھی آخر کار جب پیسے دیتے دیتے

[۱] کسی مندر پر جا کر مانی ہوئی نذر کے پورا کرنے کو جات دینا کہتے ہیں ۱۲ [۲] ہندو لوگ اپنے اعتقاد میں جانتے ہیں کہ سیتلا کو ٹھنڈا پانی بہت پسند ہے اور اسی سبب سے پلہنڈے یعنی ٹھلیوں کی گھڑونچی کے نیچے بیٹھکر سیتلا سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں ۱۲ [۳] ارداس لفظ عرضداشت کا بگڑا ہوا ہے ۱۲ [۴] ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر خاوند بیوی کا یا بیوی خاوند کا نام لے تو انکی عمر کم ہوتی ہے ۱۲ [۵] ہندوؤں کے اعتقاد میں مرغ اور سور کا بچہ یہ دونو جانور بھوتنی بلائیں اور آفتیں اپنے اوپر لے لیتے ہیں ۱۲ [۶] سیتلا کو ان ناموں سے بھی پوجتے ہیں کیونکہ وہ کلیجا نکال لیتی ہے اور بدن پھپولے ڈال دیتی ہے ۱۲ [۷] سیتلا کے مندر کے پاس اکثر مٹی کے ڈھیر یا پتھر کا نشان [illegible] بھی بنا ہوا ہوتا ہے ۱۲

حیران ہوگئی تو جلدی سے پیچھا چھڑا کر ایکطرف کو چلی اور وہیں کسی درخت کے تلے سب نے جمع ہو کر باسی
کھانا کھایا جب کھانا کھا چکی اور میلا ختم ہو گیا یہ بھی اپنے گھر کیطرف چلے اور وہاں پہنچکر اپنے اپنے کام میں
مصروف ہو گئی اسی روز رات کیوقت جب گھر کے سب آدمی جمع تھے سجان سنگہ ایک چارپائی پر بیٹھا ہوا حقہ
پی رہا تھا اور اُسکی بیوی ایک طرف زمین پر بیٹھی تھی دوسری طرف منسکھی موہن کو کھانا کھلا رہی تھی
سجان سنگہ نے اپنی بیوی سے منسکھی کے گونے کا ذکر کیا اور کہا غ موہن کی ما منسکھی کا بنڑا ایک مہینہ
پیچھے آویگا اور وہ یہیں رہیگا م اُسکی بیوی نے کہا غ سامنے کی کوٹھڑی خالی کر دونگی اور گونے کا
بھی سارا سامان دھرا ہے م تھوڑی دیر تک اُنمیں یہی باتیں ہوتی رہیں پھر منسکھی اور موہن اندر کے دالان میں اپنی چارپائی
بچھا کر سو رہی باہر کے دالان میں چندر کور اپنے چھوٹے بیٹے کو لیکر لیٹ گئی اور سجان سنگہ اُسی دالان کی کوٹھڑی میں جا پڑا
جب صبح ہوئی تو نمبردار چارپائی سے اُٹھکر اپنی چلم بھر ملچے پر آبیٹھا اور حقہ پینے لگا تھوڑی
ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک فقیر جٹا دھاری کندھے پر مرگ چھالا ڈالے ہاتھ میں چمٹا لیے ہوئے
اُسطرف سے گزرا اور نمبردار کو ماچی پر بیٹھا ہوا دیکھکر چپ چاپ اُسکے سرہانے آبیٹھا نمبردار نے کہا غ مہاراج
کہانسے آنا ہوا کیا چاہیے م فقیر نے کچھ جواب نہ دیا نمبردار بولا غ مہاراج کچھ کہیے کیا چاہیے م فقیر نے کہا غ بابا
کچھ اچھا نہیں جو تیرا جی چاہے تو ایک سلفا پلوا دے م نمبردار نے اپنے حقے پر سے چلم اُتار کر فقیر کے حوالے کی اُسنے ایک ایسا دم
لگایا کہ لو اُٹھ آئی یہ دیکھکر نمبردار نے کہا غ مہاراج کیا تمباکو کی چاندی ہی کر دوگے م فقیر نے جواب دیا غ
سائیں کے بھنڈار میں کچھ کمی نہیں ہے جو تیری یہ مرضی ہے تو ایسا ہی ہو جائیگا م فقیر تو یہ کہکر
چل دیا اور نمبردار کو گھڑی بھر کے بعد جب پھر حقے کی طلب ہوئی تو وہ چلم بھرنے گیا اور جوں ہیں
چلم اُلٹی ایک چاندی کی ڈلی اُسمیں سے نکل پڑی یہ دیکھکر نمبردار حیران ہو گیا اور دفعتہً پکار
اُٹھا غ موہن کی ما دوڑیو موہن کی ما دوڑیو م اُسکی آواز سنکر چندر کور گھبرائی ہوئی آئی
اور کہا غ کیا ہے کیوں پکار رہے ہے م نمبردار نے چاندی کی ڈلی اُسکے ہاتھ پر رکھ دی
اور کہا غ لے دیکھ یہ کیا ہے م وہ بولی غ یہ چاندی کی ڈلی تو کہاں سے لایا م نمبردار نے

۱؎ جسوقت حقے کا ایسا دم لگاتے ہیں کہ تمباکو جلکر راکھ ہو جاتا ہے اُسوقت کہا کرتے ہیں کہ تمباکو چاندی ہو

تمام گزرا ہوا ماجرا کہہ سنایا اُسکی بیوی بولی غ ہان ایک باباجی کو تو میں نے تیرے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا تھا پر مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ ایسے سدھ ہیں م نمبردار نے کہا غ میں بھی یہ نہ جانو تھا کہ باباجی ایسے سدھ ہیں م چندر کور بولی غ جلدی جا چاروں اور آدمی دوڑا دے اور جہان باباجی ملیں اُنکو لا م نمبردار نے بہت سی خاک چھانی مگر فقیر کا کہیں پتا نہ لگا ناچار اپنے گھر آیا اسکے بعد کئی دن تک فقیر کا چرچا ہوتا رہا اور منسکھی کے گونے کے دن قریب آ گئے نمبردار نے گونے کا تمام سامان تیار کر ہی رکھا تھا کہ اتنے میں دولہا اور اُسکے تین چار رشتہ دار دو گاڑیاں اور ایک گھوڑی لیکر آ گئے سجان سنگھ نے اُنہیں چوپاڑ میں اُتار کر ہر طرح سے اُنکی خاطرداری کی اور یہ لوگ دو روز تک وہان ٹھیرے +

دولہا کے گانو میں آتے ہی منسکھی نے گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور جو کبھی نکلتی بھی تو رات کے وقت ہمجولیوں سے ملنے جاتی اور خوب گلے مل ملکر روتی وہ سب کی سب اُسے سمجھاتیں غ کیوں روے ہے پندرہ دن پیچھے تیرے چاچا چاچی تجھے بلا لیں گے +

م جس روز گونے کا مہورت نکلا اُس روز نمبردار نے گیانچند مصر کو بلوایا اُسنے آتے ہی چوک پوایا اور اُسپر آٹے سے نو خانے بنا کر اُنمیں چاول رکھدیے اور ایک مٹی کی ڈلی لیکر اُسپر کلاوہ لپیٹا پھر دولہا دلہن کو دو پٹڑوں پر بٹھایا اور اُس مٹی کی ڈلی کو گنیش اور نو خانوں کو نوگرہ قرار دیکر پوجا کرائی اور رولی۔ چاول۔ پھول۔ پان بتاسے اور پیسے اُنپر چڑھائے پھر گیانچند نے لڑکے کے دوپٹے اور لڑکی کی اوڑھنی کا ایک ایک سرا لیکر دونو کو ملایا اور اُسمیں سُپاری چاول اور ایک ٹکا رکھکر گرہ باندھ دی اِسکے بعد پٹا پھیر کی رسم ہوئی اور پٹڑوں کو جن پر دولہا دلہن بیٹھے ہوئے تھے بدل دیا جسوقت نائی نے پٹڑوں کو بدلنے کے لیے اُٹھایا تو پاربتی جو وہاں کھڑی ہوئی تھی اُس سے کہنے لگی غ دیکھ رے یہ پٹڑے آپس میں ٹکراویں نہیں جو ایسا ہوا تو منسکھی اور جیجا میں سدا کھٹا پٹی رہیگی م جب وداع کی تیاری ہوئی تو منسکھی اپنے سارے رشتہ داروں اور سہیلیوں سے ملکر خوب روئی اور موہن کو گود میں اُٹھا کر کہنے لگی غ بھائی تو چاچی سے

کہتا ہے سو چچی کو جلدی بلالے م سوہن کا بھی یہ حال تھا کہ وہ سبکو روتا دیکھکر سہم گیا اور اپنی بہن کی گود میں بیٹھکر بلکنے لگا سنکھی کی چچی نے چلتے وقت اپنی بھتیجی کی بہت تسلی کی اور یہ بھی کہدیا ع بیٹی جو تیری ساس کہے سو کر لیو اور جو بڑی بوڑھی آوے اُسکے پیروں پڑیو م سنکھی بڑی مشکل سے روتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی اور برابر کوس بھر تک روتی چلی گئی اسکا چچا بھی دور تک گاڑی کی ساتھ ساتھ گیا اور رخصت ہوتے وقت کہنے لگا ع سنکھی گھر امت میں اپنی بیٹی کو بہت جلدی بلا لونگا م آخر کار جب وہ اپنی سسرال میں پہنچی تو اُسکی ساس اور اَور دو چار عورتیں اُسے گاڑی میں سے اُتار کر گھر میں لے گئیں پھر دولہا دلہن کو پیڑوں پر بٹھا کے دُلہن کے ہاتھ میں ایک لڈو دیا اور اُسکی گود میں اُسکے دیور کو لا بٹھایا وہ بیٹھتے ہی بول اُٹھا ع بھابی لڈو مجھکو اور بیٹا تجھکو م یہ کہکر گود میں سے اُتر پڑا اور لڈو کھانے لگا ٭

سنکھی پندرہ روز تک اپنی سسرال میں رہی اور جسطرح اُسکی چچی نے اسے سمجھا دیا تھا اُسیطرح ساری باتیں کرتی رہی جب اُسکا سسرا یا جیٹھ گھر میں آتا تو اُٹھکر ایک کوٹھڑی میں چلی جاتی اور کسی عورت کے سامنے کبھی خاوند سے کلام نہ کرتی اور نہ اُسکی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتی پندرہ دن کے بعد اُسکی چچی نے سوہن اور دو چار لڑکوں کو ایک معتمد آدمی کے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر سنکھی کے لینے کو بھیجا وہ اُسی روز اُسے اور اُسکے خاوند کو لیکر چلے آئے ٭

سندر سنگھ اپنی سسرال میں رہنے لگا مگر وہاں رہنے سے اُسکی طبیعت کچھ خوش نہوئی کیونکہ سجان سنگھ اسکو حقیر سمجھکر ہر وقت طعنے دیتا اور کبھی کبھی یہ کلام بھی اپنی زبان پر لاتا ع سنکھی بڑی ابھاگی ہے جو تجھ سے نردھن کے پلے پڑی ٭

م سندر سنگھ کو اپنی سسرال میں رہتے ہوئے کچھ دن گزرے تھے کہ ایک روز دفعتہً وہی بابا جی جو پہلے اپنی کرامت دکھا گیا تھا چوپال میں سجان سنگھ کے آگے آ کھڑا ہوا اور پکارا ع الکھ جاگے ہے م سجان سنگھ جسکو مدت سے اُسکے دیکھنے کی آرزو تھی حیرت میں آکر کہنے لگا

غ اجی آؤ مہاراج ہم تو اُسدن سے تمہاری یادگاری کر رہے تھے بڑی کرپا کی جو آپنے درشن دیے م یہ کہکر اُسے اپنے گھر لے گیا اور بیوی سے کہا غ لے موہن کی ما آج ہمارے بھاگ اُدے ہوئے جو وہی باباجی پھر آئے م پھر فقیر کیطرف مخاطب ہوکر بولا غ واہ مہاراج دھن ہو م اُسکا یہ کہنا تھا کہ باباجی نے اپنی جھولی میں سے ایک سونے کی ڈلی نکال کر اُسکے حوالے کی اور کہا غ بابا ہم تجھ سے بڑے پرسن ہیں لا ایک سلفا پلوا دے پھر کسی اَور دسا کو سدھاریں م نمبردار نے بڑی خوشی سے چلم بھر کر اُسے پلوائی اور اُسکی بیوی نے کہا غ مہاراج آج روکھی سوکھی روٹی یہیں پاؤ م فقیر نے کہا غ مائی یہ کھانا پینا تم گرہستیوں کے لیے ہے ہم تو اپنا پیٹ بن کے پھل پھلاری سے بھر لیتے ہیں م سندر سنگہ جو ایک کونے میں بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سن رہا تھا پہلے ہی ایسے فقیروں سے ڈرا ہوا تھا کیونکہ اسکے گانو میں ایک فقیر اسطرح کی باتیں بنا کر کسی آدمی کو چھل دیگیا تھا اُسے اس فقیر کی نسبت بھی دغابازی کا شبہہ پیدا ہوا اور اسکی طرف ایک ایسی نگاہ کی جس سے وہ بھی تاڑ گیا کہ سندر سنگہ یہاں میری دال نہ گلنے دیگا یہ سوچکر فقیر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا غ لے بابا سجان سنگہ فقیر کے دلمیں موج آگئی تھی جو تیرے پاس آنکلا تھا اب ہم رمتے ہیں پر ایک بات تجھ سے کہے جاتے ہیں شاید تجھکو کڑوی معلوم ہو پر یہ بھی کہا ہے آئی بات کو من میں نہ رکھیے یہ لڑکا سندر سنگہ جو تیرا بھائی ہے اسکا رہنا تیرے واسطے اچھا نہوگا ہمنے تو کچھ اَور چاہا تھا پر ہونی بلوان ہے اپنا چاہا ہوتا نہیں م فقیر تو یہ کہکر چلا گیا اور سجان سنگہ اپنی بیوی سے کہنے لگا غ لے موہن کی ما جو آج سندر سنگہ ہمارے گھر میں نہوتا تو جانے کیا نو ندھ بارہ سدھ ہو جاتی میں تو

جب مطلب بخوبی حاصل ہوجاتا ہے تو اُسوقت کہا کرتے ہیں کہ نو ندھ بارہ سدھ ہوگئی اور اسکی اصل یہ ہے ندھ سنسکرت میں کوبر کے خزانے کا نام ہے اور سدھ آسمانی قوت کو کہتے ہیں اور ہندوؤں کے مذہب میں کوبر جو خزانوں کا دیوتا ہے اُسکے قبضہ میں نو خزانے ہیں اور دیوتاؤں کی قوتیں بارہ ہیں تو نو ندھ بارہ سدھ ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ کوبر کے نو خزانے اور دیوتاؤں کی ساری قوتیں حاصل ہوگئیں ۱۲

پہلے ہی جانوں تھا یہ چھورا میرے گھر کی بھی اینٹ سو اینٹ بجاویگا ہماری کہاں بھاگ جو ایسی
اتیت جوگی جٹا دھاری ہمیں درشن دیں پر کیا کیجیے درشن دیتے ہی بات کی بات میں سندر سنگہ
کے کارن غصے ہو کر چلے گئے م سندر سنگہ جو وہیں کھڑا ہوا تھا یہ بات سنکر نہایت ناراض ہوا
اور آنسو بھر کر کہنے لگا غ اس پاکھنڈی کا جانا تمہارے لیے اچھا ہوا جو میں آج نہوتا
تو یہ ضرور تمہارا ستیاناس کر جاتا اور ایسا لوٹتا کہ بدن پر ایک لتا بھی نچھوڑتا م سجان سنگہ
سندر سنگہ کیطرف مخاطب ہو کر بولا غ ارے نربھاگ کیوں جھک مارے ہے بیٹے تو
تجھکو اُسیدن جان لیا تھا جسدن تیرے ساتھ چھوری کے پھیرے ہوئے تھے پر کیا کروں
کرموں کی ریکھ امٹ ہے نہیں تو اور میرا گھر م جب سجان سنگہ نے سندر سنگہ کو ایسی سخت
سخت باتیں سنائیں تو وہ بھی بھر آیا اور افسوس کر کے کہنے لگا غ بھگوان سب پر دیا رکھے
کسیکو بگاڑے نہیں جب میں تیرے گھر آکے رہا تو تو نے مجھے یہ باتیں سنائیں لے اب تو جان
اور تیرا گھر م یہ کہکر سندر سنگہ غصے میں بھرا ہوا مکان کے باہر آیا اور جنگل میں جا پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگا جب سجان سنگہ کی سخت باتونکا خیال اُسکے دلمیں آتا تو کہتا غ بیٹے تیرے ہزنت دن
کے طعنے مہنے بھی سہے پر کیا کروں اب تو تو مجکو جوتیاں مارنے لگا میرا تیرے گھر
میں کیونکر نباہ ہوگا اب تو یہاں سے چلا جانا ہی اچھا ہے م مگر جسوقت اُسے منسکھی کی محبت کا
خیال آتا تو نہایت بیقرار ہو کر کہتا غ ہائے چلا تو جاؤں پر اُس بن کیونکر جیونگا ہاں کسی
کوئیں یا جوہڑ میں ڈوب مرونگا م اسی ادھیڑ بُن میں تھا کہ یکایک اُسکے دلمیں یہ خیال آیا کہ
اگر میں سپاہیوں میں جاکر بھرتی ہو جاؤں تو اچھا ہے جو کسی لڑائی میں مارا گیا تو جان سے چھوٹ گیا
اور جو بڑھکر تلوار لگائی تو یہ بھی جانینگے کہ سندر سنگہ کسی کا بیٹا تھا م آخر کار یہی بات اُسکے دل پر
جم گئی اور اپنا ارادہ ظاہر کرنیکے لیے منسکھی کے پاس گیا منسکھی نے جسوقت اُسے دیکھا

ا؎ بالکل ویران کر دینے کو اینٹ سے اینٹ بجانا کہتے ہیں اور اسکی اصل یہ ہے کہ جب کوئی مکان ٹوٹ
پھوٹ کر بالکل گر پڑتا ہے تو اُسکی اینٹیں علٰحدہ علٰحدہ ہو کر آپسمیں ٹکرانے لگتی ہیں ۱۲

روتی ہوئی اُسکے گلے سے آلگی اور بولی غ آج چاچا اُس نپوتے باباجی کے بہکانے سے
پھر تجھکو بُرا بھلا کہنے لگا تھا ایسی باتونکو سنکر میں کھنی جاؤں ہوں اور جی میں آوے ہے کہ
منہہ لپیٹ کر کسی کوئیں میں ڈوب مروں م سندر سنگہ نے کہا غ تیرے چاچا کے گھر میں رہنے
سے مجھکو بڑی لاج آئے ہے اور توبھی دکھی رہے ہے اسلیے مینے یہی سوچا ہے کہ یہانسے
چلا جاؤں م اس بات کے سنتے ہی سنسکھی چلا اٹھی اور بولی غ اے تومرے باباجی تجھ میں یہ
گن تھے تو میرے دھنی کو مجھ سے بچھاڑنے آیا تھا تیرا ستیاناس جائے آگ لگاؤں تیری
جبا میں پھوک دوں تیرے سونے چاندی کو م پھر سندر سنگہ سے کہنے لگی غ کیا تو چلا جائیگا اور مجھے
چھوڑ جائیگا دیکھ میں کہے دوں ہوں جو ایسا کیا تو میری مورت ہی کو ترستا پھریگا بس دیکھ لی تیری پریت جو
پیٹھ دیے جائے ہے م سندر سنگہ نے سنسکھی سے کہا غ توہی بتا اب میرا یہاں رہنا کیسے
ہو سکتا ہے کیا تو اس بات کو اچھا جانے ہے کہ تیرے چاچا کے روز روز کے طعنے مہنے
سہوں دھرکار ہے میرے ایسے رہنے پر نام کو تو میں جمائی تھا پر تیرے چاچا نے تو کتے
کے برابر بھی آدر نہ دیا اب میں یہاں رہکر کیا کروں میرا یہاں سے جانا تجھے بھی اچھا ہوگا دیکھ تو
بھگوان کیا کرے ہے کیسے دلدر پار ہو ویں ہیں بہت سا روپیہ کماؤنگا اور تیرے واسطے
اچھے اچھے گہنے اور اوڑھنیاں بھیجونگا اور تھوڑے دنوں پیچھے تجھے بھی اپنے پاس بلا لونگا
م سنسکھی نے کہا غ جو تو جاوے ہے تو مجھے تھوڑا سا بس دیتا جا اور اپنے ہاتھ سے میری کفن کاٹھی
کرتا جا پھر جہاں تیرے من میں آوے چلا جائیو م یہ کہکر پکار اٹھی غ ہے دھرتی ماتا جو تو پھٹ
جائے تو میں تجھ میں ابھی سما جاؤں م سنسکھی کی ایسی دردناک باتیں سنکر سندر سنگہ کی چھاتی پھٹی
جاتی تھی مگر وہ تو اپنے چلے جانے کا ارادہ دل میں ٹھان ہی چکا تھا اسواسطے جہانتک ہو سکا
اُسنے سنسکھی کی تشفی کی اور انجام کار وہاں سے رخصت ہوا جب چندر کور نے دیکھا کہ سندر سنگہ

! یہاں بھی اُردو کے قاعدے کے مواقف لفظ تیؑ حضرہی کے واسطے ہے اور فقرے کے معنی یہ
ہیں کہ تمام چیزوں کا میسر آجانا ممکن ہے مگر خاص تیری صورت نہیں دیکھ سکنے کا ۱۲

شام تک گھر نہ آیا اور منسکھی کوٹھڑی میں منہہ لپیٹے پڑی رہی تو اُسکی سہیلی پاربتی کو بلاکر کہا غ
ہے گیانچند کی منسکھی پاس جائیو پوچھ تو اُسکا بنڑا کہاں گیا ہے اور وہ کیوں نہیں کھاتی پیتی م
پاربتی فوراً منسکھی کی کوٹھڑی میں گئی اور کہا غ جی جی آج کیا ہے جو تو ایسی اداس پڑی ہے م
منسکھی اسے دیکھکر رو پڑی اور کہنے لگی غ اس سے تو مر جانا ہی اچھا ہے تیں نے سنا
نہیں آج میرا جیجا نکل گیا پاربتی دکھ میں کوئی کسیکا ساتھی نہیں کسکا چاچا کسکی چاچی جو آج میرے
ما باپ ہوتے تو میں ایسی نرادری کیوں ہوتی م پھر اپنی ساری حقیقت اُسکے روبرو بیان کی
پاربتی نے اُسے بہت تسلی دی اور اُسکی چچی کے پاس جاکر کہا غ اری تمہارا تو کنبا بڑا ازردئی
ہے کھائے کیا وہ تیھر تم نے اُسکے بنڑے کو تو نکال ہی دیا م یہ کہکر وہاں سے اپنے گھر گئی
اور تمام ماجرا اپنی ماکو سنایا اُسنے اپنے خاوند سے اس بات کا ذکر کیا گیانچند منتر نے جسوقت
یہ حال سنا فوراً سجان سنگہ کے پاس دوڑا گیا اور کہا غ چودھری جی یہ بات تمہارے
جوگ تھی کہ تم اپنے جمائی کو نکالدو بھائی کسیکا ایک سا سما نہیں رہا کیا تمہیں اُسکا آدھ سیر آٹا دوبھر
تھا اُن دنوں کو بھول گئے جب تمہارا ہیر پور گانو اُسکے دادا کی چودھرایت میں تھا بھائی کیا
ٹوٹا آجاتا جو ہیرا کا چھورا اپنے ٹکڑے کسیلے دن تمہارے گھر کاٹ جاتا م پروہت تو یہہ
کہکر چلا گیا مگر سجان سنگہ کو اُسکی باتوں سے بڑی شرمندگی حاصل ہوئی پھر تو گانو کے اور لوگ
بھی اُسے لعنت اور ملامت کرنے لگے اور وہ اُنکی نظروں میں حقیر ہو گیا جب سجان سنگہ
نے دیکھا کہ سب آدمی مجھے برا بھلا کہتے ہیں اور منسکھی بھی سندر سنگہ کی جدائی میں دن رات تڑپتی
ہے تو وہ اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوا اسی غم میں رہتا تھا کہ ایک اور مصیبت اسپر پڑی
چند روز کے بعد اسکے چھوٹے لڑکے کو جو برس دن کا تھا شدت سے بخار آیا اور دوسرے دن
سیتلا کا دانہ دکھائی دیا پھر یہ زور ہوا کہ سارا بدن پھل گیا اور کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ رہی لڑکے
کو ایک علیحدہ دالان میں لے گئے اور سب عورتوں کی پرچھائیں سے بچایا رات بھر اُسکے پاس

چھورا یعنی اسے گیانچند کی بیٹی

چراغ روشن رکھتے دنکو انگیٹھی سلگاتے بلی[1] کو کبھی اُسکے پاس نہ آنے دیتے نہانے دھونے بال منڈوانے اور کپڑا بدلنے سے سب نے پرہیز کیا دوسرے دیوتا کا نام لینا چھوڑ دیا سیتلا کے بھگت کو کئی دفعہ بلا کر جھاڑ اپھونکی کرائی پر کوئی تدبیر بن نہ پڑی لڑکے کو بیماری کی شدت ہوتی گئی نہ سیتلا نے مہربانی کی نہ بھگت جی کام آئے لڑکا بیچارہ اپنی جان سے گیا سجان سنگھ یہ حال دیکھکر بہت رویا اور دھڑا دھڑ اپنی چھاتی پیٹنے لگا پھر غصہ میں آکر بولا ؏ ستیاری رانڈ سیتلا تجھے ماتا کسنے کہا ہے تو تو ڈاین ہے میرا کلیجا نکال کے لے گئی مر تو تیرا سیڈ[2] ہو ؎ یہ سنکر اُسکی بیوی گھبرائی اور رو کر کہنے لگی ؏ ماتا کو کیوں کوستے ہو اُس نے تیرا کیا لیا ہے اپنے بھاگ کو دیکھ جو ہونا تھا سو ہوا کرم کا لکھا کیا مٹے ہے ؎ دونو کے رونے کی آواز سنکر اُنکے رشتہ دار اور گانو کے بہت سے آدمی آئے اور اُنہیں بہت سی تسلی دی پھر کچھ رکے دو پنکھے اور ایک سفید کپڑا[3] اور تھوڑی سی ستلی منگا کر لڑکے کو پنکھوں میں لپیٹا اور کپڑے کو اُسکے اوپر ڈالکر ستلی سے باندھ مرگھٹ کیطرف لیگئے پیچھے سے عورتیں روتی پیٹتی نکلیں سجان سنگھ کی بیوی کا غم کے مارے یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں ہر وقت یہی کلام اُسکی زبان سے نکلتا تھا ؏ ارے میرے لال تو مجھے چھوڑ کر کہاں چلا گیا تیرا پالنا سونا پڑا ہے تیرے کھلونوں سے کون کھیلے گا ؎ لڑکا سیتلا سے مرا تھا اور اُسکا مونڈن بھی نہیں ہوا تھا اسواسطے اُسکو پھونکا نہیں مرگھٹ میں جا کر دفن کر دیا اتنے میں عورتیں کسی کوئیں پر نہا دھو کر گھر میں آئیں اور مردوں کے آتے ہی اَور زیادہ رونا پیٹنا ہونے لگا دن بھر کسی نے دانا منہہ پر نہ رکھا شام کو گانو کے دو چار بڑے بوڑھے آئے اور سجان سنگھ کو سمجھانے لگے ؏ جو اس جگ میں آیا ہے کوئی بچا نہیں بھائی سجان سنگھ سنتوش رکھ بھگوان تیرے بڑے بیٹے کو جیتا رکھے وہ پھولے پھلے نہ کھانے سے کیا ہوئے ہے ؎ اُنمیں سے ایک منسکھی کیطرف منہہ پھیر کر کہنے لگا ؏ اری چھوری اُٹھ آگ بالکر روٹی پو لے ؎ تین دن تک اس لڑکے کا ماتم رہا پھر رفتہ رفتہ ماباپ کا کچھ فکر

[1] ہندوؤنکے اعتقاد میں بھوت پریت بلی کی صورت میں بدلتی رہتے ہیں ۱۲ [2] ہندوؤں کے نزدیک سیڈھ سیتلا کے بھائی کا نام ہے ۱۲ [3] لڑکی پر سرخ کپڑا ڈالتے ہیں ۱۲

دور ہوا جب کئی مہینے گزر گئے اور جاڑے کا موسم شروع ہوتی ہی گنگا اشنان کے دن قریب آگئے تو سجان سنگھ کی بیوی نے کہا غ موہن کی عمر پانچ برس کی ہوگئی ہے اُسکے بال اُتروانے ضرور ہیں پھر جانے کب اوسر ملے گنگاجی کی مہر سے اِتو دس بیس روپئے بھی پاس ہیں آؤ چلو گنگا جی ہو آویں م سجان سنگھ نے کہا غ میرے من میں بھی یہی بات تھی م پھر گھر سے باہر آکر اسکا ذکر گیا نچند مشر سے کیا وہ بولا غ چودھری جی یہ تو خوب بچاری کیا بات ہے گنگاجی کے میلے کی جسکے بڑے بھاگ ہوں اُسکو گنگاجی درشن دیں ہیں ہمکو بھی اپنے ساتھ لے چلنا تمہارے طفیل ہم بھی اشنان کرینگے م سجان سنگھ نے کہا غ دادا ہمارے سر آنکھوں پر پہلے تو سمجھے ہم م اس گفتگو کے تین چار روز بعد گانو کے لوگ گنگا جانے کی تیاری کرنے لگے اِنہوں نے بھی اپنا سامان کیا نمبردار نے اپنے دونو چھکڑے درست کیے اور چالا دیکھکر سب اسباب ایک چھکڑے میں لادا اور دوسرا چھکڑا عورتوں کی سواری کے لیے رکھا جب سارے گانو کے لوگ جنہیں گنگا جانا تھا تیار ہوگئے اور اپنے اپنے چھکڑوں کو لیکر گانو کے باہر کھڑے ہوئے تو اُنکی عورتیں جمع ہوکر یہ راگ گاتی ہوئی گانو کے دروازہ پر آئیں +

غ ...... راگ	م .... ترجمہ اور مطلب
رام + جمنا اُرے گنگا پرے اور بیچ بہے دریاو رادھا پیاری ہے لینا جھکولے ٹھنڈی نیر کے	اے رام اِدھر اُدھر جمنا اور گنگا دو دیبیاں بطور محافظ کے کھڑی ہیں اور بیچ میں پانی بہتا ہے اے پیاری رادھا ٹھنڈے پانی کے غوطے لگاؤ
پہلا جھکولا میرے رام کا جن یہ سرشٹ اُپائی رادھا پیاری ہے الخ +	پہلا غوطہ میرے رام کا جس نے اس جہان کو پیدا کیا اے پیاری رادھا الخ

+ یہ راگ بطور ترجیع بند کے ہے مگر بحر اور وزن کا کچھ ٹھکانا نہیں اور نہ ایسے راگوں میں اِن باتوں کا کچھ لحاظ ہوتا ہے اس راگ کی ابتدا میں رام منادی ہے اور اُسکے پہلے حرف ندا محذوف ہے یعنی اے رام ۱۲ + الخ اِلیٰ اٰخِرہٖ کا مختصر ہے اور اس سے یہ مطلب ہے کہ تمام عبارت آخر تک پڑھنی چاہیئے ۱۲

دوجا جھکولا میرے باپ کا جن منڈھا چھوایا
رادھا پیاری ہے الخ

دوسرا غوطہ میرے باپ کا جس نے منڈھا چھوا کر مجھے
بیاہ دیا اے پیاری رادھا الخ

تیجا جھکولا میری ما کا جو بوجھ مری دس ماس
رادھا پیاری ہے الخ

تیسرا غوطہ میری ما کا جس نے دس مہینے مجھے اپنے
پیٹ میں رکھکر تکلیف اٹھائی اے پیاری رادھا الخ

چوتھا جھکولا میرے بیر کا ہم اُپجے ہیں ایک
اُدر ماہیں رادھا پیاری ہے الخ

چوتھا غوطہ میرے بھائی کا جو اُسی پیٹ سے پیدا ہوا ہے
جسمیں سے میں پیدا ہوئی ہوں اے پیاری رادھا الخ

پانچواں جھکولا میرے سُسر کا جن بیاہی دودل جوڑ
رادھا پیاری ہے الخ

پانچواں غوطہ میرے سُسرے کا جس نے
دونو سمدھیانوں کے لوگ جمع کر کے میرا بیاہ کردیا
اے پیاری رادھا الخ

چھٹا جھکولا میری ساس کا جن سونپ دیا گھر بار
رادھا پیاری ہے الخ

چھٹا غوطہ میری ساس کا جس نے مجھے اپنا گھر بار
حوالے کردیا اے پیاری رادھا الخ

ساتواں جھکولا میری جیٹھ کا جن بانٹ لیا
گھر بار رادھا پیاری ہے الخ

ساتواں غوطہ میرے خاوند کے بڑے بھائی کا
جس نے میرے گھر بار کا حصہ بانٹ لیا
اے پیاری رادھا الخ

آٹھواں جھکولا میری بہن کا جن گود کھلائی
رادھا پیاری ہے الخ

آٹھواں غوطہ میری بہن کا جسنے مجھے اچھے اچھے کپڑے اور [illegible]
میں کھلایا اے پیاری [illegible]

نواں جھکولا میرے پرکھ کا جو لایا تھا سر دھر موڑ
رادھا پیاری ہے الخ

نواں غوطہ میرے خاوند کا جو پیتل کی مورتیں دھری
رکھکے مجھے بیاہ لایا جنکو وشن جی کا اوتار جانکر سالگرام
گوجی کی چوکھی پر نہا دھری تھی

م منسکھی بھی اس راگ کے گانے میں شریک تھی
پائی جاتی تھی اور جب نویں جھکولے میں پرکھ کا نام آیا تو یکایک غوطہ لگایا پھر پہنیرے [illegible]
تھوڑی دور تک سب عورتیں پیادہ پا چلیں پھر اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر [illegible] بوسنے لگے

منسکھی بھی چھوٹے بھائی کو گود میں لیکر چھکڑے پر چڑھ گئی اور پارتی بھی منسکھی کے پاس
جا بیٹھی اتنے میں سجان سنگہ سب سے آگے کے چھکڑے والے سے بولا غ چھوڑ دے
بیل ہانک دے م اُسکے ہنکتے ہی سب کے سب بول اُٹھے غ گنگا مائی کی جے م دس
دس قدم کے فاصلہ پر یہی آواز لگاتے جاتے تھے جب اپنے گانو سے تین چار کوس کے
فاصلے پر نکل گئے تو اَور گانو کے چھکڑے بھی اُن چھکڑوں سے آملے پھر تو چھکڑوں کی
ایسی قطار بندھی کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی چھکڑا ہی چھکڑا دکھائی دیتا تھا ان چھکڑوں کے
ساتھ بہت سے لوگ پیادہ پا بھی ہاتھ میں لاٹھی لیے پیٹھ پر گٹھڑی لادے چلے جاتے تھے
اور کچھ گھوڑیوں پر سوار تھے دو گھڑی دن رہے پڑاو پر پہنچے بیلونکو کھولکر اُنکے آگے نیار ڈالدیا
پھر سب اپنا اپنا کھانا یعنی باجرے کی روٹی چورما اور اَور اسی قسم کی چیزیں جو اُنکے پاس تھیں
نکال بیٹھے اور کھاکر خوب سیر ہو گئے رات کو بعض آدمی چھکڑوں کے نیچے لیٹ گئے اور پڑتے
ہی سو گئے اور بعض دیر تک بھجن گاتے رہے عورتیں بھی سب ملکر گیت گاتی رہیں منسکھی اور
پارتی بھی گانے میں شریک تھیں مگر موہن ہر گھڑی اُنکے بیچ میں آبیٹھتا اور غل مچانے لگتا م
منسکھی نے پارتی سے کہا غ بی جی پہلے میں اپنے بھائی کو سلا آؤں پھر آکے گاؤں گی م
یہ کہکر موہن کو گود میں لیگئی اور چھکڑے میں لٹا دیا مگر وہ اُٹھکر ضد کرنے لگا اور بولا غ
نا پیاری۔ تو پھر وہیں چلی جائیگی م منسکھی نے کہا غ نہیں بیرن لے میں ایک پہیلی
نے کہا غ کہو م منسکھی بولی غ کھیت میں اُپجے سب کوئی کھائی
پہلا جھاولا میرے رام کا جن م موہن نے جواب دیا غ بھلی پہیلی کہی یہ تو پھوٹ ہی پھوٹے
ادھا پیاری ہے الخ
ے یہ تبا ہری تھی من بھری تھی سوا لاکھ موتی جڑی تھی راجہ جی کے

✢ یہ راگ بطور ترجیع بند کے ہے
کچھ لحاظ ہوتا ہے اس راگ کی ابھی بھی م موہن نے کہا غ جی جی یہ تو نہیں تبائی جائی تو ہی
اسے رام ۱۲ ✢ الخ الیٰ آخرہٖ یہ تارا جھنک مارا کوئیں کا نہارام موہن نے کہا غ یہ تو تفسیر
چاہیئے ۱۲
غ اچھا تو تبا ہی دوں کو کرٹی ہے م اسکے بعد منسکھی نے اور

بہت سی پہیلیاں کہیں پھر موہن نے کہا غ جی جی اتو کوئی کہانی کہہ م منسکھی نے اسکے آگے ایک کہانی کہنی شروع کی اتنے میں موہن کی آنکھ لگ گئی اور منسکھی اُٹھکر پاربتی کے پاس جاگانے میں شریک ہوگئی جب چار گھڑی رات باقی رہی سب کے سب اپنی اپنی گاڑیوں اور چھکڑوں پر بیٹھ گئے اور گنگا جی کی جے پکار کر آگے چلے اسطرح منزل منزل طے کرتے ہوئے دہلی تک پہنچے اور شہر پناہ کے باہر پہاڑ گنج کے پڑاو پر اُترے گیانچند نے چھکڑے سے اُترتے ہی سجان سنگھ سے کہا غ اس اندر پرستھ میں ایک ستھان بڑا سریشٹ ہے مادھو داس کی بگیچی* اسکا نام ہے وہاں سدا کتھا بارتا ہوتی رہتی ہے بڑے بڑے مہاتما وہاں آکر ٹھیرتے ہیں آؤ چلو پہلے اُسکے درشن کرائیں م شام کیوقت دونو کے دونو مادھو داس کی باغیچی کیطرف گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک چاردیواری بنی ہوئی ہے اُسکے باہر کیطرف بہت سے دیوتاؤں اور جانوروں کی تصویریں کھچی ہوئی ہیں اندر کیطرف دیواروں سے لگے ہوئے مندر بنے ہوئے ہیں اور ہر ایک مندر کے آگے ایک دالان ہے بگیچے کی بیچمیں ایک طرف بارہ دری اور دوسری طرف چھوٹا سا ایک حوض ہے اُس حوض میں فوارے چھوٹ رہے ہیں اور صحن میں ایک دو پیپل و تلسی اور امرود کے کئی درخت لگے ہوئے ہیں پہلے گیانچند مشر سجان سنگھ کو سب سے بڑے مندر میں لے گیا وہاں دروازے کے سامنے کئی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور انمیں سب سے اونچی سیڑھی پر رامچندر جی اور اُنکے بھائی لچھمن جی اور استری سیتا جی کی مورتیں جو پتھر کی بنی ہوئی تھیں اچھے اچھے کپڑے اور گہنے پہنے ہوئے رکھی تھیں دوسری سیڑھی پر کرشن جی کے بچپن کی کئی پیتل کی مورتیں دھری تھیں اور تیسری پر کچھ کالے پتھر جو کسی دریا میں سے نکلتے ہیں اور جنکو وشن جی کا اوتار جانکر سالگرام کہتے ہیں رکھے تھے دائیں ہاتھ کی طرف ایک کوٹھڑی میں مہادیو جی کی چوکی پر پنڈا دھری تھی

---

* اصل میں صحیح لفظ باغچہ ہے تصغیر باغ کی اسمیں یے کا اضافہ کرکے باغیچہ بنالیا پھر ہندیوں نے [illegible] جو فارسی نہیں جانتے اپنے اصلی تلفظ کے موافق بگیچہ اور اسکی تانیث یا تصغیر بگیچی بولنے لگے

وہانکے درشن کرکے گیانچند نے سجان سنگھ کو سب مندروں کے درشن کرائے ایک میں بلدیوجی
اور اُنکی استری ریوتی جی کی مورت تھی دوسرے میں گنگا جی کی تیسرے میں کرشن جی اور رادھکا جی
کی چوتھے میں لچھمی نراین جی کی جو وشن جی کے اوتار ہیں پانچویں میں وشن جی کے اوتار بدری ناتھ جی
کی چھٹے میں مہادیو جی کے اوتار کدارناتھ جی کی ساتویں میں ہنومان جی کی اِن بڑی بڑی مورتوں کے سوا
ہر ایک مندر میں بہت سی چھوٹی چھوٹی مورتیں بھی تھیں اور کہیں کہیں تصویریں بھی لگی ہوئی تھیں اور بعض
مندر شیشوں سے جھلگار ہے تھے جب سجان سنگھ کدارناتھ جی کے مندر میں گیا تو اُسنے گیانچند سے
سے پوچھا غ دادا یہ مورت کسکی ہے ہمنے کسی اَور مندر میں آجتک نہیں دیکھی م گیانچند نے کہا
غ بھائی سجان سنگھ اس مورت کی بڑی کتھا ہے ارجن کے بھائی راجہ بھیم نے جو بڑے بلوان تھے
جب دیکھا کہ اِس سنسار میں اُس سے کوئی لڑنے والا نہیں رہا تو اُسکے بازو کھجلانے لگے اور اُسنے
اپنے دل میں بچارا کہ میں مہادیو جی کی پوجا کروں تو وہ ضرور مجھسے آکر لڑینگے جب مہادیو جی مہاراج
اس سے پرسن ہوئے تو بھینسے کا روپ دھار کر اُسکے سامنے آکھڑے ہوئے بھیم نے چاہا کہ
اُنسے لڑے وہ بھاگ نکلے بھیم نے اُنکا پیچھا کیا مہادیو جی زمین میں گھس گئے یہ دیکھکر بھیم نے
اُنکی پونچھ خوب زور سے پکڑ لی اور کہا مہاراج بھاگ کر کہاں جاؤ ہو اب تو میں نجانے دونگا
سو پونچھ اور پچھلا دھڑ تو بھیم کے ہاتھ میں رہ گیا اور منہہ نیپال کے پہاڑ میں جا نکلا اب منہہ کی پوجا
نیپال میں ہوتی ہے اور پونچھ اور پچھلے دھڑ کی کدارناتھ جی میں سو یہ کدارناتھ جی کی مورت ہے م
سجان سنگھ نے یہ بات سُنکر کہا غ مہاراج مہادیو جی بڑے بھولے ہیں دیکھو بھگت کے کارن
کیا روپ دھارا ہے م جب سب مندروں کے درشن کر چکے تو پھر رامچندر جی کے مندر کے
پاس آئے وہاں پجاری نے مندر کے آگے پردہ ڈال رکھا تھا اور باہر گھنٹے گھڑیال سنکھ
بج رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد پردہ اُٹھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پجاری کئی بتیونکا پیتل کا چراغ
جسے آرتی کہتے ہیں ہاتھ میں لیے ہوئے مورتوں کے گرد پھرا رہا ہے اور آہستہ آہستہ زبان سے
کچھ کہہ رہا ہے اور دو آدمی مندر کے دروازے پر کھڑے ہوئے ٹھاکروں پر چنور ہلا رہے ہیں جب پجاری

کئی دفعہ اُس چراغ کو سر سے پانون تک پھرا چکا تو اُس نے زمین پر رکھدیا اور ایک آدمی فوراً اُٹھا کر ہنومان جی کے مندر میں لیگیا اور پہلے اُنہیں آرتی دلوائی کیونکہ وہ رامچندر جی کے بڑے بھگت ہیں پجاری نے اس عرصے میں جتنے آدمی وہاں کھڑے تھے سب کے اُوپر پانی چھڑکا اور پھر وہی آدمی جو ہنومان جی کے مندر میں آرتی لیگیا تھا باہر نکلا اور سب نے اُس آرتی پر اپنے اپنے ہاتھ لیجا کر منہہ پر ملے کیونکہ ہندو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس عمل سے ہمارے سب پاپ دور ہوجاتے ہیں اور عقل کو روشنی حاصل ہوتی ہے سجان سنگھ اور گیانچند نے بھی آرتی لی اور تھوڑی دیر تک وہیں کھڑے رہے اِس میں ایک فقیر جو بھبوت رملائے مونجھ کی ناگڑی یا تدے سر پر جٹا چھوڑے کھڑا تھا ایک آرتی* گانے لگا جسکی اتنی عبارت سجان سنگھ کو بھی یاد رہ گئی

ع . . . . آرتی	م . . . . ترجمہ اور مطلب
جے جانکی ناتھا تم رگھناتھ ہماری مات پتا بھراتا مات پتا بھراتا تم ہو سجن سنگاتی بھگت مکت داتا جے دیو جے دیو	یعنے اے رامچندر جانکی کے خاوند اور خاندان رگھو کے سردار تم ہمارے ماباپ بھائی دوست اور رفیق ہو اور عبادت کرنے والے کو نجات دیتے ہو تمہاری فتح ہو

فقیر آرتی گانے کے بعد پیٹ کے بل لیٹ گیا اور دونو ہاتھ پھیلا کر ڈنڈوت کی سجان سنگھ نے دو پیسے اُس مندر پر چڑھائے اور پجاری نے تبرک کے طور پر کچھ شیرینی اُسے دی پھر گیانچند اور سجان سنگھ تو اپنے پڑاؤ پر آگئے اور سارے پجاری دیوتاؤں کے سونے کے لیے سبھیں بچھا مندروں کے دروازے بند کر اپنی اپنی جگہہ جا سوئے سجان سنگھ اور گیانچند جس وقت پڑاؤ پر پہنچے اُنہوں نے مندروں اور دیوتاؤں کا سارا حال عورتوں کے سامنے بیان کیا عورتوں نے کہا غ ہم بھی تڑکے چلیں گے رستہ بھی اُدھر ہی کو ہے تم آگے چھکڑوں کو چلنے دینا ہم درشن

* اصل میں آرتی ایک پیتل کا کئی بتیوں کا چراغ ہوتا ہے جو ہندو لوگ بتوں کے سروں کے گرد پھرتے ہیں پھر وہ بھجن بھی جو اُسوقت گائے جاتے ہیں آرتی کہلانے لگے ۱۲

کرکے پیچھے سے پل کے پار آملیں گے م رات بھر پڑاؤ میں رہے صبح کو توپ چلتے ہی سب چھکڑے روانہ ہوئے سجان سنگھ تو اپنے دونو چھکڑوں کو لیکر پل کے پار اتر گیا اور گیا چند اپنی بیوی اور چندر کور اور پاربتی اور منسکھی کو جمنا کے اشنان کرا کر پھر مادھو داس کی باغیچی میں لے آیا اور سب کو ہر ایک مندر کے درشن کرائے اتفاق سے اس روز ہفتہ تھا اسلیے انہوں نے شہر کی بہت عورتوں کو پیپل کے درختوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا منسکھی نے پاربتی سے پوچھا ع جی جی یہ لگائیاں پیپل کیوں پوجیں ہیں م اسنے کہا ع میں نے باپو کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی دھن کے لیے پوجے ہے کوئی اولاد کے لیے اور کوئی کسیکے لیے اور پیپل ہری کا سروپ ہے سنیچر کے دن اس میں لچھمی رہتی ہے اور اتوار کے دن الچھمی اور اسی کارن اتوار کو اسکے نیچے بھی نہیں نکلیں ہیں اور کسی کسی پیپل میں بھوت پریت بھی رہا کریں ہیں م یہ سنکر منسکھی بولی ع جی جی کہے تو میں بھی پیپل کی پوجا کروں م پاربتی نے کہا ع تیرا لوگ[1] پردیس گیا ہے تجھے تو بھیا دیوتا سینچنا بہت سپھل ہوگا م منسکھی نے کہا ع لے تو جی جی اب تو جاکے تھوڑا سا دودھ لا دے میں کوئیں پر سے پانی لاؤں ہوں م جب دودھ اور پانی آگیا تو منسکھی نے دونو کو ملا کر اسے سینچا پھول بتاسے اور رولی ڈالی پھر اسے پیپل پر چڑھا کر اسکے آگے گھی کا ایک چراغ روشن کردیا اور آپ ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی ع ہے پیپل دیوتا جو میرا مالک آجا دے تو میں تجھے ہر سنیچر دھاؤنگی م پھر منسکھی نے تلسی کی پوجا کی اور اس سے بھی وہی درخواست کی جو پیپل سے کی تھی اسکے بعد اور لوگوں کے ساتھ ملکر باقی مندروں کے درشن کرنے چلی پہلے سب نے ہر ایک مندر میں جاکر ٹھاکروں کے آگے سر جھکایا اور پرکما[2] کرکے انکے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے پھر ٹھاکروں پر پھول چڑھائے اور پجاری کے آگے کچھ تھوڑا سا اناج رکھدیا اس نے انہیں ایک آنجورے میں سے تھوڑا تھوڑا پانی جسے چرنامرت کہتے ہیں اور تلسی کا ایک ایک پتا دیدیا انہوں نے لیکر پہلے اسے آنکھوں سے لگایا پھر پی لیا اسکے بعد ایک مندر میں جو درشن کرنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ

[1] ہندوؤں کے ہاں اکثر خاوند کو لوگ کہتے ہیں ۱۲ [2] گرد پھرنے کو پرکما کرنا کہتے ہیں ۱۲

مندر کے آگے دالان میں ایک لکڑی کے تخت پر کوئی برہمن پیتامبری دھوتی اور ریشمی کپڑے
پہنے ہوئے کتھا باپنچ رہا ہے اور جتنی عورتیں یا مرد وہاں آتے ہیں سب کے سب ٹھاکر کے درشن کر کے
اُس برہمن کی پوتھی پر چندن چڑھاتے ہیں پھر اُسکے ماتھے پر ٹیکا لگا کر بعض تو وہیں بیٹھ جاتے
ہیں اور بعض پوجا کر کے چلے جاتے ہیں گیا نچند مشر اور سب عورتیں یہ تماشا دیکھکر جلدی جلدی
قدم بڑھائے ہوئے پل کے پار پہنچیں اور چھکڑوں میں بیٹھکر اُنہیں ہانک دیا رستے میں سجان سنگہ
نے گیا نچند سے پوچھا **غ** دادا اِس مندر کا خرچ کیونکر چلتا ہے کیا بڑے باباجی کے دو چار
گانو ہیں یا کہیں سے روزینہ بندھ رہا ہے **م** گیا نچند نے جواب دیا **غ** چودھری نہ تو
مہنت کے پاس کچھ گانو ہیں اور نہ کہیں سے روزینہ بندھ رہا ہے اس شہر میں جتنے مہاجن
اور بڑے بڑے ساہوکار ہیں وہ کبھی کبھی اِن سب سادھوں کو بلا کر اپنے ہاں بھوجن کرا دیتے ہیں
پر وہ مہاجن یہاں درشن کرنے کم آتے ہیں جب کوئی بڑا پرب یا کسی بڑے پنڈت کی کتھا ہوتی
ہے تو وہ یہاں آپ آجاتے ہیں اور درشن کر کے کچھ نقدی چڑھا جاتے ہیں کبھی یہاں کا مہنت
بھی رجواڑوں میں چلا جاتا ہے وہاں کے لوگ اُسکو بہت سا روپیہ دیتے ہیں تھوڑے ہی
دن ہوئے ہیں یہاں کا ایک مہنت مر گیا تھا جب دوسرا مہنت اُسکی گدی پر بیٹھا تو شہر
کے سارے مہاجن اور پنڈت جمع ہوئے اور سب نے ملکر پانسو روپے اور چودہ یا پندرہ دوشالے
اُسکو دیے **م** سجان سنگہ اور گیا نچند اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے چلے گئے چوتھے روز گڈھ مکتیسر
پہنچے اور جب گنگا جی دو کوس رہ گئیں تو سب کے سب گاڑیوں سے اُترکر پیادہ پا ہو گئے اور
عورتیں گنگا جی کے گیت گاتی ہوئی چلیں دو گھڑی دن رہے دھارا کے قریب جا پہنچے اور
وہاں ایک پھوس کا بنگلہ کرائے کو لیکر اُتر پڑے اور اُسیوقت چھکڑوں کو بنگلے کے باہر کھڑا کر
اور بنگلے میں اپنے نوکر کو چھوڑ گنگا جی میں جا کودے اور جے گنگا مائی کی کہکر خوب غوطے
لگائے پھر گھاٹ والے کو کچھ پیسے دیکر اپنے بنگلے میں چلے آئے اور گیا نچند کے سوا جیسے
اُس روز اکادشی کا برت تھا سب نے معمولی کھانا کھایا مگر اُسکے واسطے بازار سے دہی اور پیڑے

سنگائے گئے جب سب کے سب کھانا کھا چکے اور رات ہوگئی تو عورتوں نے اپنا اپنا زیور اُتار کے
لوٹوں اور اُور برتنوں میں بھر دیا اور برتنوں کو ریت میں داب کر اور اُسپر اپنا بچھونا کر کر سو رہیں
گیا لچند اور سجان سنگھ نے اپنا بستر باہر کیا دوسرے روز صبح ہوتے ہی نوکر کو بنگلے میں چھوڑ کر
گنگا جی پر گئے اور کسی گھاٹ پر جا کر سب نے کپڑے اُتارے اور دھوتیاں باندھکر گنگا جی
کے کنارے پر ہو بیٹھے اتنے میں ایک برہمن جسکے خاندان میں اُنکے گانو کی پروہتائی چلی
آتی تھی آپہنچا سجان سنگھ نے اُسے دیکھکر کہا ع آؤ مہاراج ہم تو کل سے تمکو ڈھونڈ رہے
ہیں م پروہت بولا ع جہان میں تو کئی دن سے تمکو دیکھ جاتا تھا پر آج پتا ملا ہے م
پھر سجان سنگھ نے اُس سے کہا ع لو تم آتو گئے ہی ہو سنکلپ+ کرا دو م پروہت نے کہا ع
اچھا ہاتھ میں جل لے لو اور اُس میں ایک پیسا رکھو م جب سجان سنگھ نے پانی اور پیسا ہاتھ
میں رکھ لیا تو پروہت نے وشن وشن کہکر سنکلپ کی عبارت پڑھی جسکے معنے یہ ہیں آریاورت
میں برہماورت اور برہماورت میں یہ بڑا تیرتھ ہے یہاں آکر میں اشنان کرنے کی نیت
باندھتا ہوں میرا یہاں اشنان کرنا فائدہ مند ہو اسطرح پروہت نے سبکو سنکلپ کرایا اور اُنکے
پیسے بھی آپ لے لیے جب سنکلپ کر چکے تو سب کے سب گنگا جی میں کود پڑے اور پہلے ہر ایک نے
اپنا غوطہ لگایا اور پھر اپنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے نام لے لیکر غوطے لگائے
مسلمی نے بھی دل میں اپنے خاوند کا دھیان کر کے غوطہ لگایا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی ع ہے
گنگا مائی جو میرا دھنی آجاوے تو میں سوا من دودھ کی دھار چڑھاؤں م جب سب نہا دھو چکے
تو گھاٹ کے برہمن نے اُنکے روبرو صندل کی سیپیاں رکھ دیں مردوں نے تلک اور عورتوں نے
بندیاں لگا کر برہمن کو پیسے دیے پھر سب اپنے بنگلے کو چلے آئے اور وہاں آکر نوکر سے
کہا ع جا تو بھی اشنان کر آ م اسکے بعد سجان سنگھ نے گیا لچند سے کہا ع دادا
ردٹی کھائے⁑ ہوئے بہت دن ہوئے ہیں جو تو آج ردٹی کرلے تو بڑی چوکھی بات ہے

+ مذہبی عمل کی نیت کرنے کو سنکلپ کرنا کہتے ہیں ۱۲ ⁑ یعنی بہت دن سے ردٹی نہیں کھائی پکوان اور اور قسم کی چیزیں کھائی ہیں ۱۲

م گیانچند نے کہا ع ہمارا جی بھی روٹی ہی کو چاہے ہے م یہ کہکر اُس نے بنگلے کے آگے ریت
کا بڑا چبوترا بنایا اور چاروں طرف منڈیر باندھکر اُسپر گنگا جل چھڑک دیا پھر چبوترے پر لوہے کا
چولہا رکھکر اُسمیں آگ سلگائی اور ایک بڑی ہانڈی میں دال ڈالکر اُسے چولہے پر رکھ دیا
جب دال پک کر تیار ہوئی تو ہانڈی کو چولہے سے اُتار لیا اور توا رکھکر موٹی موٹی روٹیاں پکا لگا
اسکے بعد گیانچند نے ایک تھالی میں دال اور روٹی رکھکر بھوگ لگایا اور اُس میں سے تھوڑی
سی دال اور ایک روٹی گنگا میں ڈلوا دی پھر سجان سنگھ سے کہا ع لے چودھری اب روٹی
کھالے م سجان سنگھ موہن کو لیکر اُس چبوترے کے نیچے ایک طرف جا بیٹھا گیانچند نے دور سے
اُسے کٹورا بھر دال اور پانچ روٹیاں دیدیں اور بھوگ کی تھالی کو اپنے آگے سرکا کر کھانا شروع
کیا جب یہ تینوں کھا چکے تو گیانچند نے اپنی بیوی سے کہا ع لے اب تو چوکے میں آ جا اور
سب عورتوں کو روٹی پروس دے م یہ سنکر وہ فوراً چوکے میں چلی گئی چندر کور منسکھی اور پاربتی
چوکے کے باہر بیٹھیں اور پاربتی نے اپنے اور باقی دونو عورتوں کے بیچ میں ایک لکیر کھینچ لی
تاکہ وہ اس لکیر کے اِدھر اُدھر رہیں اور کھاتے وقت آپسمیں چھوئی نجائیں کیونکہ ہندوؤں کے
اعتقاد میں ایسے عملوں سے کھانا خراب ہو جاتا ہے جب سب عورتیں بھی کھانا کھا چکیں تو گیانچند
کی بیوی نے نوکر کو بلا کر کہا ع جا رے تو بھی روٹی کھالے اور جب کھا چکے تو برتن مانجھ کر
لگا دیجو م اتنے میں گیانچند اور سجان سنگھ میلے میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد عورتیں بھی گھر
کو نوکر کے حوالے کر کے سیر دیکھنے کو نکلیں گیانچند اور سجان سنگھ کو بنگلے سے نکلتے ہی اُنکے
گانو کے کئی آدمی ملگئے وہ اُنہیں ایک بازار میں جہاں دہلی والوں کی دکانیں کثرت سے تھیں
لیگئے وہاں جاکر ایکطرف جو نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کئی دکانوں میں رنگ برنگ کی
کلابتونی ٹوپیاں رکھی ہیں اور کہیں چھلے انگوٹھیاں آئینے اور ہر قسم کے شیشے دھرے ہیں
دوسری طرف حلوائیوں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے تھال کے تھال طرح طرح کی شیرینی سے چنے ہوئے
ہیں کسیطرف کنجڑے قسم قسم کی ترکاریاں اور میوے لئے ہوئے یہ آوازیں لگا رہے ہیں

مزا انگور کا ہے زنگترے میں ہاگنڈیریاں ہیں پونڈے کی گلا بیاں بسی ہوئیں پکئی جگہ
لکڑی کے کھلونے ڈھال تلوار اور اور بہت سی چیزیں رکھی ہیں کہیں کچھ آدمی کپڑا بچھائے ہوئے
طرح طرح کی چُنریاں اور پھولونکے ہار لیے ہوئے بیٹھے ہیں اس بازار میں سے سجان سنگھ اور
گیا نچند نے منسکھی اور پاربتی کے لیے ایک ایک چنری اور موہن کے لیے کچھ کھلونے اور دو ڈوپیالے
اور تین چار پھولوں کے ہار خریدے یہ دونو بازار میں پڑے پھرتے تھے کہ ایک طرف سے
عورتیں بھی آنکلیں گیانچند نے منسکھی اور پاربتی کو دیکھکر کہا غ اری ہمنے تمہارے لیے
چنریاں لی ہیں پاربتی دور سے ایک ہنڈولے کو دیکھتی ہوئی چلی آتی تھی اور وہیں اُسکی نگاہ
لڑی ہوئی تھی جسوقت اُسکے باپنے چُنری کا ذکر کیا وہ بولی بابا ہم تو اس ہنڈولے میں
جھو لینگے م اُس نے کہا غ اچھا پیسا پیسا ہنڈولے والے کو دیکر بیٹھ جاؤ م پاربتی نے
منسکھی سے کہا غ چل جی جی تو بھی چل م اُس نے آہ سرد بھر کر جواب دیا غ جا تو ہی جا بھلا
میرا جی جھولنے کو کہاں چاہے ہے م مگر پاربتی اُسے سمجھا کر اپنے ساتھ لے گئی اور دونو ہنڈولے
میں جا بیٹھیں جب ہنڈولے والے نے ہنڈولے کو چکر دیا اور وہ کھٹولا جسپر یہ لڑکیاں
بیٹھی تھیں اُوپر کو گیا تو منسکھی نے چیخ مار کر پاربتی سے کہا غ ہے نپوتی میں گری مجھے
پکڑیو م پاربتی یہ بات سنکر کھل کھلا پڑی اور کہنے لگی غ اری سنبھل کے بیٹھ تیرا تو جیت کہیں
اُوڑ ہی ہے م دو چار ہی جھونٹے لیے ہونگے کہ ہنڈولے والے نے اُنہیں اُتار دیا اور
وہ پھر اپنے ساتھ کے آدمیوں میں ملکر گھر کیطرف چلیں اِس میں پاربتی نے منسکھی سے
کہا غ آتے تو چلے آئے پر اب مجھے یہ سوچ ہے کہ بنگلے میں کیونکر پہنچیں گے اس میلے
میں پتا تو لگتا ہی نہیں اور ہمارے گھر جیسے یہاں سینکڑوں ہیں م گیانچند یہ بات سنکر
بولا غ چھوریو گھبراؤ مت ہمارے ساتھ ہو لو ہم اپنے بنگلے کا پتا جانیں ہیں ہمنے اُسپر
اودی جھنڈی لگا رکھی ہے م کچھ عرصہ کے بعد سب کے سب بنگلے پر پہنچ گئے اور اپنے اپنے
بستر پر پڑکر سو رہے گیانچند مستر تھوڑی دیر آرام لیکر کتھا سننے چلا گیا اور باقی آدمی کھانا کھا

لگے جب کھانا کھا چکے اور سجان سنگھ حقہ بھر کر پینے لگا تو گیا چند شہر بھی کتھا سنکر آگیا سجان سنگھ نے اُس سے پوچھا غ دادا کچھ کھاؤ گے م اُسنے کہا غ نہیں چودھری میں کتھا سنکر اُٹھا ہی تھا کہ ایک آدمی اپنے ہاتھ میں لڈوؤں کی ٹوکری لیے ہوئے آیا اور پانچ پانچ چھ چھ لڈو کتھا سننے والوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر رکھ دیے اور پنڈت کو بیس پچیس لڈو دیکر چلا گیا پنڈت جی نے پوچھا بھائی یہ کیسے لڈو ہیں اُسنے کہا مہاراج آج میرا لڑکا بچھڑ گیا تھا سو میں نے کہا تھا ہے گنگا مائی جو لڑکا پا جائے تو پانچ روپیہ کا پرشاد چڑھاؤں سو مہاراج آج گنگا جی کی کرپا سے وہ لڑکا پا گیا سجان سنگھ اُسی آدمی نے پانچ لڈو مجھے بھی دیے اور مینے جو اُنہیں کھایا تو پیٹ بھر گیا م یہ کہکر گیا چند سجان سنگھ کے پاس بیٹھ گیا اور پہر بھر رات گئے تک گنگا جی کی بزرگی اور بڑائی کا ذکر کرتا رہا اسکے بعد معمول کے موافق گہنا اور برتن ریت میں داب کر سب کے سب سو گئے دوسرے روز صبح ہوتے ہی سجان سنگھ نے گیا چند سے کہا غ دادا آج چھورے کے بال اُتروانے ہیں م گیا چند بولا غ اچھا آج اس کام سے بھی نچنت ہو جاؤ م جب چار گھڑی دن چڑھا تو سجان سنگھ اپنے لڑکے کو گود میں لیکر گنگا جی کے کنارے پر گیا اور نائی کو بلا کر موہن کے سارے بال منڈوا ڈالے پھر اُسکے بدن کے کپڑے نائی کو دیدیے اور نہلا دُھلا نئے کپڑے بدلوا اُسے زیور پہنایا اور برہمنوں اور نائی کو بہت سے پیسے دیکر ڈھول بجواتے ہوئے اپنے بنگلے کو چلے آئے وہاں آکر سب نے کھانا کھایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو پھر میلے میں چلنے کی تیاری کی موہن بھی ساتھ تھا گیا چند نے سجان سنگھ سے کہا غ بھائی اسکو سونیکا زیور کیوں پہنا رکھا ہے یہاں میلے میں چور چکار بہت ہیں م اتنے میں چندر کور بولی غ چھورے کی سگائی ہو گئی ہے میلے میں دور دور کے لوگ آئے ہوئے ہیں جو سونے کا گہنا پہنے ہوئے دیکھینگے تو جانینگے یہ چھورا اچھے گھر کا ہے اسے رہنے دے کیا جانے کس سے سنبندھ ہو جائے ❖

م اس گفتگو کے بعد سب سب میلے میں چلے گئے گنگا جی کے کنارے کنارے سیر
کرتے پھرتے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے آدمی اپنے لڑکوں کو زرد کپڑے پہنا کر گود میں
لیے ہوئے ڈھول بجواتے چلے آتے ہیں جسوقت یہ لوگ گنگا کے کنارے پر پہنچے
انکے پروہت فوراً پانی میں کود پڑے اور اُن لوگوں نے اپنے اپنے لڑکوں کو بیچ دھار
گنگا جی میں پھینک دیا برہمنوں نے اسیوقت انہیں نکالکر اُنکے ماباپوں کے حوالے کیا
اور مقدور کے موافق ہر ایک سے کچھ لے لیا سجان سنگھ نے گیا چند سے پوچھا غ دادا
یہ کیا ہے م اُس نے جواب دیا غ بھائی جب کسی کے اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر مر جائے ہے
تو وہ کہتا ہے جو اب کے میرے لڑکا ہو کر جیئے گا تو میں گنگا مائی پر چڑھاؤنگا سو یہ لوگ
اپنے بیٹوں کو گنگا مائی پر چڑھانے آئے ہیں اور بھائی سجان سنگھ یہ گنگا جی ایسی ہیں یہاں
سب آویں ہیں دیکھو جب کسی عورت کا مالک مر جائے ہے تو جب تک اپنے رنڈاپے
کے کپڑے گنگا جی میں نہیں ڈالتی تب تک پوتر نہیں ہوتی اب بھی بہت سی عورتیں اپنے
کپڑے ڈالنے آئی ہیں اور جس آدمی کے ماباپ مر جائیں ہیں وہ بھی گنگا جی اشنان
کرنے آوے ہے اور یہاں آنکر بھدر ہووے ہے اور پنڈدان کرے ہے اور
بیٹی کا بیاہ کر کر بھی لوگ گنگا جی کے اشنان کریں ہیں م گیا چند یہ باتیں کر ہی رہا تھا
کہ تین چار عورتیں روتی ہوئی گنگا جی کے کنارے پر آئیں اور انمیں سے ایک نے جسکا
خاوند مر گیا تھا بدن کے کپڑے گنگا جی میں ڈال دیے اور نئے کپڑے پہنکر پھر
روتی ہوئی چلی گئی سجان سنگھ اور گیا چند دن بھر گنگا جی کے کنارے پر سیر کرتے
پھرے شام کو اپنے گھر آگئے دوسرے روز دوپہر کیوقت جب کھانا کھا چکے تو گیا چند
بازار سے جا کر مٹی کی تین چار چھوٹی چھوٹی صراحیاں جنہیں ہندو لوگ بگیاں کہتے
ہیں لایا اور گھر لیجانے کیواسطے اُن میں گنگا جل بھر کر اُنکے دہانوں پر ایک ایک
چینی لاکھ سے جما دی اور کچھ الائچی دانے اور اَور کئی چیزیں خریدیں تا کہ انہیں

اپنے گانو میں لیجا کر تبرک کے طور پر تقسیم کرے اُس روز چودس کا دن تھا اسواسطے یہ سب
ملک نگ کے کوئیں پر درشن کرنے گئے رستے میں سجان سنگھ نے گیانچند سے پوچھا ع دادا
یہ کنوان کیسا ہے اور لوگ اسکے درشن کرنے کیوں جائیں ہیں م اُسنے کہا ع چودھری
اسکی کتھا شاستر میں یوں لکھی ہے کہ پہلے کسی زمانہ میں ایک راجا تھا اُسکا نام تھا نگ
وہ ہر روز ایک سو ساٹھ گوئیں پن کیا کرے تھا ایک بیر ایسا ہوا کہ ایک گو جو راجا پہلے
پن کر چکا تھا۔ ان گوؤں میں آکھڑی ہوئی جو وہ اُس سمے پن کرنے کو تھا راجہ نے اُس گو
کو بھی پن کر دیا تھوڑے دنوں پیچھے وہ برہمن جسکو راجا نے پہلے گو پن کر دی تھی راجا کے
پاس آیا اور کہا راجا ہماری گو دلوا دے راجا نے اُس برہمن کو بلوایا جسکے پاس وہ گو چلی
گئی تھی اور کہا مہاراج یہ گائے میں پہلے پن کر چکا تھا تم اُسکے بدلے میں جو چاہو سو لیلو مگر اُسنے
نہ مانا راجا نے پہلے برہمن کو بہت سمجھایا پر وہ یہی کہے گیا میں تو اپنی گو لونگا اسمیں راجا کو غصہ
آگیا برہمن نے یہ دیکھکر کہا راجا گرگٹ کے سے رنگ کیوں بدلے ہے برہمن کا یہ کہنا تھا کہ
راجا گرگٹ ہوگیا اور مدت تک اس کوئیں میں پڑا رہا جب سری کرشن جی نے اوتار لیا تو ایک
روز وہ گیند کھیلتے ہوئے آنکلے اور اُنکی گیند اس کوئیں میں گر پڑی وہ اپنی گیند نکالنے
کو اُترے اور جوہیں اُنکا پیر اِس گرگٹ کے بدن سے لگا وہیں اُسکا اُدھار ہوگیا اسلیے
لوگ اس کوئیں کے درشن کریں ہیں اور اسکا پانی چرنامرت کر کر پیویں ہیں م اس قسم کی باتیں
کرتے ہوئے نگ کے کوئیں پر پہنچے وہاں لوگوں کی بہت بھیڑ بھاڑ تھی اُنہوں نے بھی بڑی
مشکل سے چرنامرت لیا اور پھر اپنے بنگلے کو چلے گئے دوسرے روز گیانچند بہت سویرے
اُٹھا اور ایک ایک کو پکار کر کہا ع آج نہان کا دن ہے آج کے نہانے کا بڑا پن ہوئے ہے م
اسکے کہتے ہی سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور گنگا جی کے گھاٹ پر گئے وہاں ہزاروں آدمی نہا
رہے تھے اُنہوں نے گنگا اشنان کر کے اپنے گنگا پروہت اور اَور کئی برہمنوں کو بھوجن کرادیا اور
پروہت کو آٹھ آنے اور باقی برہمنوں کو ایک ایک ٹکا دیکر رخصت کیا پھر سب کے سب بازار کی سیر

گئے اور اس دن کو میلے کا آخر روز سمجھکر بہت مندروں کے درشن کیے اور جو کچھ خریدنا باقی
رہ گیا تھا خرید لیا جب سب کاموں سے فارغ ہو چکے تو گھر کا رستہ لیا چلتے چلتے کیا دیکھتے ہیں کہ
بہت سے آدمی ایکطرف چلے جاتے ہیں اور بعض یہ بھی کہتے جاتے ہیں غ ایک جوگی دیبی نکال رہا
ہے آؤ چلو دیکھیں م انہوں نے بھی اُس طرف کا قصد کیا دیکھا تو ایک فقیر جٹا دھاری مونچھ کی ناگرہی
باندھی ہاتھ جوڑے بیٹھا ہے اور اپنی زبان سے کچھ بڑبڑا رہا ہے سینکڑوں آدمی اُسکے گرد
اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اور بعض آپسمیں یہ بھی کہہ رہے ہیں غ فقیر
اپنے بچن کا سچا معلوم ہوتا ہے زمین تو کچھ اُبھرتی چلی ہے م یہ گفتگو سنکر ایک شخص بولا غ سڑا ہوا
ہے کہیں بھی اسطرح نکلی ہے یہ تو اس جوگی کا پاکھنڈ ہے چلو جی یہ تو ایک دُکنداری ہے م ایک نے
کہا غ ارے بیوقوف کیوں جوگی کی نندا کرے ہے جو دیبی نہیں نکلنے کی تو زمین کیوں اُبھری
ہوئی ہے اور جوگی نے اتنا اسباب میوے کے تھال اور سنکھ گھڑیال آرتی یوں ہی رکھ چھوڑی ہے
ہمنے کئی دفعہ سنا ہے کہ دیبی نے سپنا دیا ہے کہ میں اُسجگہہ سے نکلوں گی اور پھر وہیں سے
نکلی ہے م سجان سنگھ یہ باتیں سُنکر گیان چند سے پوچھنے لگا غ مہاراج یہ کیا ڈول ہے م اُس
بھیڑ میں سے ایک شخص بولا غ ارے گنوار تجھے ابتک خبر نہیں یہ کیا ہے بھائی یہ فقیر جو تیرے
سامنے بیٹھا ہے بڑا کراماتی ہے اِسکو یہاں آئے سات دن ہوئے ہیں دیبی نے کہیں اسکو
سُپنا دیا تھا کہ تو نے بڑی تپسیا کی ہے اب تو جا میں گڑھ مکتیسر کے نکٹ نہان کے دن پرگھٹ
ہو کر تجھکو درشن دونگی سو یہ فقیر اُسی دن سے یہاں آیا ہوا ہے رات دن دیبی کا جپ کرتا ہے
اور سوائے دودھ کے اَور کچھ نہیں کھاتا م سجان سنگھ نے بھی جو غور سے اُس طرف دیکھا تو اُسے
بھی کچھ زمین اُبھری ہوئی معلوم ہوئی اور اُسنے گیان چند سے کہا غ دادا زمین کچھ پھولی ہوئی تو
ہے م اُسکا یہ کہنا تھا کہ ایک دفعہ ہی اس مقام پر زمین شق ہو گئی فقیر نے اُٹھکر دیکھا اور دیکھتے
ہی جوش میں آکر لکار اُٹھا غ بول اٹل چھتر کی جے بول م پھر ایک برہمن سے جو پاس کھڑا تھا کہا
غ مہاراج گھڑیال سنبھالو اب مہارانی درشن دینگی م اور خود میوے کے تھال اُٹھا کر اُس

مقام کے پاس لے گیا اور چراغ روشن کر کے ہو بیٹھا ایک برہمن اُسیوقت دوڑ آگیا اور گنگا میں سے تھوڑا سا
پانی لایا کہ جو ہیں دیبی زمین سے نکلے فوراً اشنان کرائے سجان سنگھ نے غور کر کے فقیر کیطرف جو دیکھا
تو حیران رہ گیا اور گیا نچند سے کہنے لگا کہ ہو نہو یہ تو وہی باباجی ہے جو ہمارے گھر آیا تھا م تھوڑی
دیر بعد ایک کالے پتھر کی مورت کا چہرہ گردن تک زمین سے باہر نکل آیا اور دفعۃً فقیر پکار اُٹھا کہ
اٹل چھتر کی جے م اُسکا یہ کہنا تھا کہ سب آدمی یہی آواز لگا کر ڈنڈوت کرنے لگے ایک برہمن گھڑیال
لیکر کھڑا ہو گیا اور جوگی مورت کے چاروں طرف سے مٹی ہٹانے لگا جتنی مٹی سرکا تا جاتا تھا اُتنی ہی
پرتما کالے پتھر کی بنی ہوئی مٹی میں بھری ہوئی نظر آتی جاتی تھی جوگی نے گنگا جل سے اُسی اشنان
کرایا اور مٹی سے صاف کر کے اُسپر پھول اور ہار چڑھائے میوے کے تھال بھوگ کے طور پر اُسکے
آگے رکھے اور تھوڑی دیر بعد یہ میوہ تبرک کے طور پر تقسیم کر دیا پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ ہزاروں آدمی
درشن کرنے آئے اور اپنے اپنے مقدور کے موافق نقدی چڑھا گئے روپیوں اٹھنیوں چونیوں پیسوں
مٹھائی اور میوے کا وہاں ایک ڈھیر لگ گیا سجان سنگھ اور گیا نچند نے بھی دیبی کے درشن کیے
اور آگے بڑھکر فقیر کیطرف گئے سجان سنگھ نے جوگی سے کہا کہ واہ مہاراج دھن ہو م یہہ کہکر
اُسکے پانو پر گر پڑا فقیر نے بھی سجان سنگھ کو پہچان لیا اور کہا کہ کہو بچہ گنگا اشنان کرنے آیا ہوگا
م سجان سنگھ بولا کہ مہاراج تمہارا غلام بڑی بپتا میں ہے تمہارے کارن گھر اور گانو سب سے بُرا
ہو گیا اب میرے سے آپ کی کیا رکھائی ہے م فقیر نے کہا کہ بابا بھگوان سب بھلی کرے گا
اب تو تو جا کل ہم تجھے درشن دینگے م سجان سنگھ تو فقیر سے باتیں کر رہا تھا اور گیا نچند دیبی کو
دیکھ کر بت سا بنا کھڑا تھا جب پرتما کے پیچھے اُسکی نظر پڑی تو اُسکی پیٹھ پر کچھ حرف کُھدے ہوئے
دکھائی دیے اُسنے اُن حرفوں کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ پرتما بڑی ہی پرانی ہے اور پانڈوں کے
وقت میں اُسکا استھاپن ہوا تھا اُنے سجان سنگھ اور سب آدمیوں سے جو وہاں کھڑے ہوئے
تھے اسبات کا ذکر کیا وہ سنکر بڑے خوش ہوئے اور فقیر کو زیادہ ماننے لگے پھر تو جوگی بھی ہر ایک

† جب کسی مورت کو مندر میں لیجا کر رکھتے ہیں تو کہتے ہیں اسکا استھاپن ہوا ۱۲

درشن کرنیوالے سے کہتا تھا غ بچہ یہ دیبی بڑی پراچین ہے م ایک شخص جو درشن کرنے آیا
اور فقیر نے اُس سے دیبی کے پرانے ہونے کا ذکر کیا تو اُس نے پوچھا غ مہاراج یہ کیونکر
معلوم ہوا کہ یہ دیبی بڑی پُرانی ہے م اُس نے کہا غ بچہ ہمیں تو خبر نہیں یہ پنڈت جو یہاں
کھڑا ہے اِسنے پرتما کی پیٹھ پر کچھ پڑھا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اس مورت کو راجہ یدھشٹر نے
ستھاپن کیا تھا م اسکے تھوڑی دیر بعد گیانچند نے کہا غ لے چودھری چل بنگلے میں سب ہماری
باٹ دیکھتے ہونگے م پھر دونو وہاں سے چلے گئے اور رستے میں باتیں کرتے ہوئے بنگلے
پہنچے وہاں پہنچتے ہی سجان سنگہ فقیر کی تعریف کرنے لگا اور اپنی بیوی سے کہا غ موہن
کی ماآج وہی باباجی پھر یہاں ملے تھے م اور دیبی کے نکلنے کا بھی سارا حال اُسکے روبرو
بیان کیا اور کہا غ کل باباجی مہاراج درشن دینگے م چندر کور یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی
مگر منسکھی نے جسوقت باباجی کا نام سُنا اپنے دلمیں اُسے ہزاروں گالیاں دیں اور پاربتی سے کہا
غ بیلے تو یہ مچھ کر گیا اب اسکا کھوج اجاے جانے کیا کریگا م تھوڑی دیر تک فقیر کا ذکر ہوتا رہا
پھر سب نے کھانا کھایا اور چلنے کی تیاری کرنے لگے دوسرے روز نہا دھو کر جو کچھ اسباب چھکڑوں
پر لادنا باقی رہ گیا تھا لادیا اور کھچڑی کھا کر سب چھکڑوں کے ساتھ اپنے چھکڑے بھی ہانک دیے
رستے میں سجان سنگہ چاروں طرف فقیر کو دیکھتا گیا جب گڑھ مکتیسر سے تین چار کوس نکل گئے
تو کیا دیکھتا ہے کہ باباجی ایک درخت کے تلے بیٹھے ہیں سجان سنگہ اُسے دیکھتے ہی چھکڑے
سے اتر کھڑا ہوا اور کہا غ مہاراج میں تم ہی کو دیکھتا ہوا چلا آؤں تھا م فقیر نے کہا غ
ہم بڑی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں م سجان سنگہ نے پوچھا غ مہاراج دیبی کو کسکے پاس چھوڑ
آئے م اُسنے کہا غ بچہ ہم جوگی ہیں ہمارا کیا ٹھکانا آج یہاں ہیں کل وہاں گڑھ مکتیسر پر
چار پانچ برہمنوں نے ہم سے کہا مہاراج یہ دیبی ہم کو دیدو ہم یہاں مائی کا مندر بنوا دینگے سو ہمنے
اُنکو دیدی م سجان سنگہ بولا غ اب آپکی کہاں جانے کی اچھا ہے م فقیر نے جواب دیا غ ہم
ہمارا انت آن پہنچا ہے پرسوں ہم اس سریر کو چھوڑینگے اسواسطے بدری ناتھ جاینگے جہاں

وہان جاکر چولا بدل لینگے م سجان سنگہ نے یہ بات سنکر کہا غ مہاراج مجھکو کہاں چھوڑ چلے ہیں تو آپکے
کارن سارے گانوں میں بدنام ہوا اور میرے سارے کنبے والے مجھسے ناراض ہوگئے میرا
جمالی گھر سے نکل گیا ہے یہ ساری بپتا مجھ پر آپکے کارن پڑی م فقیر نے کہا غ بچہ کیوں گھبرائے
ہے اُس لڑکے نے ہمارا مان بھنگ کرنا بچارا تھا بھگوان نے اُسکا پھل اُسکو دیا جو کیا تھا سو پایا
پر اب گرو نے چاہا تو وہ جلد تمسے آملتا ہے اس بات کی کچھ چنتا نکر م سجان سنگہ فقیر کے قدموں پر
گر پڑا فقیر نے کہا غ سجان سنگہ کیوں دیر کرے ہے میلا تو نکلا جائے ہے م اُس نے کہا غ
مہاراج میں کہاں جاؤں اتنے دنوں پیچھے تو تمسے ملا ہوں اور اب تم چولا بدلنے کہو ہو مجھکو
کیا تر اس ہی چھوڑ جاؤگے کوئی ایسی کرپا کرو جو ساری عمر تمکو بیٹھا یاد کر دوں م فقیر نے کہا
غ اچھا بابا ہمیں بھی بدری ناتھ جی جانا ہے چل تیرے ہی ساتھ چلے چلیں شام کو اپنا رستہ
لینگے م یہ کہکر فقیر اُسکے ساتھ ہولیا اور دونو آپسمیں باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھے
کیا نچند چھکڑے پر بیٹھا ہوا دل ہی دل میں جلتا تھا اور کہتا تھا غ دیکھو سجان سنگہ کیا پاگل ہوا ہے
چھکڑا چھوڑکر فقیر کے ساتھ پیدل ہولیا ہے بھلا اِس پاکھنڈی میں کیا رکھا ہے جو اسکی اتنی
چاپلوسی کرے ہے آخر لٹیگا بھلا کس جلاہے کے ساتھ ہولیا ہے جو کسی پنڈت کی سیوا کرتا
تو اُجیت بھی تھا م گیا نچند کے دل میں تو یہ اُدھیڑ بُن ہو رہی تھی اور سجان سنگہ فقیر کے ساتھ
باتوں میں لگا ہوا بیخبر چلا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا غ ہے مہاراج آپ تو بڑے ہی کراماتی ہیں
م اور اَور طرح طرح کی خوشامد کرتا جاتا تھا آخر جوگی نے کہا غ بچہ فقیر کو تو کچھ آتا نہیں ہے
ہاں گروجی نے کچھ تھوڑا سا اپنی دیا کرکے بتا دیا ہے م سجان سنگہ نے کہا غ مہاراج یہ کیا
کہو ہو تم جیسا تو آدمی دھرتی پر نہوگا م فقیر بولا غ نہیں بابا ایسی بات مت کہہ ہمارے گروجی کو
یہ شکت تھی کہ سب کچھ کر سکتے تھے ایشور کی اُنپر دیا تھی ایک دن کی بات ہے کہ ایک لڑکا پندرہ
یا سولہ برس کا مر گیا اُسکے ماباپ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے گروجی بھی کہیں اُدھر کو جا نکلے
اُنھوں نے لوگوں سے پوچھا بابا یہ کیوں رو رہے ہیں لوگوں نے کہا مہاراج اِنکا بیٹا مر گیا

لڑکا مرگیا گروجی نے کہا بابا اُس لڑکے کو ہم بھی دیکھ لیں لوگوں نے کہا بابا اُس میں کیا رکھا
ہے وہ تو اب مٹی ہے آؤ تم بھی دیکھ جاؤ گُروجی نے دیکھکر کہا بچہ اِس لڑکے کا کیا مرا ہے یہ تو جیوکر
ہے یہ کہکر اُس لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اُٹھ اُٹھ گروجی کا یہ کہنا تھا کہ لڑکا بالکل چیتن ہو بیٹھا اَور سن
ایک دفعہ ندیا شانتی پور سے ایک بڑا پنڈت یہ بچار کر آیا کہ گروجی سے شاستر ارتھ کروں گروجی تو
کراماتی تھے ہی اُسکے من کی بات کو جان گئے ایک جگہ خاک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ پنڈت آیا
گروجی نے دیکھا کہ بھنگن ٹوکرا لیے ہوئے چلی جاتی ہے اُسکو پکار لیا جب وہ پاس آئی کہا آمیرے
گھٹنے پر بیٹھ جا اور اِن پنڈت جی مہاراج سے شاستر ارتھ کرلے گروجی کی یہ بات سنتے ہی بھنگن
اُنکے گھٹنے پر بیٹھ گئی اور لگی سنسکرت بولنے ندیا کا پنڈت اس بات کو دیکھکر دنگ رہ گیا اور کہنے لگا
مہاراج جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا اور کیمیا کا جو لوگ ذکر کریں ہیں یہ تو اُنکے نزدیک کچھ
بات ہی نتھی جہاں اُنہوں نے تھوک دیا وہیں سونا پیدا ہوگیا ایک دن مجھ سے خوش ہوکر کہا بچہ
منہ کھول میں نے اپنا منہ کھول دیا مہاراج نے میرے منہ میں تھوک دیا اور کہا جا بچہ خوش ہو جو کچھ
کرامات تو نے پائی ہے اُسے خراب نکریو اور ہر کسی سے نہ کہیو م یہ بات سنکر سجان سنگھ نے کہا
س غ مہاراج جو کرامات اُن میں تھی وہی تم میں آگئی ہوگی اب تم میں اُنمیں کیا انتر ہے م فقیر نے
کہا س غ نہیں بچہ میں نے تو اتنا ہی پایا ہے جیسے کوئی چڑیا سمندر میں سے چونچ بھر لے ہے اُنکو تو
یہ شکت تھی کہ ایک کے لاکھ کرکے دکھا دیں پر ہمکو اتنا ہی بتایا ہے کہ ایک کے پچاس کردیں م
سجان سنگھ نے جسوقت فقیر کے منہ سے یہ کلام سُنا اُسکے دل میں لالچ آیا اور فقیر سے کہنے لگا س غ
مہاراج پھر کوئی ایسی تدبیر کرو جس سے عمر بھر کھیتی کیاری کی محنت سے تمہارا غلام چھوٹ جائے م
فقیر نے جواب دیا س غ بابا تجھے کیا چاہیے تیرے اوپر ایشور کی کرپا ہے اور دوسرے یہی بات
آدمی دنیا کے دھن دولت پر کیوں دل لگا دے یہ بات تو ہم لوگوں کو اُسوقت کرنی ہی ہے جب
کہیں کوئی ایسا ہی کام آن پڑے اور کسیکا ایمان جاتا ہو م سجان سنگھ نے فقیر کی بہت سی
منت کی مگر وہ ظاہر میں انکار کرتا رہا اور جسقدر انکار کرتا جاتا تھا اُسیقدر سجان سنگھ کا شوق

بڑھتا جاتا تھا آخرکار سجان سنگھ کی ضد سے فقیر نے منہ بنا کر کہا غ خیر بچہ جو تیری یہی اچھا ہے
تو آج جہاں جاکر اُترے وہاں جو گہنا پاتو تیرے پاس ہو لے آئیو ہم ایکطرف کو تجھے الگ لیجاکر
اُسکو پچاس گنا کر دینگے مگر پہلے یہ بچن لے لینگے کہ تو کسی سے یہ مت کہیو کہ فقیر نے ایسا کیا تھا
م اِس قسم کی باتیں کرتے ہوئے وہ پڑاؤ پر پہنچے اور اپنے چھکڑوں کو سارے چھکڑوں سے علیحدہ
کھڑا کیا فقیر سب سے الگ ہو کر ایک کونے میں ہو بیٹھا اور ظاہر میں خدا کا دھیان کرنے لگا سجان سنگھ
اس عرصہ میں زیور جمع کرتا رہا منسکھی نے جو موہن کو کھانا کھلا رہی تھی دور سے فقیر کو دیکھ کر کہا غ
مرجانا بگلا بھگت بنکر بیٹھا ہے م جب سجان سنگھ اپنے یار آشناؤں سے زیور مانگ چکا تو اُسنے اپنی
بیوی سے کہا غ لا سب کا گہنا اُتار دے م چندر کور نے اپنا اور منسکھی کا سارا زیور اُتار کر اُسی
دیدیا پھر وہ موہن کا زیور اُتارنے گیا اور منسکھی سے کہا غ چھوری اسکے بھی کڑے اُتار دے
م موہن یہ سنکر رو پڑا اور مچل کر کہنے لگا غ میں تو اپنے کڑولے نہ اُتاروں م جب منسکھی نے دیکھا کہ
موہن بہت روتا ہے تو سجان سنگھ سے کہا غ چاچا اسکے کڑولے تو میں نہ اُتارنے دوں چاہے
برا مان چاہے بھلا مان ابھی تو چھورے کے بال اُتر چکے ہیں م سجان سنگھ نے غصے میں آکر کہا
غ لا اُتار بھی دے اِسمیں اسکا بڑا فائدہ ہے تو نہیں جانے ہے جا م سجان سنگھ یہ کہہ ہی رہا تھا
کہ اتنے میں گیانچند وہاں چلا آیا اور موہن کو گود میں اُٹھا کر کہا غ چودھری جی بھی کیوں ہٹ کرکے
ہے ناحق لڑکے کو دُکھی کر رکھا ہے اُسکی روتے روتے ہچکیاں بھی بندھ گئی ہیں م ادھر سے اُسکی
جورو بولی غ موہن کا گہنا کیوں اُتاری ہے م جب سجان سنگھ نے دیکھا کہ سب ہی وہیں آ جمع ہوئے
تو ناچار ہو کر اپنی بیوی سے کہنے لگا غ تو بڑی ابھاگی ہے جو موہن کا گہنا نہیں دیتی م آخر کار اُسی
زیور کو جو اُسکے ہاتھ لگ گیا تھا اور قریب پانسو روپے کے تھا فقیر کے پاس لیگیا فقیر نے کہا
اسکو ایک ہنڈیا میں بند کرکے اوپر ایک کپڑا لپیٹ دے اور پھر میرے ساتھ ہو لے م سجان سنگھ
اُسیوقت ایک ہانڈی لے آیا اور سارا زیور اُسمیں رکھکر فقیر صاحب کی نذر کیا اُسنے کہا غ بابا
ہم کیسے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے تو ہی لے چل م پھر فقیر آگے آگے چلا اور سجان سنگھ اُسکے پیچھے

روانہ ہوا یہ تو دونو اُدھر گئے یہاں تھوڑی دیر کے بعد ایک کوئیں پر جو وہیں پڑاؤ کے پاس تھا
کوئی برہمن آیا اور اپنے انگوچھے میں سے تھوڑی سی بھنگ نکال کر کوئیں کی سل پر رگڑنے لگا
گیانچند نے جب دیکھا کہ کوئی شخص کوئیں پر بھنگ گھوٹ رہا ہے پوچھا غ مہاراج کیا کر رہے ہو
م وہ بولا غ بجیا گھوٹ رہے ہیں جو ایک چُلو تم بھی لیتے ہو تو چلے آؤ م گیانچند تو بھنگڑ ہی تھا
جھٹ اُسکے پاس چلا گیا جسوقت برہمن نے بھنگ پیس کر تیار کی تو اپنے لوٹے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا

غ بھنگڑ کی بولی	م ترجمہ اور مطلب
آؤ تو بھنگ گنگ دو بہن ہیں تو رہتی شو کی سنگ ترن تارنی گنگ ہے تو لڈو کھانی بھنگ	یعنی گنگا اور بھنگ دو نو بہنیں ہیں اور شو ہی کے ساتھ رہتی ہیں گنگا نجات دینے والی ہے اور بھنگ بھوک زیادہ کرنے والی ہے اور مٹھائی کھلانے والی

م یہ کہکر اُس نے گیانچند کو بھنگ پلائی اور تھوڑی تھوڑی دونو گاڑی بانوں اور نوکر کو بھی دی اور آپ بھی ایک لوٹا چڑھا گیا گیانچند نے بھنگ پینے کے تھوڑی دیر بعد سب کو کھانا کھلایا ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ایک گاڑی بان نے کہا غ مہاراج میری تو جیب اینٹھی جائے ہے اور گھمیری سی چلی آئے ہے م گیانچند نے کہا غ بھائی بھانگ نشیلی ہے سو رہو م پھر تو نشے کے مارے سب کی یہ نوبت ہوگئی کہ کسیکو تن بدن کا ہوش نہ رہا اور اسباب کی نگہبانی کیواسطے بیچاری عورتوں کو بیٹھنا پڑا جب رات زیادہ گئی تو گیانچند کی بیوی اور چندر کور کو بھی نیند آگئی منسکھی نے ہر چند مردوں کو جگایا مگر اُنکا تو یہ حال تھا کہ اگر ہاتھی بھی اُنکے بدن پر بھر جاتے تو بھی ہوش نہ آتا یہ حالت دیکھکر منسکھی بہت گھبرائی لیکن انجام کار وہ بھی اپنے بھائی موہن کو لیکر چھکڑے کے نیچے جا لیٹی اور کہانیاں کہکر اُسے سُلا دیا ٭

منسکھی تھوڑی دیر تک تو جاگتی رہی مگر نیند بری بلا ہوتی ہے مثل مشہور ہے تلوار کی دھار بھی آتی ہے آخر اُسکی بھی آنکھ لگ گئی جب سو گئی تو کیا خواب دیکھتی ہے کہ ایک جنگل میں ہی ایک فقیر بیٹھا ہوا چلم پی رہا ہے اور اُسکی چلم میں سے سونے چاندی کی ڈلیاں نکل رہی ہیں فقیر کے

سامنے اُن ڈلیوں کا ایک ڈھیر لگ گیا ہے اور سندر سنگھ سامنے کھڑا ہوا اُسے ترچھی نگاہ سے دیکھ رہا ہے اتنے میں فقیر نے آنکھ اُسکی طرف اُٹھائی اور سندر سنگھ فوراً وہاں سے غائب ہو گیا پھر سونے چاندی کی ڈلیوں میں سے ایک دیبی نکلی اور اُسنے موہن کا سا روپ بدلا اور فقیر بھیڑیا بن کر اُسکے پکڑنے کو منھ پھاڑنے لگا ہر چند منسکھی نے چاہا کہ چلاؤں اور جس طرح ہو سکے موہن کو بچاؤں مگر اُس سے نہ بولا گیا پھر نظر اُٹھا کر جو دیکھا تو سندر سنگھ گھوڑی پر سوار ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے چلا آتا ہے اتنے میں بھیڑیے نے موہن کو اُٹھا کر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا اور بھاگنے لگا۔

یہ خواب دیکھتے ہی منسکھی گھبرا کر جاگ اُٹھی اور آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ وہی فقیر وہاں موجود ہے اور اُسکا ایک ہاتھ تو موہن کے منھ پر رکھا ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے آہستہ آہستہ اُسے گھسیٹ رہا ہے جونہی منسکھی نے یہ حال دیکھا یکایک چلا اُٹھی غ دہائی ہے دہائی پہنچیو کوئی دوڑیو یہ باباجی میرے بھائی کو لیے جاتے ہے ہم اُسکی آواز سنکر فقیر جھٹ موہن کو گود میں لیکر بھاگنے لگا منسکھی چلاتی ہوئی اُسکے پیچھے دوڑی فقیر نے ایک جگہ ٹھوکر کھائی کہ اتنے میں منسکھی نے جا کر اُسکے بال پکڑ لیے فقیر نے منسکھی کی کنپٹی پر ایک ایسا سونٹا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور اُسکے کان سے خون بہنے لگا اتنے میں اَور عورتیں بھی جو منسکھی کی چیخوں سے جاگ اُٹھی تھیں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں اور منسکھی کو بیہوش پڑا ہوا دیکھکر بہت گھبرائیں جب لڑکے کو اُسکے پاس نہ دیکھا اور نہ چھکڑے کے نیچے اُسکا پتہ ملا تو خوب چلا چلا کر روئیں اور گاڑی بانوں کو جگانے لگیں اُنکا تو پہلے ہی علاج ہو چکا تھا بھنگ کے نشے میں پڑے تھے کچھ بھی نہ جانا کہ کون چلاتا ہے اور کیا بکتا ہے آخر پڑاؤ کے لوگوں نے عورتوں کی بہت تشفی کی اور فقیر کے پکڑنے کے لیے چاروں طرف آدمی دوڑائے اتنے میں سجان سنگھ بھی دہائی دیتا ہوا آیا اور جب یہاں کا حال دیکھا تو اُسکے ہوش و حواس جاتے رہے اور بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا مگر جس وقت ہوش میں آیا تو اپنی مصیبت کی داستان اسطرح بیان کرنے لگا غ باباجی نے جنگل میں لیجا کر ایک جگہ آگ سلگائی اور ہانڈی کو میرے ہاتھ سے آگ پر رکھوا کر کہا بچہ تو یہاں بیٹھا رہ میں ایک درخت کے نیچے جا کر کچھ منتر پڑھوں جب یہ

آگ ٹھنڈی ہو جاوے تو تو مجھے پکاریو پر یہ دھیان رکھیو جبتک یہ ٹھنڈی نہو تب تک اسپر سے آنکھ مت اُٹھائیو جب مجھے بیٹھے بیٹھے چار گھڑیاں لگ گئیں اور راکھ بھی ٹھنڈی ہو گئی تو میں نے باباجی کو پکارا جب کئی آوازیں دے چکا اور وہاں سے جواب نہ آیا تو میں آپ ہی اُس درخت کی اور جا کر باباجی کو ڈھونڈھنے لگا پر باباجی کا کہیں پتا نہ ملا جب بڑی دیر تک باباجی نہ آئے تو میں نے آپ ہی ہانڈی کو راکھ میں سے نکالا اور کھولکر دیکھا تو اُسمیں کنکر بھرے ہوئے تھے اور کچھ نہ تھا یہ دیکھتے ہی میری آنکھوں کے آگے اندھیرا سا آگیا اور لگا فقیر کو گالیاں دینے اور اپنا ماتھا پیٹنے پھر پچھتا پچھتا کر یہاں چلا آیا ❊

ہم اب فقیر کا حال سنیے کہ وہ موہن کو لیکر تین چار کوس نکل گیا تھا کہ صبح کی روشنی نظر آئی اسوقت اُس نے یہ ارادہ کیا کہ لڑکے کا زیور اُتار کر اُسے کہیں کوئیں میں ڈال دے اسی فکر میں تھا کہ نکلا ایک وہی آدمی جس نے برہمن بنکر گیا نچند اور اَور لوگوں کو بھنگ پلائی تھی اُس سے آملا اور دونو ملکر ایک کوئیں کیطرف گئے اور لڑکے کے منہہ میں کپڑا ٹھونسنے لگے موہن نے فقیر کے ہاتھ میں کاٹ کھایا اور جونہیں فقیر نے اُسکے منہہ پر سے ہاتھ ہٹایا بے اختیار اُسکی آواز نکل پڑی اتفاقاً ایک سوار اُسطرف سے چلا جاتا تھا موہن کے رونے کی آواز اُسکے کان میں پہنچی فقیر موہن کی چھاتی سے ایک پتھر باندھکر چاہتا ہی تھا کہ اُسے کوئیں میں پھینک دے کہ اتنے میں وہ سوار بھی آپہنچا سوار کو دیکھتے ہی فقیر اور اُسکا رفیق دونو اُس لڑکے کو چھوڑ کر بھاگے سوار فقیر کے پیچھے دوڑا اور میان سے تلوار نکالکر فقیر کے سر پر ماری اُس نے اپنے سر کے بچانے کے لیے ہاتھ اُٹھایا اور اُسکے ہاتھ کی دو انگلیاں صاف اڑ گئیں مگر وہ اپنے رفیق کے ساتھ جھٹ ایک نالے میں کود اور کودتے ہی اُسکی بغل میں سے ایک گٹھڑی نکل پڑی پھر دونو کے دونو جو اس بھاگ کر سوار کی نظر سے غائب ہو گئے جب سوار نے دیکھا کہ اب اِنکا ہاتھ آنا مشکل ہے گٹھڑی لیکر کوئیں پر آیا اور لڑکے کو اٹھا کر دیکھا تو حیران ششدر رہ گیا مگر اپنے تئیں سنبھال کر اُسکے ہاتھ پاؤں کی رسی کھولی اور منہہ میں سے

۱ ششدر اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے نکلنا مشکل ہو اور جانا ممکن نہو یہ کسی جگہ بھی مستعمل ہوتا ہے اور ششدر خانے نرد کی بازی میں چھ خانے ہوتے ہیں کہ جب مہرہ اُنکے پچھلے خانے میں پھنس جاتا ہے تو وہاں سے اُسکا نکلنا مشکل ہوتا

پکڑ نکالا پھر چھاتی سے لگا کر پیار کیا اور کہا غ موہن رومت میں سندر سنگھ ہوں م یہ بات سنکر
موہن نے جو آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ وہ حقیقت میں سندر سنگھ ہی ہے پھر تو چچا کہکر اور بھی رونے لگا
اور بولا غ باباجی نے میرے کپڑے اتار لیے اور مجھے بہت ہی مارا ہے م سندر سنگھ نے کہا غ
اب باباجی سے مت ڈر میں نے اسکو مار کر بھگا دیا م یہ کہکر گٹھڑی کھولی تو اسمیں موہن کے
کپڑے اور بہت سا زیور اور پانسو روپے کی اشرفیاں نکلیں سندر سنگھ نے اسی گٹھڑی میں سے
کپڑے نکالکر موہن کو پہنا دیے اور گھوڑے پر اپنے آگے بٹھا کر وہانسے روانہ ہوا رستے میں تسلی دیکر
اس سے پوچھا غ باباجی کے ساتھ تو کیونکر چلا آیا تھا م اسنے کہا غ چچا میں جیجی کے دھوبی
چھکڑے کے نیچے سویا پڑا تھا باباجی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرا منہ بھینچکر مجھے اٹھا لے چلا جیجی
اسکے پیچھے دوڑی اور اسکے بال پکڑ لیے باباجی نے جیجی کو گرا دیا اور مجھے لیکر چلا آیا
م سندر سنگھ اس قسم کی باتیں کرتا ہوا پڑاؤ کیطرف چلا جاتا تھا اور اپنے دلمیں سوچتا تھا کہ اب
میں بہت جلد اپنی پیاری سے جا ملتا ہوں اسکے دیکھتے ہی میری جان میں جان آجائیگی وہ بھی
میری جدائی سے سوکھکر کانٹا ہو گئی ہوگی مجھے دیکھکر نہال ہو جائیگی اور اتو سجان سنگھ بھی میرا
بڑا احسان مانیگا اور پچھلے دنوں کو یاد کرکے پچھتائیگا آخرکار جب وہ ان ہی خیالوں میں پڑاؤ
کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ پڑاؤ سے تھوڑی دور پرے ایک شور مچ رہا ہے اور واویلا کی آواز
چلی آتی ہے اور سجان سنگھ روتا ہوا اسکی طرف دوڑا آتا ہے سندر سنگھ نے اسے پریشان
دیکھکر پکارا غ گھبراؤ مت موہن میرے پاس ہے م سجان سنگھ جلدی سے سندر سنگھ کے
پاس آیا اور موہن کو گود میں لیکر چھاتی سے لگا لیا اور بولا غ میرے لال تو کہاں تھا
یہاں تیرے واسطے سب ڈکراتے پھرتے ہیں م پھر سندر سنگھ گھوڑے سے اترا سجان سنگھ نے
اسے گلے لگا لیا اور کہا غ بھائی تم ہمارے بیکنٹھ بھگوان آگئے م پھر اسکا حال پوچھا سندر سنگھ
نے کہا غ میں نے کل میرٹھ میں سنا تھا تم گنگا نہانے گئے ہوا ور آج اس پڑاؤ پر ہو کچھ سنکر انہیں ...

... لفظ اصل میں کمانڈر Commander کا بگڑا ہوا ہے جسکے معنی ...

سے چار دن کی چھٹی لی اور تمسے ملنے کو آیا تمہارے رستے میں اُس چنڈال باباجی کے پاس تمہارا
موہن نکلا م اسکے بعد سارا ماجرا اسکے روبرو بیان کیا اور اُس گٹھڑی کو جو فقیر کی بغلیں سے نکل پڑی
تھی کھولکر سجان سنگھ کے سامنے رکھدیا اُس نے اپنا زیور دیکھکر کہا غ تمہارا کہنا سچ نکلا اُس
چنڈال بیراگی نے ہمارا گہنا بھی لوٹا اور پھر چھوری کو لیکر بھاگا اور کیا کہوں چھوری کے ایسا
سونٹا مارا کہ اُسکا بچنا بھی دوبھر ہے م اس بات کے سنتے ہی سندر سنگھ کے ہوش جاتے رہے آنکھوں
کے آگے اندھیرا آگیا مگر جسطرح ہوسکا سنبھل سنبھلا کر چھکڑے کے پاس پہنچا چندر کور نے منسکھی
سے جو بیہوش پڑی ہوئی تھی کہا غ لے تیرا موہن آگیا سندر سنگھ اُسکو لایا ہے م منسکھی نے
اُسیوقت آنکھیں کھولدیں اور سندر سنگھ کی طرف جو نظر پڑی تو اُسکی آنکھیں بھر آئیں اور چاہا کہ اُسکی
چہرے کیطرف دیکھتی رہے مگر لاج کے سبب سے اپنا منھ پھیر لیا جب چندر کور نے یہ حال دیکھا تو
اُسنے اپنے خاوند اور سب لوگوں کو جو وہاں کھڑے تھے اشارے سے ٹالدیا جسوقت
اَور لوگ وہاں سے ہٹ گئے اور صرف سندر سنگھ رہ گیا تو وہ اُس چھکڑے کے پیچھے
جہاں منسکھی پڑی تھی چلا گیا کیا دیکھتا ہے کہ وہی منسکھی جسے وہ اپنی جانسے زیادہ عزیز رکھتا
تھا بیہوش پڑی ہے بدن میں طاقت نام کو نہیں چہرے کا رنگ بالکل اُڑ گیا اُسکے لمبے لمبے
بال جو گندھے ہوئے رہتے تھے اب خاک میں کھلے ہوئے پڑے ہیں سندر سنگھ حیران بت بنا
کھڑا تھا اور دلمیں کہتا تھا ہاے کیا تھا کیا ہوگیا کبھی اُسے اپنی شادی کی اُمنگ اور منسکھی کے
ساتھ گنگھنا کھیلنے کا دھیان آتا کبھی شوخی اور اچپلاہٹ سے اُسکے یہ کہنے کا خیال آتا کہ دیکھیں
پہلے گنگھنا کون سے کبھی منسکھی کا اُسکی ماکے روبرو پیروں پڑنا اور گھر کے سب آدمیوں کا ادب
کرنے اور سب چھوٹے بڑوں کے خوش رکھنے کا تصور بندھ جاتا کبھی اُسکا پیار سے یہ کہنا کہ مجھے
دنیا میں تجھسے زیادہ کون ہے یاد آتا اور کبھی یہ سوچتا کہ جب میں کھیت پر جاتا تھا تو یہ میری راہ
دیکھا کرتی اور تھوڑی سی دیر میں غم کے مارے مرجھا جاتی اور پھر جب میں اُسکے پاس آتا تو جب مجھے
دیکھتی تو کھل جاتی کبھی اپنے دل میں یہ کہتا کہ ہاے یہ وہی منسکھی ہے کہ جب میں سجان سنگھ کے

سنگه جنگل میں جا کر رویا اور پھر اس سے ملنے گیا تو چیخ مار کر بولی جو تو جائیگا ہے تو مجھے تھوڑا سا
بس دیتا جا اسطرحکی باتوں نے سندر سنگه کو ایک غم کا پتلا بنا رکھا تھا اور اسکے دلپر ایک سانپ سا
لوٹ رہا تھا آخر کار وه اپنا منهه ڈھانپ کر بے اختیار رو پڑا اور زمین پر گر کر منسکھی کا ہاتھ اپنے ہاتھ
میں لیکر کہنے لگا ہائے میں تجھے اسواسطے چھوڑ کر گیا تھا که یه دن دیکھوں جو میں یہاں
رہتا تو تیرا یه حال کاہیکو ہوتا وه کونسی بری گھڑی تھی جب میں یہاں سے گیا اب ذرا آنکھ کھول
اور دیکھ تیرا سندر سنگه آگیا اور اب تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جائیگا پر تو اُسے چھوڑ کر چلی م جب سندر سنگه
نے یه گفتگو کی منسکھی نے آنکھیں کھولدیں اور ٹھنڈی سانس بھر کر سندر سنگه کیطرف دیکھا اور سر کو
ادھر اُدھر ہلا کر اپنا ہاتھ اُسکی گردن میں ڈالدیا اور کہا ہائے میں تو کتنے دن سے تیری باٹ
دیکھ رہی تھی اب جو مر جائیگا تو کچھ فکر نہیں ہے پر یه سوچ تھا که تیرے ملے بدون مر جاؤنگی سو بھگوان
نے تجھے بھی بھیجدیا م سندر سنگه نے کہا ہائے ایسی بات مت کہه تیرے اسبات کے کہنے سے میری جان
نکلی جائے ہے اب تجھکو جلدی آرام ہو جائیگا م یه سنکر منسکھی نے کہا ہائے تو کیوں چنتا کرے ہے
تھوڑے دن پیچھے تیرا دوسرا بیاه ہو جائیگا اور سارا دکھ جاتا رہیگا پر بیچاری منسکھی کہاں م
سندر سنگه نے کہا ہائے نہیں پیاری تو کبھی نہیں مریگی مریں تیرے دشمن اور بھگوان نکرے جو
ایسی بات ہوئی تو میں اس جہان میں ره کر کیا کرونگا بس یه ہوگا که تیرے ساتھ ہی مر جاؤنگا دیکھ
اب تو بھگوان نے دن بھی پھیر دیے ہیں سجان سنگه جو پہلے طعنے دیا کرتا تھا اب موم ہو گیا ہے
اور بڑی خوشامد کرے ہے اور روپیے بھی ہمارے ہاتھ لگنے سے لگے ہیں اب میں تیرے
پاس سے پل بھر کو نہیں ٹلونگا اور تجھے اپنی جان کے برابر رکھونگا م یه بات سنکر منسکھی کی آنکھوں
میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگی ہائے جو میں جیتی رہتی تو تو بھی دیکھتا پریت کیسی ہوئے ہے پر میری
زندگی مت سمجھیو تو دھرتی پر یوں ہی آئی اور یوں ہی چلی جب بالک تھی تو ماں باپ مر گئے
اور جب بڑی ہوئی اور تجھ سے ملی تو یه سمجھی تھی که اس جگت میں آنیکا پھل مل گیا پر اسنجا ہے سو
[illegible] بات پر که تیرے ہاتھ سے ہی تو ٹھکانے لگ جائیگی م پھر منسکھی نے سندر سنگه

ہاتھ اپنے منہہ پر رکھ لیا اور چپ چاپ آنکھیں بند کیے ہوئے پڑی رہی جب اِسطرح پڑے ہوئے تھوڑی سی دیر ہوگئی اور سندر سنگہ نے اُسکے جسم میں کچھ حرکت نپائی اور نہ سانس آتا جاتا دیکھا تو گھبراکر اُسے پکارنے لگا اور بہت سی قسمیں دلائیں مگر کچھ جواب نہ پایا تب تو بیقرار ہوکر اُسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھدیے اور ایکبارگی چلا اُٹھا غ لوگوں میں لٹ گیا م یہ سنکر سجان سنگہ گیان چند چندر کور اور پاربتی کی ماسب وہاں چلے گئے پاربتی نے بھی وہاں جانیکا ارادہ کیا مگر اُسکی ماں نے یہہ اندیشہ کیا کہ ایسا نہو مردے کے پاس جانے سے اِسکو کچھ ہوجائے اور یہ سوچکر اُس سے کہا غ تو موہن کو لیے بیٹھی رہو م جب عورتوں نے وہاں جاکر دیکھا کہ منسکھی مرگئی تو اُنہوں نے جلدی سے اُسکے منہہ میں تھوڑا سا سونا اور گنگا جل ڈال دیا کیونکہ ہندوؤنکے اعتقاد میں اِس عمل کے کرنے سے مردہ سیدھا سُرگ کو چلا جاتا ہے عورتونکا وہاں جانا تھا اور رونا پیٹنا مچنا تھا سندر سنگہ وہاں سے اُٹھکر ایکطرف جا بیٹھا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا جب سب کو روتے پیٹتے گھنٹہ بھر ہوگیا تو گیان چند نے کہا غ روؤگے تو ساری عمر پر اسکی مٹی تو ٹھکانے لگاؤ گنگا یہاں سے دور ہے سورج کے چھپنے کے پہلے اِسکو پھونکنا چاہیے م یہ کہکر ایک قصبے میں جو پڑاؤ کے قریب تھا گیا اور چُنری۔ کھاروا۔ تین بانس۔ ایک پولا سُتلی۔ رولی۔ کلاوہ۔ مہندی۔ چوڑی۔ مسّی۔ کاجل۔ کُشا۔ ایک کوری ٹھلیا۔ جَو کا آٹا۔ تِل۔ دھوتی۔ انگوچھا اور اَور ضروری چیزیں خرید کر لایا اور اپنے ساتھ ایک اچارج کو بھی لیتا آیا وہاں آکر بانسونکی ارتھی بنائی اور اُسکے اوپر پولا بچھا کر لال کپڑا ڈال دیا پھر اہیر پور کے ایک نائی کو جو گنگا کے اشنان کو آیا تھا پڑاؤ میں سے بلوا کر سندر سنگہ کو نہلوایا اُس نے نہا دھوکر دھوتی بدلی اور اپنے کندھے پر انگوچھا رکھ کوری ٹھلیا پانی سے بھر لاش کے نہلانے کو لیگیا عورتوں نے وہ ٹھلیا اُس سے لے لی اور لاش کو نہلا کر جوڑا پہنایا آنکھوں میں سرمہ دانتوں میں مسّی لگائی سر میں تیل ڈالکر بال گوندھے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنائیں اور ساری رسمیں جو سہاگن عورت کے مرنے پر کیجاتی ہیں اُن عورتوں نے پوری کیں اسکے بعد لاش کو ارتھی

پر لٹایا پھر اُسکے اوپر چُنری ڈالکر سُتلی اور کلاوے سے باندھ دیا اور پان رولی اور پھول
چُنری کے اوپر رکھے جب یہ رسمیں ہوچکیں تو اچارج نے سندر سنگھ کو لاش کی دائیں طرف بٹھا کر ایک
پنڈدان کرایا اور پھر سارے مرد جو وہاں موجود تھے لاش کو اُٹھا کر رام رام ست ہے کہتے ہوئے
وہاں سے لیچلے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اُنہوں نے لاش کو ایک ڈولی میں جو گیانچند شہر
وہیں پاس کے قصبے سے کرائے کو لایا تھا رکھدیا اور سب کے سب ڈولی کے ساتھ ہولیے گیانچند
نے اچارج کو کچھ دیکر رخصت کردیا اور زنائی سے کہا غ بھائی تو بھی جا م جب سارے مرد لاش
کو پھوکنے چلے تو گیانچند کی بیوی دوڑی ہوئی آئی اور اُس سے پوچھنے لگی غ تم کب تک
پھر آؤ گے م گیانچند بولا غ پندرہ دن پیچھے کریا کرم کرا کر آوینگے م اُسکی بیوی نے کہا غ
بھلا ہم اکیلے کیونکر جاینگے جہانتک ہوسکے تم چھورے کو لیکر آج ہی آجانا وہ کریا کرم گانو میں
جاکر کرے گا م گیانچند بولا غ اچھا تم آج پہر رات تک یہیں ٹھیری رہو ہم اُسوقت تک آجاوینگے
م جب مرد لاش کو لیکر وہاں سے چلے گئے تو عورتیں بھی روتی پیٹتی ایک کوئیں پر گئیں اور
نہا دھو کر پھر چھکڑے پر آگئیں اور اُس روز تمام دن کچھ کھانا نہ کھایا اِدھر سجان سنگھ اور اَور
لوگ جب گنگا پر پہنچے تو پہلے لاش کو ارتھی سمیت گنگا میں نہلایا پھر پانچ چھ من لکڑیاں خریدیں
اور ایک اچارج کو بلایا اُس نے آتے ہی لمبی لمبی لکڑیاں بچھادیں اور سرہانا کچھ اونچا رکھا پھر
سندر سنگھ سے پنڈدان کرا کر لاش کو لکڑیوں پر رکھدیا اور اُسکے اوپر سے چُنری اُتار کر آپ
لے لی اِسکے بعد لاش کا منہ کھولکر اُسے سورج کے درشن کرائے پھر سب طرف لکڑیاں چن دیں اور
ایک پولے میں آگ رکھکر سندر سنگھ کو دیکر کہا غ چتا کے چاروں طرف پھر کر یہ پولا لکڑیوں میں
رکھدے م اُس بیچارے نے اچارج کے کہنے پر عمل کیا جب لکڑیوں میں کچھ آگ لگ گئی اور
وہ سلگنے لگیں تو اچارج نے سندر سنگھ کو ایک صندل کی ڈلی دی اور کہا غ چتا کی پرکرما کرکے
اسکو آگ میں ڈالدے م اِسکے بعد اَور پانچ دفعہ اُس سے یہی عمل کرایا جب منسکھی کی کھوپڑی
خوب گرم ہوگئی تو اچارج نے سندر سنگھ کو ایک بانس دیا اور کہا غ اس بانس سے کپال کریا کر

م پھر اُسکے ہاتھ میں ایک آبخورہ گھی کا بھرا ہوا دیکر کہا غ اِس گھی کو کھوپری پر ڈالدو م جو جو
اچارج کہتا گیا وہی سندر سنگھ کرتا گیا جب لاش جل جلا کر راکھ ہوگئی تو سندر سنگھ نے ساری
راکھ اور ہڈیاں اُٹھا کر گنگا میں ڈالدیں اور پھر سب کے سب لوگ گنگا میں اُتر پڑے جب
سندر سنگھ ایک غوطہ لگا چکا تو گیا چند نے اُسکے ہاتھوں میں پانی اور تِل دیے پھر زبان
سے کچھ پڑھ کر کہا اسے گنگا میں ڈالدے اور جو عبارت اُس نے پڑھی اُسکا ترجمہ یہ ہے
ترجمہ اے سنگھی تجھے آگ کے بھڑکنے سے جو گرمی پہنچی ہے وہ اِس پانی سے ٹھنڈی
ہوئے اسکے بعد سب نے نہا دھو کر اپنی اپنی دھوتیاں لیں اور اچارج کو پیسے دیکر رخصت
کیا اور آپ تو تھکے ہی ہوئے تھے گنگا کے کنارے پر بیٹھکر کپڑے سکھانے لگے اتنے میں
دو چار برہمن وہانکے رہنے والے آئے اور اُنہیں اُداس بیٹھا دیکھکر پوچھنے لگے غ
کہو چودھری تم کہانکے رہنے والے ہو اور یہاں کیسے آنا ہوا م سجان سنگھ نے کہا غ
مہاراج کیا کہیے کل یہانسے خوشی خوشی گنگا نہا کر گئے تھے آج پھر اپنی بھتیجی کو پھوکنے آئے م
برہمن یہ سنکر بولے غ شو شو شو چودھری جی اُسکو رستے میں کیا ہوگیا تھا کیا وہ کچھ ماندی تھی
سجان سنگھ نے آہ سرد بھر کر کہا غ مہاراج کچھ ماندی تھی نہ ساندی تھی کرمونکی ماندی تھی ایک
چنڈال فقیر سے پالا پڑ گیا تھا سو اُسنے ہمکو یہ چلتر دکھایا م یہ کہکر تمام ماجرا اُن برہمنوں کے روبرو
بیان کیا برہمنوں نے سنکر کہا غ چودھری جی بڑے چوکے ہم تو پہلے ہی جانیں تھے وہ بڑا
پاکھنڈی ہے ہاں سچ ہے اُس نے یہاں بھی دیبی نکالی تھی اور دو چار اَور برہمن بھی اُسکے
ساتھ تھے پانسو چار سو روپیہ جو دیبی پر چڑھا تھا لیکر اُس دیبی کو برہمنوں کے حوالے کر گیا کل شام
ہمکو جو کچھ سندیسہ ہوا تو ہم یہاں آئے اور اُسکا کھوج لگانا چاہا پر اُن برہمنوں نے ہمکو اپنے
بنگلے میں پیر بھی نہ رکھنے دیا تکرار ہوتے ہوتے ہاتھا پائی ہونے لگی ہمنے اُنکو مار کر بھگا دیا
اور پھر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُنہوں نے اُسجگہ جہانسے دیبی نکلی تھی زمین کے نیچے ایک بڑا
برتن چنوں سے بھر رکھا ہے اور اُس برتن میں ایک نلی لگی ہوئی ہے جسنے اُس نلی کا جو

کھوج لگایا تو دیکھا اُسکا دوسرا سرا اُنکے بنگلے میں تھا ہم اسبات کا مطلب سوچنے لگے کہ اتنے میں نلی کے پاس ایک پانی کا گھڑا رکھا ہوا دکھائی دیا اِس سے ہم جان گئے کہ کوئی بنگلے کے اندر اُس نلی میں پانی ڈالتا تھا اور اُس پانی سے چنے جب پھولے تو وہ مورت جو اُنپر رکھی تھی اوپر کو اُٹھی اور زمین تو ڑتیلی تھی ہی مورت بہت جلدی سے اُٹھ آئی جب یہ حال ہمکو معلوم ہوگیا تو وہ برہمن بھاگ گئے نہیں تو اُنکی خوب پرتشٹھا[1] بھنگ ہوتی بھگوان جانے یہ لوگ کون تھے شاید ٹھنٹے بابا اور ربے کی قوم سے ہونگے سچ کہا ہے پسی ہوئی دوا اور منڈے ہوئے جوگی کا کچھ حال معلوم نہیں ہوتا م یہ بیچارے چپکے بیٹھے ہوئے اُنکی باتیں سنا کیے سجان سنگھ اُنسے باتیں کرتا جاتا تھا اور دلمیں کہتا جاتا تھا کہ غ ہاے بڑھی دغا دے گیا م تھوڑی دیر بعد سب کے سب وہانسے چلے اور پہر رات گئے پڑاو پر پہنچ وہاں آکر گیانچند کے سمجھانے سے سب نے کچھ کھانا کھایا رات بھر چھکڑوں میں پڑے رہے اور موہن کو جوجیجی کہہ کہہ کر روتا تھا پیار کرتے رہے دوسرے روز صبح ہوتے ہی اپنے گانوکیطرف چلے رستے میں سجان سنگھ نے کسی منشی کو ایک آنے کے پیسے دیکر سندر سنگھ کیطرف سے اُسکے کمانیر کے نام اسمضمون کی ایک عرضی لکھوائی کہ مجھے پندرہ دنکی رخصت میری بیوی کے کریاکرم کے واسطے ملجائے +

جب گانو میں پہنچے تو عورتیں چھکڑوں میں سے اُترتے ہی رونے لگیں گانو کی اَور عورتیں بھی یہ حال سنتے ہی ماتم پرسی کو آئیں چندر کور اُنکے ساتھ بیٹھکر خوب روئی اور سب عورتوں نے اپنا اپنا منہہ ڈھانپ کر نوحے کا یہ راگ گایا

غ ...... راگ	م ...... ترجمہ اور مطلب
بھوگن بھوگن کیا کرے آ بیٹھا سر کال کال نہ دیکھا آوتا دس دن مانگے دے	دنیا کی لذت کا کیا ذکر کرتا ہے اب سر پر موت آ ہی گئی موت آتی ہوئی سجھائی نہ دی اب دس دن کی مہلت

[1] پرتشٹھا کے معنے شہرت اور عزت کے ہیں اور بھنگ ہونے سے ٹوٹ جانا مراد ہے ۱۲

غ .... راگ	م ...... ترجمہ اور مطلب
مانگا دس ٹرا نہ ملے آبیٹھا سرکال ہرہر کرتے لے گئے بندرابن کے گھاٹ	مانگتا ہے اب دس دن کی مہلت کب ملتی ہے موت تو آ ہی گئی ہر ہر کرتے بندرابن کے گھاٹ پر لے گئے اس حادثے کو
بندرابن کی گوپیاں وہ بھی رُدن کرین تم کیوں رو بندرابن کی گوپیوں اپنے گھر جاؤ	دیکھکر بندرابن کی گوپیاں بھی رونے لگیں بندرابن کی گوپیوں تم کیوں روتی ہو اپنے گھر جاؤ
رُدن کرے تیرے سر کا صاحب سر دھنے سر دھن کرے پکار	تیرا خاوند سر دُھن دُھن کر یہ پکارتا ہے
میری پکار نہ لگی میرے گھر کی سوبھا تیری لگی پکا اپنی گانوں کی گوروے سوتی چادر تان	اے میرے گھر کی رونق مجھ کسی نے نہ بلایا تجھے بلا لیا اپنی گانوں کی مدہیں چادر تانے ہوئی سوتی (اگر موت نہ آتی)
آئی ندی پہار کی تجھے لیگئی بہا ہاڈ جلیں جوں لاکڑی کیس جلیں جوں گھاس تیری کنچن کایا یوں جلے تیرے کوئی نہ آوے پاس	پہاڑ کی ندی آئی اور تجھے بہا کر لیگئی لکڑیوں کیطرح ہڈیاں جلتی ہیں اور گھاس کیطرح بال تیرا سنہری بدن یوں جلا جاتا ہے اور کوئی پاس نہیں پھٹکتا
موت ہرایا راو گھر نردھنیا دھنی ہوئے اجڑا کھیڑا پھر بسے مرا نہ آیا کوے	موت نے راجاؤں کے خاندانوں کو بھی ہرادیا یہ ممکن ہے کہ غریب دولتمند اور اجڑا ہوا گانو آباد ہو جائے مگر مرا ہوا پھر کر نہیں آسکتا
کیا تجھے آئی نیند ڑی کیا جوانی کا جوش نہ تجھے آئی نیند ڑی نہ جوانی کا جوش	کیا تجھے نیند آئی یا جوانی کا جوش نہ تجھے نیند آئی نہ جوانی کا جوش
پالکی آئی عرش کی ساتھ ہی آئے کہار کیونکر انکھیاں پھیریاں کیونکر تجے پران	کہار عرش کی پالکی لیکر آئے آنکھیں کیونکر پھیریں اور جان کسطرح نکلی

لہہ لہہ انکھیاں پھیریاں جھٹ دی تجی پران نہ تیں کھایا نہ تیں بلسا گئی بلکتی چھوڑ	ٹھیر ٹھیر کر آنکھیں پھیریں اور جان جھٹ نکل گئی نہ تو تو نے کچھ کھایا اور نہ کچھ خوشی کی حسرت ہی میں سب چیزیں چھوڑ کر چلی گئی
پیچھا پھیر نہ دیکھیا چھیلا کی گوری پیچھی ٹری پکا آج بسیرا نیڑے کل پرائے دیس پار بسینگے پار وا تو بس اپنے دیس	اپنی چھیلا کی پیاری پیچھے پھر کر نہ دیکھا آخر پیچھو لکار پڑی آج مقام قریب ہے کل بیگانے ملک میں پار کے رہنے والے پار رہینگے تو تو یہیں رہ
خاک گر دیں میری بیگم رل گئی اور رول سمندروں پار	میری بیگم کا جسم تو خاک میں مل گیا اور روح سمندر کے پار چلی گئی
جس دساور تو گئی وہ دساور تپا	جس ملک میں تو گئی ہے وہ ملک ہمیں بھی بتا

ہم عورتیں یہ راگ گا کر رو رہی تھیں کہ سجان سنگہ کے پاس بھی بہت سے مرد آکر جمع ہو گئے اور تسلی کی باتیں کرنے لگے کوئی کہتا تھا غ صاحب کیا کہو چھوری منسکھی سے تو گانو میں بڑی رَول چَول رہتے تھی ہم ایک بولا غ جب سے یہ بات سنی تھی جی کہے تھا کہ تو بھی گنگا جی چل پر لوگوں نے آکر کہا سجان سنگہ آپ ہی آوے ہے چودھری یہ چھینک بھی خالی نہیں جاتی جب تم چلے تھے تو تمہارے سامنے سے چھینک ہوئی تھی ہم تو اُسی دن کہیں تھے بھگوان ان کو خیر سے لاوے ہم گیا نچند بھی وہاں موجود تھا اُس نے کہا غ بھائی جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اسمیں کسیکا بس نہیں ہے پر چھوری منسکھی بڑی بھاگوان تھی دیکھو اُسکی مرت کہاں پڑی یہ بڑی بات ہے کہ وہ سیدھی سرگ کو گئی مرنا ہم تم سب کو ہے کسیکو آگے کسیکو پیچھے +

سب آدمی رخصت ہو گئے تو گیا نچند اُسی روز شام کے وقت سندر سنگہ کو مرگھٹ لے گیا پانی بھری ہوئی ایک ٹھلیا کسی پیپل کے درخت میں لٹکوا آیا اس ٹھلیا میں نیچے

کیطرف ایک سوراخ تھا اُسمیں کرنا کا ایک تنکا لگا ہوا تھا اور اُس تنکے پر سے پانی ٹپکتا تھا دس روز تک سندر سنگھ نے جوتا نہ پہنا اور کمبل کے سوا اور کسی چیز پر نہ سویا ہر روز صبح و شام ننگے پانو مرگھٹ میں جانا اور اُس ٹھلیا کو پانی سے بھر آتا دسویں روز اچارج نے آکر دس پنڈدان کرائے اور پانچ رس یعنی گُڑ۔ گھی۔ تیل۔ روئی اور نمک پنڈوں پر چڑھائے پھر سب آدمی ملکر ایک تالاب پر گئے اور نہا دھوکر اپنے گھر آئے وہاں سے آکر آٹھ آنے نقد اور مٹھائی اور عورت کے پہننے کے تمام کپڑے اور ایک چارپائی اور لحاف توشک اور اَور بہت سی چیزیں اچارج کو دیں اور تیرھویں روز تیرہ برہمنوں کو جمایا

جب سندر سنگھ کریا کرم سے فارغ ہوا تو اُسنے سجان سنگھ سے اپنے رسالے میں جانیکی اجازت چاہی سجان سنگھ نے کہا غ بیٹا اب تو یہاں رہو رسالے میں جاکر کیا کریگا ہمیں تو تو منسکھی اور موہن سے زیادہ ہے جو تو بھی یہاں سے چلا گیا تو ہمکو بڑا دُکھ ہوگا یہ سارا گھر بار تیرا ہی ہے جو تو چاہے سو کرم سندر سنگھ نے کہا غ اِسمیں تو تم کچھ بھی نہ کہو اب مجھے یہاں سے جلنے ہی دو میرا جی یہاں نہیں لگتا ہے م اتنے میں پاربتی بھی آگئی اور دیر تک یہ باتیں سنتی رہے پھر کہا غ جیجا اِدھر آ میں تجھ سے ایک بات کہوں م سندر سنگھ اُٹھکر اُسکی طرف چلا گیا وہ بولی غ اب جیجا تو یہاں سے کیوں جائے ہے رسالے میں جاکر کیا کریگا تو یہیں کھیتی کیاری کیا کر یا اپنے باپو کے گھر جا رہیو م سندر سنگھ نے کہا غ واہ تو تو جان بوجھکر ایسی بات کہے ہے بھلا اب جی کر کیا کرونگا م پھر پاربتی نے کہا جیجا ایسی بات نہیں کہیں ہیں اب تو تیرے پاس گھنے روپئے ہیں اور تیرے ما باپ بھی تیرے لئے روتے ہونگے اب جا اور اُنکو سُکھ دے دیکھ اُنکی آہ مت لے م یہ سنکر سندر سنگھ نے کہا غ [illegible] کہاں تک سمجھاؤں تو تو جانے ہے مجھکو تیری بہن سے کیسی پریت تھی [illegible] جیونگا تو اُسکے ساتھ تھا اب بھگوان نے اُسے اُٹھا لیا م بس اتنا ہی کہا تھا [illegible]

ی

آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور پھر رو کر کہنے لگا غ پاربتی میں کیا کروں میرا دل
میرے بس میں نہیں ہے تیری بہن کی صورت آٹھ پہر میرے من میں بسی رہتی
ہے مجھے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو نیند اور اس گانو میں جس چیز کو میں دیکھتا ہوں
مجھے سب اسکی یاد دلاویں ہیں اُس بن سارا جگت اجاڑ دکھلائی دے ہے م
ہرچند پاربتی نے اُسکی تشفی کی مگر اُس نے ایک نہ سنی اور دوسرے روز صبح کے
وقت گٹھڑی مٹھڑی باندھ چلنے کو تیار ہو گیا اور چلتے وقت موہن کو گود میں اٹھا کر پیار
کیا اور ایک روپیہ اُسکے ہاتھ پر رکھ کر کہا غ جو تجھے جان کے برابر رکھتی تھی وہ تو مرگئی
اب تو اُسے اور مجھے یاد رکھیو م اور پھر پاربتی کو بلا کر کہا غ ہے رام رام پاربتی جیسی
پریت تینے اُسکے ساتھ کی اور جیسی تینے میری دھیر بندھائی بھگوان تجھے راضی
رکھے اب ہمارا تیرا ملنا نہیں ہوئیگا جہاں تو اُسے یاد کرے
وہاں مجھے بھی یاد کر لیجو اب میرے جینے کا بھی کچھ بھروسا
نہیں ہے م یہ کہکر گھر سے باہر آیا اور گھوڑی پر سوار ہو کر
گیا پچند سے پالاگن اور سب سے رام رام کہکر گانو سے
نکلا پھر پھر پر جہاں ایسے دکھ اُٹھائے تھے آخر نظر
ڈالکر اپنے رسالہ میں چلا گیا اور وہاں رات دن
سنکھی کے خیال میں رہا اور
انجام کار اسی غم میں
گھل گھل کر
مر گیا

چوتھا باب

خوشحالچند اور ہیرا۔ دولت رام اور رونگا۔ کروڑی مل اور گنگی کا قصہ

جو عبارت مصنف نے اپنے محاورے کے موافق لکھی ہے اُسکے پہلے م ہے
اور جو غیر کی گفتگو کے مطابق لکھی ہے اُسکے شروع میں غ ہے

م کہتے ہیں کہ شہر دہلی میں ایک بنیا نہالچند نامی تھا وہ اور اُسکا بیٹا خوشحالچند دونو ملکر گزارہ کرتے تھے اور مفلسی کے ہاتھ سے اِسقدر تنگ آگئے تھے کہ ایک وقت کی روٹی بھی اُنہیں بڑی مشکل سے میسر آتی تھی خوشحالچند کی بیوی ہیرا کے پاس زیور کا تو گویا ذکر ہی نام کو تانبے کا چھلا بھی نہ تھا۔ اس کا لڑکا دولت رام گلیوں میں اسطرح پھرا کرتا تھا جیسے کسی فقیر کا لڑکا ہوتا ہے اور گھر کا یہ حال تھا کہ قیدخانہ کی کوٹھڑی بھی اُس سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ مکان جسمیں ایک چھوٹا سا دالان اور اُسکے اندر ایک کوٹھڑی تھی آٹھ آنے کرائے کو لے رکھا تھا اور اُسمیں بڑی دقت سے گزارہ ہوتا تھا نہالچند بڑھاپے کے سبب سے اسقدر ناطاقت ہوگیا تھا کہ اُس سے کسیطرح کی محنت نہو سکتی تھی مگر پھر بھی ہمت کرکے ہر روز صبح کے وقت لاٹھی لے جمناجی پر جاتا۔ وہاں ہمیشہ عورتوں اور مردوں کا ایک جمگھٹا لگا رہتا ہے یہ بھی اُن سے باتوں میں مشغول ہوجاتا پھر کپڑے اُتار ڈبکی لگا سورج کو جل چڑھاتا اور جپ کرتا وہاں بعض آدمی اُس سے کہتے غ نہالچندجی تم جمناجی کی کبھی ناغہ نہیں کرتے چاہے مینہہ برسو چاہے آندھی چلو جاڑا گرمی سب یکسان ہے تمکو ضرور جمناجی تار دینگی م وہ اُسکے جواب میں کہتا غ مہاراج ہماری کیا سامرتھ ہے یہ تو کچھ جمناجی کی ہی کرپا ہے جو روز اپنے درشن دیدیں ہیں م وہ کہتے غ ہاں صاحب اگلے وقت کے آدمیوں کی اگلی ہی سی باتیں ہیں شاباش ہے آپکو جو اس عمر میں

م خوشحالچند کا یہ معمول تھا کہ ہر روز صبح اُٹھتا اور لوٹا ڈوری لے کوئیں پر جاتا دو چار لوٹے کھینچ اپنے اوپر ڈال لیتا پھر سارا بدن بھیگتا یا نہ بھیگتا مگر وہ دھوتی بدلکر کچھ پوجا کرتا اور سورج کو جل چڑھا کوئیں کے برابر شوالے میں جاتا اوّل سب مورتوں پر تھوڑا تھوڑا سا پانی ڈالتا پھر مہادیو جی کی مورت کے آگے ہاتھ جوڑ کر ہو بیٹھتا اور کہتا غ ہے بھولے ایسی کرپا کر دو جو یہ دلدر دور ہو م پھر نہا دھو اپنے گھر آتا اور رکری ٹوپی پہن کوڑی پیسوں کی تھیلی کندھے پر ڈال بازار کو چلا جاتا اور حلوائیوں پنواڑیوں اور اَور دکانداروں سے کوڑی [illegible] پیسے لیتا اور صرافوں کے ہاتھ کچھ کمی پر بیچ ڈالتا اس کام میں دو چار آنے روز اُسکے ہاتھ لگ جاتے دوپہر کو پھرتا پھرتا اپنے گھر آتا۔ اس عرصہ میں اُسکی بیوی بھی نہا دھو کر روٹی پکا رکھتی پہلے اپنے سسرے اور بیٹے کو کھلاتی اور پھر خوشحالچند کو دیتی جب وہ کھا پی کر بازار کو چلا جاتا تو آپ کھاتی ایک روز رات کے وقت خوشحالچند بازار سے اپنے گھر آ کر اُداس سا ہو بیٹھا نہالچند نے پوچھا غ کہو بیٹا آج سست کیوں ہو م وہ بولا غ لالہ جی کیا بتاؤں تمام دن پھرا کوڑی ہاتھ نہ آئی بھگوان کیونکر بیڑا پار کریں گے لڑکا بیاہنے کو بیٹھا ہے کوڑی پاس نہیں برادری میں ہمیں کون پوچھے ہے دولت والے کی سب خاطر کریں ہیں مفلس سے کوئی یہ بھی نہیں پوچھتا کہ تو کدھر بستا ہے دو چار آنے روز آ گئے تو کیا ہوا اس میں تو اچھی طرح پیٹ بھی نہیں بھرتا م اسکا باپ بولا غ بھائی گھبرا مت بھگوان میں سب سامرتھ ہے جب وہ دینے پر آتے ہیں تو چھپر پھاڑ کر دیتے ہیں [illegible] سے دن نہ رہے تو یہ کیا [illegible] رہیں گے بھگوان مہاراج مالک ہے م اس قسم کی باتیں تھوڑی دیر تک اُن میں ہوتی رہیں پھر خوشحالچند اور اُسکا بیٹا اور بیوی سب کے سب اندر کوٹھڑی میں جا سوئے اور نہالچند دالان میں زمین پر کپڑا بچھا کر پڑ رہا +

جب صبح ہوئی اور خوشحالچند معمول کے موافق کوئیں پر گیا تو دیکھا کہ کوئی موٹا سا

آدمی کوئیں کی مینڈ پر کھڑا ہے ایک کہار پانی بھر کر اُسکو نہلاتا جاتا ہے اور دوسرا اُسکا بدن
مل رہا ہے خوشحالچند تھوڑی دیر تک تو اُسکی طرف دیکھتا رہا مگر پھر دلمیں کہنے لگا ع
ہو نہو یہ تو وہی آدمی ہے جو چار برس پہلے اس محلے میں رہتا تھا اور دوالا نکالکر یہاں سے
بھاگ گیا تھا اب تو اسکے بڑے امیری کے ٹھاٹھ ہیں بھگوان جانے کہانسے دولت
لوٹ لایا ہے م آخر اُس سے پوچھا ع کہو لالہ صاحب کہاں تھے م اُس نے جواب دیا
ع بھائی میں انبالے میں کمسریٹ گماشتہ ہوں یہانسے جا کر وہاں نوکر ہو گیا تھا
کہو تمہارے لالہ اچھے ہیں اور تم کیا کرتے ہو م خوشحالچند بولا ع تمہاری مہربانی سے
سب اچھے ہیں میں وہی کوڑی پیسوں کا بیوپار کرتا ہوں دو چار آنے روز ہاتھ آجاتے ہیں
پر اس میں کچھ اچھی طرح گزران نہیں ہوتی جو انبالے میں کوئی کام نکلے تو ہمیں بھی یاد رکھنا
م اُسنے کہا ع ہمارے ہاں کئی ڈنڈی دار درکار ہیں جو تمہارا جی چاہے تو ہمارے
ساتھ چلے چلو سات روپے مہینا تمکو ملیگا اور جو اوپر سے ملجائے وہ تمہارا بھاگ م خوشحالچند
بولا ع واہ مہاراج ایسی نوکری کہاں ملے ہے جو ایسا کرو تو جانے سات روپے مہینا
اپنے پاس سے دو دو روپے میں کھاؤنگا اور پانچ روپے مہینے کے مہینے گھر بھیجا کرونگا
بلا سے اگر کچھ فائدہ نہ ہوگا تو بھی اس کُتّے خسی سے تو لاکھ درجے بہتر ہے م گماشتہ نے کہا
ع تو بس تیار ہو جاؤ ہم پرسوں یہانسے جائینگے م خوشحالچند کوئیں پر سے نہا دھو اپنے گھر
آیا اور اس امر کا منتظر رہا کہ کب لالہ جمناجی سے آویں اور اُن سے یہ حال کہوں اُسکی جورو
نے جب دیکھا کہ وہ اُس روز معمول کے موافق بازار نہیں گیا تو کہنے لگی ع آج تو بازار
کیوں نہیں جاتا نکھٹو پھرتا پھرے ہے م وہ بولا ع اب تو ہم انبالے جائینگے یہاں اچھا روزگار
نہیں ہوتا م ہیرا نے کہا ع ہاں جانے چلا ہی تو ہے کھا باپ کی سوں م اتنے میں نہالچند
جمناجی سے بغل میں دھوتی مارے ہوئے آپہنچا خوشحالچند نے ساری حقیقت اُسکے روبرو بیان
کی وہ بولا ع نہ بھائی میں باہر نہ بھیجوں روکھی سوکھی جیسی ملے اپنے کنبے میں بیٹھکر

کھائے بھلا تو وہاں جائیگا ہماری آتما یہاں کلپا کریگی گھر میں تیرے سوا کوئی ایسا نہیں جو چار پیسے کا سودا بھی لا رکھے ہم کس کس کی خوشامد کیا کریں گے لڑکا تجھ بن کیونکر رہیگا ہمارا دباؤ مانتا نہیں کچھ تو ابتر ہے ہی اُور بھی ابتر ہوجائیگا م خوشحالچند نے کہا غ لالہ جی اتو جانے ہی دو سات روپے میں ٹکا دیے جاؤں ہوں اور پانچ روپے مہینے کے مہینے بھیجتا رہونگا م اُسکی جورو ہیرا چپکے سے بولی غ بھلا تجھے مجھ سے تو کچھ محبت نہیں ہے پر اپنے بُڈھے باپ کو چھوڑ کر کہاں جائے ہے م وہ بولا غ عورت کی مت گُدّی پیچھے ہوتی ہے تو نہیں جانتی مدت پیچھے دن پھرے ہیں گھر آئی لچھمی کو لات مارنا اچھا نہیں ہوتا اور اسمیں کیا ہے جو میں وہاں اپنا کچھ سوجھتا نہ دیکھونگا تو پھر چلا آؤنگا

م اسطرح کی باتیں بناکر اُس نے اپنے باپ اور بیوی کو راضی کرلیا اور جب چلنے لگا تو اُسکے باپ نے ایک تھالی میں کچھ لڈو ایک ناریل اور ایک روپیہ رکھکر اول اُسکے ماتھے پر رولی سے ٹیکا لگایا اور پھر روپیہ اور ساری چیزیں اُسکے پلّے میں ڈالکر بولا غ بھگوان تیری کمائی میں برکت کرے اور جلدی تیری صورت دکھادے م یہ کہکر رخصت کیا اور خود بھی تھوڑی دور تک پہنچانے گیا خوشحالچند نے چلتے وقت اپنے لڑکے کے ہاتھ پر ایک ٹکا رکھدیا اور کہا غ بھائی دیکھو لالہ جی کہیں سو کریو اور گلیوں میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا نہ پھریو م جب وہ انبالہ پہنچا تو گماشتہ نے اُسے پلٹن کے راشن* تولنے پر مقرر کیا یہ روز پریٹ پر جاتا اور راشن تول کر چلا آتا کچھ دنوں تک تو ایمانداری سے کام کرتا رہا پھر ایک روز اُس گماشتے کے ایک نوکر نے جو بڑا چالاک تھا خوشحالچند سے کہا غ لالہ جو اسطرح منہ میں سونا‡ ڈالکر بیٹھو گے تو آلیے کمسریٹ میں بھائی یہاں روز

* لشکر کی خوراک روزانہ کو جو کمسریٹ سے دیجاتی ہے انگریزی میں Ration راشن بولتے ہیں ۱۲ ‡ بعض ہندو اپنے دانتوں میں اس خیال سے سونے کی کیلیں جڑواتے ہیں کہ سونا پاک چیز ہے اُسکے منہ میں رکھنے سے ہم سیدھے سُرگ کو چلے جائینگے اور جب مرنے کا یہ وقت ہوا تو اُسکے منہ میں ڈالنے سے اچھا عمل کرنا مراد ہوگئی ۱۲

آدمی کوئیں کی مینڈ پر کھڑا ہے ایک کہار پانی بھر کر اُسکو نہلاتا جاتا ہے اور دوسرا اُسکا بدن
مل رہا ہے خوشحالچند تھوڑی دیر تک تو اُسکی طرف دیکھتا رہا مگر پھر دلمیں کہنے لگا ع
ہونہو یہ تو وہی آدمی ہے جو چار برس پہلے اس محلے میں رہتا تھا اور دوالا نکالکر یہاں سے
بھاگ گیا تھا اب تو اسکے بڑے امیری کے ٹھاٹھ ہیں بھگوان جانے کہانسے دولت
لوٹ لایا ہے م آخر اُس سے پوچھا ع کہو لالہ صاحب کہاں تھے م اُس نے جواب دیا
ع بھائی ہیں انبالے میں کمسریٹ گماشتہ ہوں یہانسے جاکر وہاں نوکر ہو گیا تھا
کہو تمہارے لالہ اچھے ہیں اور تم کیا کرتے ہو م خوشحالچند بولا ع تمہاری مہربانی سے
سب اچھے ہیں ہیں وہی کوڑی پیسوں کا بیوپار کرتا ہوں دو چار آنے روز ہاتھ آجاتے ہیں
پر اس میں کچھ اچھی طرح گزران نہیں ہوتی جو انبالے میں کوئی کام نکلے تو ہمیں بھی یاد رکھنا
م اُسنے کہا ع ہمارے ہاں کئی ڈنڈی دار درکار ہیں جو تمہارا جی چاہے تو ہمارے
ساتھ چلے چلو سات روپے مہینا تمکو ملیگا اور جو اوپر سے ملجائے وہ تمہارا بھاگ م خوشحالچند
بولا ع واہ مہاراج ایسی نوکری کہاں ملے ہے جو ایسا کرو تو جانے سات روپے مہینا
اپنے پاس سے دو دو روپے میں کھاؤنگا اور پانچ روپے مہینے کے مہینے گھر بھیجا کرونگا
بلا سے اگر کچھ فائدہ نہوگا تو بھی اس کُتّے خسی سے تو لاکھ درجے بہتر ہے م گماشتہ نے کہا
ع تو بس تیار ہو جاؤ ہم پرسوں یہانسے جائینگے م خوشحالچند کوئیں پر سے نہا دھو اپنے گھر
آیا اور اس امر کا منتظر رہا کہ کب لالہ جمناجی سے آویں اور اُن سے یہ حال کہوں اُسکی جورو
نے جب دیکھا کہ وہ اُس روز معمول کے موافق بازار نہیں گیا تو کہنے لگی ع آج تو بازار
کیوں نہیں جاتا نکھٹو پھرتا پھرے ہے م وہ بولا ع اب تو ہم انبالے جائینگے یہاں اچھا روزگار
نہیں ہوتا م ہیرا نے کہا ع ہاں جانے چلا ہی تو ہے کھا باپ کی سوں م اتنے میں نہالچند
جمناجی سے بغل میں دھوتی مارے ہوئے آپہنچا خوشحالچند نے ساری حقیقت اُسکے روبرو بیان
کی وہ بولا ع بھائی میں باہر نہ بھیجوں روکھی سوکھی جیسی ملے اپنے کنبے میں جھک کر

کھائیے بھلا تو وہاں جائیگا ہماری آتما یہاں کلپا کریگی گھر میں تیرے سوا کوئی ایسا نہیں
جو چار پیسے کا سودا بھی لا رکھے ہم کس کس کی خوشامد کیا کریں گے لڑکا تجھ بن کیونکر رہیگا
ہمارا دیا ؤ مانتا نہیں کچھ تو ابتر ہے ہی اور بھی ابتر ہو جائیگا م خوشحالچند نے کہا ع لالہ جی
اتو جانے ہی دو سات روپے میں تم دیے جاؤں ہوں اور پانچ روپے مہینے کے
مہینے بھیجتا رہونگا م اُسکی جورو بیرا چپکے سے بولی ع بھلا تجھے مجھ سے تو کچھ محبت
نہیں ہے پر اپنے بڈھے باپ کو چھوڑ کر کہاں جائے ہے م وہ بولا ع عورت کی مت
گُدّی پیچھے ہوتی ہے تو نہیں جانتی مدت پیچھے دن پھرے ہیں گھر آئی لچھمی کو لات مارنا
اچھا نہیں ہوتا اور اسمیں کیا ہے جو میں وہاں اپنا کچھ سو جھیتا نہ دیکھونگا تو پھر چلا آؤنگا*
م اسطرح کی باتیں بنا کر اُس نے اپنے باپ اور بیوی کو راضی کر لیا اور جب چلنے لگا
تو اُسکے باپ نے ایک تھالی میں کچھ لڈّو ایک ناریل اور ایک روپیہ رکھکر اول اُسکے
ماتھے پر رولی سے ٹیکا لگایا اور پھر روپیہ اور ساری چیزیں اُسکے پلّے میں ڈالکر بولا ع
بھگوان تیری کمائی میں برکت کرے اور جلدی تیری صورت دکھا دے م یہ کہکر رخصت
کیا اور خود بھی تھوڑی دور تک پہنچانے گیا خوشحالچند نے چلتے وقت اپنے لڑکے کے
ہاتھ پر ایک ٹکا رکھدیا اور کہا ع بھائی دیکھ جو لالہ جی کہیں سو کریو اور گلیوں میں لڑکوں کے
ساتھ کھیلتا نہ پھریو م جب وہ انبالہ پہنچا تو گماشتہ نے اُسے پلٹن کے راشن[+] تولنے پر
مقرر کیا یہ روز پریٹ پر جاتا اور راشن تول کر چلا آتا کچھ دنوں تک تو ایمانداری سے
کام کرتا رہا پھر ایک روز اُس گماشتے کے ایک نوکر نے جو بڑا چالاک تھا خوشحالچند سے
کہا ع لالہ جو اسطرح منہ میں سونا[+] ڈالکر بیٹھو گے تو آلے کمسریٹ میں بھائی یہاں روز

[+] لشکر کی خوراک روزانہ کو جو کمسریٹ سے دیجاتی ہے انگریزی میں راشن Ration ۱۲
بولتے ہیں ۱۲ [+] بعض ہندو اپنے دانتوں میں اس خیال سے سونے کی کیلیں جڑواتے ہیں کہ سونا پاک
چیز ہے اُسکے منہ میں رکھنے سے ہم سیدھے سُرگ کو چلے جائینگے اور جب مرنے لگتا ہے تو تھوڑا سا
اُسکے منہ میں ڈالتے ہیں سے اچھا عمل کرنا مراد ہو گئی ۱۲

وارے نیارے ہوتے ہیں سات رُوپلڑمی میں کیا ہوتا ہے کیا ننگی نہائیگی کیا نچوڑیگی کیا کھاؤگے اور کیا گھر بھیجوگے م خوشحالچند بولا غ بھائی جو تیاوے سو کریں م نوکرنے کہا غ روز ایک پلٹن کا راشن بانٹنے جاؤ ہو جو ہر ایک چیز میں سے تھوڑا تھوڑا بھی بچاؤ تو دو تین روپے کا مال بچ سکے ہے اُس میں سے دو حصّے لالہ کے سامنے لار کھے ایک حصہ آپ بچا یا لالہ دیکھکر بڑا خوش ہوجائینگے اور اپنا پیٹ بھی اچھی طرح بھریگا م یہ بات سنکر خوشحالچند نے کہا غ بھائی یہ تو جوتیاں کھانیکے کام ہیں جو کسی فرنگی نے پریٹ پر کم تولتے ہوئے دیکھ لیا تو بیتوں کے مارے کھال بھی بدن پر نہیں چھوڑیگا کوئی ایسی بات بتا جس میں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے م نوکرنے کہا غ بس اِس سے اچھی بات کوئی نہیں ہے ہمتے تو تیرے بھلے کی تجھسے کہدی آگے تجھے اختیار ہے تیرا جی چاہے کر تیرا جی چاہے نکر م خوشحالچند یہ بات سنکر چپکا ہو رہا اور دلمیں کہنے لگا غ بات تو اچھی بتائی ہے سچ ہے کمسریٹ میں کون ایسا ہے جو اُوپر سے نہیں کھاتا سب کا یہی حال ہے نہیں تو یہ لالہ اتنے موٹے کیونکر ہوجاتے م دوسرے روز اُس نے نوکر کے کہنے پر عمل کیا اور آٹھ آنے بچائے پھر تو منہہ کو لہو لگ گیا روز پلڑا جھکانے لگا رفتہ رفتہ ٹھیکے والوں سے بھی کچھ ماہوار ٹھہر گیا اُنہوں نے بھی خیال کیا کہ اگر چار پانچ روپے مہینا اسے پہنچتا رہیگا تو یہ ہماری چیزیں پوری تول کر لے لیا کریگا زیادہ نہیں مانگیگا ایسی ایسی بے ایمانیوں سے ایک سال کے بعد اُسکے پاس کھاپی کر دوسو روپے بچے اور کمسریٹ والا صاحب اُسکے کام سے اِسقدر خوش ہوا کہ اُسے

---

۱ رو پلڑمی روپے کی تحقیر کیواسطے ایک لفظ بنا لیا ہے ۱۲ ؎ یہ لفظ انگریزی ہے اور اصلمیں پریڈ Parade ہے اور اسکے معنے یہ ہیں قواعد کے واسطے فوج کا آراستہ ہوکر کھڑا ہونا مگر رفتہ رفتہ اس لفظ کا اطلاق اُس میدان پر بھی ہوگیا جسپر پریڈ ہوا کرتی ہے ۱۲ ؎ یہ مثل اُس مقام پر بولی جاتی ہے جہاں مطلب حاصل ہوجائے اور نقصان ذرا بھی نہو اور اسکے لفظی معنے یہ ہیں کہ سانپ مرجائے اور لاٹھی نہ ٹوٹنے پائے ۱۲

گو داام گھر کا گماشتہ مقرر کر دیا وہاں خوشحالچند نے وہ ہاتھ رنگے کہ دوسرے سال
کے آخر میں چار ہزار روپے کمائے کئی من کھانڈ غائب کر کے کہدیا غ بھیڑیں
کھا گئیں م اور اسیطرح اور بھی بہت سی چیزوں میں فریب کیا +

جب اسکے پاس بہت سا روپیہ ہو گیا تو کئی دفعہ اپنی بیوی اور لڑکے کے واسطے
اچھے اچھے کپڑے اور طرح طرح کے زیور بھیجے برادری میں اُنکی خاطر ہونے لگی بعض آدمیوں
نے چاہا کہ اپنی لڑکیوں کی سگائی دولت رام سے کردیں بہت سے نائی اپنے ججمانوں
کی لڑکیوں کی پتریاں لیکر نہالچند کے پاس آئے مگر دولت رام کی پتری کسی کی پتری سے مطابق
نہوئی ایک دن ایک نائی کسی لڑکی کی پتری لیکر آیا اور نہالچند سے کہنے لگا غ
لو مہاراج آج میں ایک چھوری کی پتری لایا ہوں چھوری کیا ہے گلاب کا پھول ہے
اور تمہارے ہی گھر جوگ ہے پر اسکے ماباپ غریب ہیں م نہالچند نے کہا غ بھائی
اس سے کیا غرض ہے لڑکی اچھی چاہیے کیا سمدھی کے دیلے پوری پڑے ہے
جو لڑکا لڑکی کے بھاگ اچھے ہونگے تو آپ ہی اُنکے پاس دولت آجائے گی ہاں
کوئی یہ نہ کہے کہ کس نیچ گھر کی بیاہ لائے ہیں م نائی بولا غ مہاراج اس بات سے
تو خاطر جمع رکھو خاصے اگروال کی بیٹی ہے م نہالچند نے کہا غ اچھا ... سا جدری
بہت کا چادر جوڑا دیکر
ہم برہمن کو دکھالیں م نائی پتری دیکر چلا گیا اور بیٹی والے ...
کی پتری ایسے گھر دے آیا ہوں بیٹھی راج کرے گی | ۸۱ دے تو اسکو اوڑھ جائیو عزت
سگائی کرنے پر راضی ہے اور پتری بھی جڑ... دھر کی بات چیت ہوتی رہی پھر سب گئے
دکھالیں جو سگائی ہو گئی تو بنیا وہیں ... شروع ہوئی جو عورتیں شادی میں اُنکے گھر
سگائی دس جگہ سے پھر چکی ہے ہم ... درے کا گونا ابھی ابھی کریجو ہو بھی سیانی ہے
جانے ہی ہے جب سے اُسکے ماتا نکل... نگے تو ابھی ہو جائے گا م جب بیاہ ہو چکا اور گونا
...نہ کی تو خوشحالچند نے گونا بھی کر لیا اور پھر

+ اس لفظ کی اصل ملک ملایا کی زبان سے

کہا کہ ابھی تم اس بات سے تو خاطر جمع رکھو جہاں ہیں سگائی کر آیا پھر نہیں سکتی ہم بنیا بولا کہ تو بس ہم بھی دس پانچ روپے سے منہہ نہ موڑینگے ہم ہیرا نے جو اپنے رشتہ داروں میں لڑکی کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی آنکھ میں پھلی ہے اور جب اِس امر کا اُسے یقین ہوگیا تو خوب چمکی اور آگ بگولا ہو کر نہالچند سے کہنے لگی کہ لالہ جی جو ایکے وہ مرا نائی آوے تو اُسکی پتری اُسکے مونڈ مارنا تو تا دھوکے دیتا پھرسے ہے لڑکی تو کانڑی ہے ہم نائی کو تو ادھر کی لوگی ہوئی تھی تھوڑے عرصے کے بعد پھر آیا نہالچند نے اُسے بہت سی گالیاں دیکر کہا کہ تجھے کسنے نائی بنایا ہے جو اسطرح ججمانوں کو دھوکا دیتا پھریگا تو کوئی تجھے اپنی چوکھٹ پر پانو نہ رکھنے دیگا ہم وہ نائی دھتکار کھا اپنا سا منہہ لیکر چلا گیا اور پھر دولت رام کی نسبت سورج پور گانو کے ایک بنیے لچھمی داس کی بیٹی مونگا سے ٹھیری ؛

جب بیاہ کی تاریخ قریب آئی تو نہالچند نے خوشحالچند کو بمضمون کی ایک چٹھی لکھی کہ لڑکے کا بیاہ منگسر میں قرار پایا ہے تمہیں چاہیے کہ رخصت لیکر جلد چلے آؤ اور بیاہ کر جاؤ ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ بیاہ کا سامان کر سکیں اور لڑکا بھی بارہ برس کا ہوگیا ہے نگار رفتہ ر

گا تو کب ہوگا جب یہ چٹھی خوشحالچند کے پاس پہنچی تو اُسے بڑا فکر ہوا اور چار پانچ روپے مہینا

ان سے جاتا ہوں تو کام خراب ہوتا ہے آج تو حاکم مہربان زیادہ نہیں مانگے گا ایسی ایسی مہینا بھر غائب رہنے میں پانسو روپیہ کا نقصان ہے دو سو روپے بچے اور کمسریٹ والا صاحب میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ چار برادری

ہ رو پلڑھی روپے کی تجویز کیواسطے ایک لفظ بنا لیا ہے ۱۲ ؎ یہاں پر حکم گئی کہ کچھ ہی ہو دہلی چلکر لڑکے کا بیاہ اور اسکے معنے یہ ہیں تو اعد کے واسطے فوج کا آراستہ کے پاس گیا جسکے ساتھ آیا تھا اور کہا انہیں میں پہ بھی ہوگیا جسپر یہ پڑھا ہوا کرتی ہے ۱۲ ؎ یہ مثل اُس سو جانے آور نقصان ذرا بھی ہوا اور اسکے لفظی معنے یہ ہیں ایسا رہا کہ تمام عمر آپکو پیس ڈینا ہو گا پائے ۱۲

ایک مہینے کی چھٹی دلوا دو تو بڑی بات ہے اور

اسمیں آپکا بھی نام ہے غرض گماشتے نے اُسے ایک مہینے کی رخصت دلوا دی اور خوشحالچند خوشی خوشی اپنے گھر روانہ ہوا

جب دہلی پہنچا اور اپنے گھر گیا تو اُسکے باپ اور بیوی اور لڑکے نے اُسے بالکل نہ پہچانا کیونکہ اب اُسکی صورت نری کنگالوں کی سی نہیں تھی کہاں وہ میلی سی دھوتی کمری اور ٹوپی اور کہاں چوڑیے کا پاجامہ جس میں پھڑکتا ہوا ریشم کا ازار بند اور مخمل کا انگرکھا اور اُسپر دوشالہ اور سر پر پیچ پگڑی جب اُسنے اپنے باپ کو لالہ جی کہکر پکارا اور اُسکے پانو پر گر پڑا تو لالہ کو معلوم ہوا کہ یہ خوشحالچند ہے آخر اُسے اُٹھا کر گلے لگایا اور نہایت خوش ہوا ہیرا بھی اپنے خاوند کو دیکھکر کھل گئی اور دولت رام سے جو باپ کو دیکھکر شرمایا جاتا تھا کہنے لگی ع جا باپ کے پاس جا م وہ خوشحالچند کی گود میں جا بیٹھا خوشحالچند نے پیار کرکے کہا ع بیٹا ہم تمہارے واسطے بہت سی چیزیں لائے ہیں م پھر رات کو خوشحالچند اپنے باپ سے گماشتے کے سلوک اور اپنے روپے کمانے کی تدبیروں کا بیان کرنے لگا اُسکا باپ بولا ع میں تمسے پہلے ہی کہوں تھا کہ بھگوان کی بانہہ بلند ہے جب وہ دینے پر آویں ہیں تو چھپر پھاڑ کر دیں ہیں اور سو ہی ہوا م جب نہالچند کو باتیں کرتے کرتے نیند آگئی تو ہیرا نے خوشحالچند سے پوچھا ع کہو ہمارے لیے کیا لائے ہو م اُسنے پہلے تو اپنا صندوقچہ کھولکر ایک جوشن کی جوڑی اور ایک چمپاکلی اُسکے حوالہ کی اور پھر گٹھڑی میں سے فیروزی رنگ کا چادر جوڑا دیکر کہا ع جب برادری میں بیاہ کے بلاوے دینے جاوے تو اسکو اوڑھ جائیو عزت کی چیز ہے م آدھی رات تک دونوں اِدھر اُدھر کی بات چیت ہوتی رہی پھر سو گئے دوسرے روز سے بیاہ کی تیاری ہونی شروع ہوئی جو عورتیں شادی میں اُنکے گھر آئیں سب نے ہیرا سے کہا ع بہن چھورے کا گونا بھی ابھی کر لیجو بہو بھی سیانی ہے م اُسنے کہا ع دیکھو جو سمدھی راضی ہونگے تو ابھی ہو جائے گا م جب بیاہ ہو چکا اُنہوں گونا کرنے [illegible] سمدھیوں نے کچھ تکرار نہ کی تو خوشحالچند نے گونا بھی کر لیا اور

رہنے کے واسطے ایک اچھا سا مکان کرائے کو لیا اور اپنے لڑکے کے لکھانے پڑھوانے کی کچھ تدبیر کی ✦

تھوڑے عرصے کے بعد انبالے کو روانہ ہوا وہاں پہنچتے ہی یہ خبر سنی کہ سکھوں نے ستلج پر فساد اُٹھا رکھا ہے اور وہ دریا کے پار اُتر کر سرکاری اونٹ لیجاتے ہیں اکیلے دُکیلے سپاہی کو بھی مار جاتے ہیں خوشحالچند نے اپنے یار آشناؤں اور برادری کے لوگوں میں جو انبالے میں رہتے تھے اس بات کا چرچا کیا وہاں طرح طرح کی باتیں سنیں کوئی کہتا تھا ع بھائی سکھ بگڑے بڑے اب انگریز و لکا پا تو جمنا مشکل ہے م کوئی اسکے جواب میں کہتا ع ارے میاں کیا کہو ہو انگریز بڑے راجا ہیں اُنکے سامنے کون پڑتا ہے کہاں راجا بھوج اور کہاں کانگڑا تیلی پون انکے بس میں جل انکے بس میں آگ اُنکے بس میں اُنہوں نے تو دیوتاؤں کو بھی بس میں کر لیا ہے بھلا اُنسے کوئی کیا لڑیگا ✦

م دو چار روز تک یہ چرچا ہوتا رہا اسکے بعد سکھوں کے مقابلے کو انبالے سے فوج روانہ ہوئی اور خوشحالچند لشکر کی رسد رسانی کو بھیجا گیا جب سکھوں سے مقابلہ شروع ہوا اور دونو طرف سے گولہ چلنے لگا خوشحالچند کو حکم ہوا کہ وہ فوج کو راشن دے یہ سنتے ہی وہ ڈر کے مارے دہل گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا ع اب تک تو خوب پھولی پھولی کھائی تھی پر اب جان ہی پر آبنی ہائے میں کہاں آگیا یہاں سے جان بچا کر جانا بہت مشکل ہے جو ایک گولا آلگا تو ننھی سی جان جھٹ نکل جائیگی سارا روپیہ یوہیں دھرا رہیگا م اس اندیشے میں اُسے بخار چڑھ آیا گھر جانیکے واسطے بہتیرے ہاتھ پاؤں پیٹے مگر کمسریٹ والے صاحب کاہیکو جانے دیتے تھے جب چار پانچ روز گزر گئے اور اُسے توپوں کی آواز سننے کی کچھ عادت بھی ہو گئی تو راشن بانٹنے کیواسطے جانے لگا مگر ایسے وقت میں بھی اُسے اپنے فائدہ کا خیال نہ گیا مردوں کا مال خریدتا رہا اور جہانتک ہو سکا روپیہ جمع کرتا رہا سپاہیوں کا بھی یہ حال تھا کہ دشمن کی چیزیں جو انکے ہاتھ لگتی اونے پونے گماشتے کے ہاتھ بیچ جاتے بلکہ یہانتک نوبت پہنچی کہ

سونے کے تھال پیتل کے بھاؤ بک گئے ✽

لڑائی ختم نہونے پائی تھی کہ خوشحالچند کے پاس پچاس ہزار روپے سے زیادہ ہوگیا مگر لالچ بڑی بلا ہے اِس جان جوکھوں میں بھی روپیہ جمع کرنیکی خواہش دل سے نہ گئی ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ راشن بانٹ رہا تھا اور کمسریٹ والا صاحب بھی اُسکے پاس کھڑا تھا کہ یکایک صاحب کے ایک گولہ آلگا اُسے ڈولی میں ڈال کر ہسپتال میں لیگئے خوشحالچند یہ حال دیکھکر بہت ڈرا اور روتا ہوا صاحب کی ڈولی کیطرف دوڑا گیا وہ اُسے دیکھکر بولا ع جاؤ ول تم کیوں چلا آتا ہے تم راشن کا بندوبست کریگا جو سپاہی کے پاس کھانا نہوگا تو وہ کیونکر لڑیگا م خوشحالچند یہ بات سنکر اُلٹا چلا آیا اور راشن بانٹنے لگا دوسرے روز وہ صاحب مرگیا اور اُسکی جگہہ ایک ایسا افسر مقرر ہوا جو کمسریٹ کے کام سے بالکل واقف نہ تھا اور دفتر کے کاغذوں سے بھی اُسے کچھ اطلاع نہ تھی خوشحالچند یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوا اور ایسے موقع کو غنیمت جانکر دفتر کے بابو سے کہنے لگا ع بابوجی کس نیند سو ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو جو اِس جھگڑے سے چھوٹ جائیں اور تمام عمر گھر بیٹھے ہوئے مزے سے روٹیاں کھائیں دیکھو پھر ایسا وقت ہاتھ نہیں آئیگا ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے م بابو نے جواب دیا ع ہم ایک بات تمکو بولتا ہے خبردار کسی سے نہ کہیگا اور جو تم اِس بات پر راضی ہوگیا تو یاد رکھنا بڑا دولت والا آدمی ہوجائیگا ابکے جو انڈنٹ✝ آوے اُسکو ہم بدل دیگا اور تم سومن چیز دیکر ہزار من کے دام لگانا اسمیں جو ملے آدھا ہمارا آدھا تمہارا صاحب کو اِس بات کا کچھ بھی خبر نہوگا م خوشحال چند تو ایسی بات ڈھونڈھی رہا تھا جھٹ راضی ہوگیا اور بابو نے ایک انڈنٹ کیا کئی انڈنٹ بدل دیئے ✽

اِسطرح بے ایمانی سے ایک لاکھ روپے سے زیادہ خوشحالچند کے ہاتھ آیا اور جب

✝ یہ لفظ اصل میں ہوسپٹل Hospital ہے ۱۲ ✝ انڈنٹ Indant انگریزی لفظ ہے اور اشیائے مطلوبہ کی فہرست پر اسکا اطلاق آتا ہے ۱۲

پنجاب کی لڑائی بالکل ختم ہو گئی تو وہ تین لاکھ روپے بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکر اپنے گھر کو روانہ ہوا وہاں آکر سارا لڑائی کا حال اپنے باپ کے سامنے بیان کیا نہال چند تو گولوں کا ذکر سنکر بہت ڈرا اور خوشحالچند کو نوکری پر جانے سے منع کیا وہ بھی اپنے باپ کے سمجھانے سے نوکری چھوڑ بیٹھا اور ساہوکاری کی دکان کھول ہنڈی پرچے کا کارخانہ پھیلا دیا پھر نہالچند سے کہا کہ لالہ جی اب تم وہ کام کرو جسمیں تمہارا پرلوک سنورے بھگوان کی دیا ہے جو چاہو سو دان پن کرو مندر بنواؤ جو ہمیشہ کو نام چلا جائے نہالچند نے کئی مندر بنوائے اور برہمنوں کو بہت سا کچھ دان دیا جاڑے کے موسم میں ہمیشہ فقیروں کو کمبل بانٹتا کتھا سنتا اور دیا دھرم میں بڑا دل لگاتا۔

خوشحالچند نے اپنے رہنے کے لیے ایک بڑا مکان بنوایا اور اُسکا ایک دروازہ بازار کیطرف اور دوسرا دروازہ گلی کیطرف رکھا بازار کیطرف کے دروازہ میں دونو طرف دو صحنچیاں بنی ہوئی تھیں انمیں نوکر رہتے تھے اُس سے آگے بڑھ کر صحن کی دائیں طرف ایک دالان در دالان تھا اور اُس دالان کے نیچے ایک تہ خانہ ایسا وسیع بنا ہوا تھا کہ گرمی کے موسم میں بہت سے آدمی وہاں آرام سے سو رہتے تھے بائیں طرف ایک اکہرا دالان تھا اُسمیں نہالچند کا پلنگ بچھا رہتا تھا اور صحن میں ایک چمن اور چمن میں ایک فوارہ دار حوض تھا جب جیٹھ بیساکھ میں شدت سے گرمی پڑتی تو یہ لوگ اُس حوض کے کنارے پر بیٹھکر فوارے چھٹواتے اور بڑا لطف اُٹھاتے دروازے کے سامنے دولت رام کے بیٹھنے کا ایک چھوٹا سا دالان بنا ہوا تھا اور اُسکے برابر محل سرا کا دروازہ تھا محل سرا میں بائیں طرف دالان در دالان اور دائیں طرف رسوئی کا مکان تھا جسکے دروازوں میں جالی دار کواڑ لگے ہوئے تھے اور پانی کے برتن بھی سب اُسی میں رہتے تھے دوہرے دالان کی کوٹھریوں میں کھانے پینے کا سامان تھا اور اُسکے اوپر ایک کمرہ بنا ہوا تھا وہاں دولت رام سویا کرتا تھا دیوانخانہ کے دالان کی ایک بغلی کوٹھری میں ایک چوبچہ تھا اُس میں خوشحالچند اپنا روپیہ گاڑا

اور ساس کوٹھری کے باہر اُسکا منیب† اور کئی آدمی اپنا اپنا بستا بچھا کر بیٹھتے تھے اور دروازے پر ایک آدمی ڈھال تلوار باندھے ہوئے ہر وقت موجود رہتا تھا جب یہ مکان بن کر تیار ہوا تھا تو ابھی اُسمیں جا کر بسے بھی نہ تھے کہ نہالچند نے خوشحالچند سے کہا کہ بھائی پہلے مہورت دکھا کر اس مکان کی جٹ† کر ڈالو جب دولت رام کا بیاہ ہوا تھا اُسوقت ہمارے پاس اتنا روپیہ کہاں تھا جو ساری برادری کی دعوت کرتے اب بھگوان نے تمہیں بھاگ لگایا ہے کوئی بات جس کی کرنی چاہیے ہم خوشحالچند نے اُسکے کہنے سے اول مکان میں ہوم† کرایا پھر کھانے پینے کا سامان تیار کرا کر برہمنوں کو جمایا سب برہمن برابر برابر قطار باندھکر ہوئے بیٹھے پھر ایک آدمی نے آکر سب کے سامنے پتلیں کھدیں دوسرا آتے ہی ہر ایک پتل پر چار چار لڈو ڈال گیا اور اسیطرح ہر قسم کا کھانا اُن پتلوں پر رکھا گیا پھر پانی کا ایک ایک کٹورہ ہر ایک کی پتل کے آگے رکھ دیا جب سب سامان آچکا تو برہمنوں نے کھانا شروع کیا اور بعض آدمی اپنی پتلیں اُٹھا کر گھر لیگئے دولت رام یہ حال دیکھکر ایک شخص سے جو اُسکے برابر کھڑا تھا کہنے لگا کہ دیکھو جی برہمن کی جات بھی کتنی لالچی ہوتی ہے اِنہوں نے دیکھا جو یہاں بیٹھکر کھائینگے تو جھوٹ بچ رہیگی یہ لوگ اپنا ہی بھلا چاہتے ہیں یہ نہیں کہ کچھ بیچارے بھنگی کے منہ بھی پڑے اور جو کچھ کہو تو لڑانے لگیں اور کہنے لگیں لالہ نے کیا آج نیا برہم بھوج کیا ہے جو باتیں بنا رہے ہیں ہم جب سب برہمن کھا چکے تو اُن کے ہاتھ دھلائے اور پان کا ایک ایک بیڑا اور دچھنا† کا ایک ایک ٹکا دیکر رخصت کیا اِسکے بعد برادری کے لوگونکی دعوت ہوئی اُن

† منیب عربی لفظ ہے اور اسکے لغوی معنی نائب بنانے والے کے ہیں اور اسیواسطے اس لفظ کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو افسر ہو کر کام [illegible] اور اُسکے آگے کوئی اور نائب ہو اور کوٹھی والے مہاجنوں کے ہاں ایک ایسا شخص مقرر ہوتا ہے جو کوٹھی کا کام اصل مالک اور افسر کے طور پر انجام دیتا ہے اور اُسکے آگے اور آدمی بطور نیابت کے کام کرتے ہیں اسی واسطے یہ شخص بھی منیب کہلاتا ہے اور اکثر ہندو منیم کہتے ہیں وہ منیب ہی کا بگڑا ہوا لغت ہے اور منیم کی اصل منعم قرار دینی بھی تکلف سے خالی نہیں ہے ۱۲ † ہندو لوگ جب کوئی مکان بنواتے ہیں تو پہلے اُسمیں برہمنوں سے پوجا کرواتے ہیں پھر برہمنوں اور برادری کے لوگوں کی دعوت کرکے اُسمیں جا رہتے ہیں اسی رسم کو جٹ کرنا کہتے ہیں اور پرشٹھا بھی بولتے ہیں ۱۲ † وید کے منتر پڑھکر آگ میں گھی ڈالنے کو ہوم کرنا کہتے ہیں ۱۲ † یعنی برہمنوں کے بھوجن نقدی کی قسم سے جو شے برہمنوں کو نذر دیجائے اُسکو دچھنا کہتے ہیں ۱۲

سب کو بھی اسیطرح قطاریں باندھکر بٹھادیا اور پتّلوں میں سب کے آگے کھانا رکھدیا جب
وہ کھانے لگے اُن قطاروں میں سے کوئی یہ پوچھتا ہوا گزر جاتا ع کیوں صاحب
کوئی گرم کچوری لیجئےگا م کوئی یہ کہتا چلا جاتا ع کیوں صاحب حلوا م اِس میں جو کچھ جسے
درکار ہوتا وہ لے لیتا اور جسے کسی چیز کی ضرورت نہوتی وہ چپ ہو رہتا یا انکار
کردیتا اتنے میں خوشحالچند کا منیب لڈو لیکر وہاں آیا اور ہر ایک سے پوچھنے لگا ع
کیوں صاحب ایک لڈو م یہ کہتا جاتا تھا اور مہمانوں کے آگے ایک ایک دو دو لڈو
ڈالتا جاتا تھا جب دوسری قطار میں پہنچا تو کسی شخص نے اپنی پتّل کے اوپر ہاتھ ڈھک کر کہا
ع دیکھو صاحب چار لڈو سے زیادہ مت ڈالنا ناحق مال خراب کرنے سے کیا فائدہ
تم آپ سمجھو ہمارے اور خوشحالچندجی کے مال میں کچھ فرق نہیں ہے م منیب آپ ہی اپنے
دل میں لیا گیا اور اُسکو ناچار چار لڈو دینے پڑے جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو ہاتھ دھو
پان کے بیڑے لے اپنے گھر چلے گئے نوکروں نے اُنکا جھوٹا کھانا اُٹھا کر خاکروب کو
دیدیا جب مکان کی جٹ ہو چکی تو سب کے سب اُسمیں جا رہے اور رہنے سہنے لگے ایک روز
معمول کے موافق خوشحالچند دوپہر کیوقت اپنے باپ اور بیٹے کو لیکر محلسرا میں روٹی کھانے
گیا نہالچند علٰحدہ ایک چوکے میں ہو بیٹھا اور خوشحالچند اور دولت رام دونو دوسرے
چوکے میں بیٹھ گئے مصرانی جو اُنکے ہاں روٹی پکانے پر نوکر تھی اور اُسوقت وہیں
الگ بیٹھی ہوئی کھانا پکا رہی تھی اُسنے ایک تھال میں دال چاول اور روٹی نہالچند کے آگے
رکھدی اور دوسرے تھال میں خوشحالچند اور دولت رام کے سامنے اتنے میں ہیرا ادو
[illegible] لڑکی میں [illegible] تھوڑا سا اچار لائی اور اُنکے آگے رکھکر دروازے پر آ کھڑی ہوئی اور نہالچند
سے کہنے لگی ع لالہ جی تمہارے دولت کی بہو کا پیر+ بھاری ہے سات آٹھ دن پیچھے اُسکی سامری ساد

+ پانوں بھاری ہونا حمل رہنے سے کنایہ ہے ۱۲ اور ساد کے لغوی معنی خواہش کے ہیں اور جب کسی عورت کے حمل کو ساتواں مہینہ ہوتا ہے تو اُسے مختلف کھانوں کی خواہش ہوتی ہے اور اسی سبب سے ہندوؤں اور بعض قوموں میں عورت کے میکے سے اُسکی سسرال میں مٹھائی اور ترکاری آتی ہے اُسیکو ساد کہتے ہیں ۱۲

آوینگی ۔ وہ بولا ۔ یہ تو تو نے بہت اچھی بات سنائی بھگوان کرے چھورا ہو ۔ دولت رام کی بہن خوشحالو جو وہاں کھڑی تھی بولی ۔ ہاں باباجی یہی مناؤ جو میرا بھی بھلا ہو ۔

چند روز بعد جب دولت رام کی بیوی کو ساتواں مہینا لگا تو اُسکے میکے سے مٹھائی اور ترکاری آئی اور برادری میں تقسیم ہو گئی نواں مہینا لگتے ہی ایک دن مونگا بہت بیچین ہوئی یہ حال دیکھکر ہیرا گھبرانے لگی اور بہو کو ایک علٰحدہ کوٹھڑی میں لیجاکر ایک چارپائی پر بٹھادیا اور دائی کو بلاکر کہا ۔ اری جا دیکھ تو آج بہو کا کیا حال ہے ۔ مونگا اپنی تکلیف میں بیقرار تھی دائی بھی اُسکے پاس جا بیٹھی ، اور جسقدر اُسے زیادہ تکلیف ہوتی جاتی تھی اُسیقدر ہیرا مختلف دیوتاؤں کے نام کے پیسے رکھتی جاتی تھی آخر بہت دیر کے بعد لڑکا پیدا ہوا اُسیوقت ایک عورت نے زچہ خانہ کے پاس جاکر تھالی بجائی تاکہ آیندہ لڑکا کسی بھاری آواز سے نہ ڈرا کرے ۔

جب خوشحالچند کو یہ خبر پہنچی تو اُسنے فوراً اپنے باپ کو اطلاع دی منیب اور اَور نوکر چاکر نہالچند کے پاس آکر مبارکباد دینے لگے پھر ایک پنڈت کو جو اُنکے ہمسایہ میں رہتا تھا بلایا نہالچند اور خوشحالچند نے ڈنڈوت کرکے اُسے بہت تعظیم سے بٹھایا پنڈت نے اشیرباد دیکر پوچھا ۔ سری مہاراج یہ تو بتاؤ لڑکا کس سمے ہوا تھا ۔ خوشحالچند نے لڑکے پیدا ہونے کا وقت بتا دیا پنڈت نے ایک چکلے پر کھڑیا سے اُسکا زائچہ بنایا اور ظاہر میں خوب غور کرکے کہا ۔ سری مہاراج یہ لڑکا سب کو بھاگوان ہوا ہے دسویں اُسکا بہت [illegible] پڑا ہے کہ راج میں ساجھا ہے پانچویں گھر میں بیٹھا ہے بدیا ادھک پائے پر اچھسی* بدیا کا جوگ ہے بیوپار میں گھنا لابھ ہوٹی میں ہاتھ ڈا[illegible] پنڈت نے جنم پتری لکھی اور اُس لڑکے کا جنم نام المہری داس [illegible] نے اُسکا نام کروڑی مل مقرر کیا اور نہالچند [illegible] رہیں خوشحالچند نے پنڈت کو [illegible] روپے

* فارسی عربی اور انگریزی اور اَور غیر زبانوں کو ہندو لوگ اچھسی بدیا کہتے ہیں ۱۲

دیئے وہ اشیرباد دیکر چلا گیا رات کے وقت تاروں کے نکلتے ہی دولت رام کی بہن خوشحالو ایک کٹورے میں پانی لیکر زچہ خانہ میں گئی اور اُس پانی سے اپنی بھاوج کی چھاتی دھوئی موہنگا نے اُسے ایک اشرفی دی اور پھر بچہ کو دودھ پلانا شروع کیا اتنے میں ایک عورت نے گوبر کی بہائی[+] بناکر زچہ خانے میں کھڑی ہیرا کا یہ حال تھا کہ خوشی سے پھولی نہ سماتی تھی روز مائنوں کو بلاکر گیت گوائی اور زچہ خانے میں ٹھٹھا چہل رکھتی جب کوئی غیر عورت یا مرد اُسکے گھر آتا تو نظر لگنے کے اندیشے سے اسپند اور رائی اور اَور اسی قسم کی چیزیں جنہیں دھونی کہتے ہیں آگ میں ڈالدیتی ایک یا دو عورتیں ہر وقت زچہ خانے میں موجود رہتیں اور آگ سلگائے رکھتیں بلّی کو اندر نہ جانے دیتیں چھ روز تک زچہ نہائی چھٹے روز دائی صبح ہی آئی اور زچہ اور بچہ دونو کو نہلا کر زچہ خانے کا مکان دُھلوایا اُسی روز بھانڈ دیوانخانے میں آئے اور ناچ گاکر مبارکبادیاں دیں پھر اپنا اپنا انعام لیکر چلے گئے چونے والیوں نے محلسرا میں آکر خوب ناچ رنگ کھائے طرح طرح کے روپ بھرے اُنکی بیہودہ سانگ دیکھکر عورتیں ایسی خوش ہوئیں کہ ہنستے ہنستے ہر ایک کے پیٹ میں بل پڑگئے سب نے بیلوں میں انہیں بہت سے پیسے اور چھلے دیے +

اُسی روز رشتہ داروں اور دوستوں کے ہاں سے تالوا آنا شروع ہوا اول بھیمی داس نے سات روپے نقد اور کُرتا ٹوپی اور کچھ میوہ بھیجا پھر خوشحالو نے بھی اسی قسم کی چیزیں دیں مگر خوشحالچند نے اپنے دلمیں کہا ع کہ یہ بیٹی کا دھن ہے

+ بہائی ایک دیبی کا نام ہے اور ہندو لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ دیبی بچوں کے کان میں کچھ باتیں کہکر کبھی اُنہیں رُلا دیتی ہے اور کبھی ہنسا دیتی ہے اس دیبی کی شکل زچہ خانے میں اسطرح سے بناتے ہیں کہ گوبر کے دو متقاطع خط بناکر اُنکے اوپر کے سرو نپر آنکھوں کی شبیہ کے لیے دو کوڑیاں لگا دیتے ہیں اور اس صورت کے بنانے اور اُسکے پوجنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ دیبی بچوں کے کان میں ہمیشہ خوشی کی باتیں کہتی رہے ۱۲

اگر چپکا ہو رہونگا تو برادری میں ناک کٹیگی ؏ یہ سوچکر جسقدر روپیہ خوشحال نے اپنے
سامان میں صرف کیا تھا اُس سے زیادہ اُسے دیدیا ✦

اُسی روز پہر دن رہے نائی آیا اور زچہ کو اپنا جوتا پنہا کر زچہ خانے سے باہر نکال لایا ✦
جب مونگا باہر آکر بیٹھی تو نائی نے اول اپنا ناخنگیر اُسکے ناخن کو چھوایا اور پھر سورج
کے درشن کرائے اِسکے اِنعام میں اُسے سوا روپیہ نقد اور بہت سا اناج ملا ✦

ساتویں روز خوشحالچند نے لچھمی داس سے کہلا بھیجا ؏ تم اپنے گانو میں کوئی ایسی
دھائے* تلاش کرو جو لڑکے کو اچھی طرح پالے ؏ یہ سنتے ہی اُس نے ایک جاٹنی مینا نامی
کو جو اُنکے ہمسائے میں رہتی تھی بُلایا اور اُس سے کہا ؏ چھوری کے چھورا ہوا ہے
اُسکے دادا کی یہ مرضی ہے کہ اُسکو کسی دھائے کے ہاں دیدیں اب تجھ سے اچھی
دھائے کون ملیگی ؏ وہ بولی ؏ جی میں پہلے اپنے گھر پوچھ آؤں پیچھے کہدونگی ؏
یہ کہکر گھر چلی گئی اور اپنے خاوند تیج رام سے کہا ؏ تیرا پڑوسی کہے ہے ہماری چھوری
کے چھورا ہوا ہے سو تو اُسکو لے لے اُسکا دادا اُسکو ہمارے گانویں پلوانا چاہے ہے
بتا اسمیں تیری کیا مت ہے ؏ وہ بولا ؏ لے لے کیا ڈر ہے ساہوکار کا چھورا ہے
جب وہ اُسکو چھٹاویگا تو گھنے روپے دیگا ؏ جاٹنی اپنے خاوند کا یہ کلام سنکر پھر
لچھمی داس کے مکان پر آئی اور اُس سے کہا ؏ اچھا جی میں چھوری کو لے لونگی
تمہارا کہنا تھوڑے ہی ٹالوں ہوں ؏ لچھمی داس بولا ؏ تو جا آج ہی ہمارے آدمی کے
ساتھ دلی چلی جا ؏ جاٹنی جھٹ راضی ہوگئی اور لچھمی داس نے اُسے ایک آدمی کے
ساتھ کردیا اور چلتے وقت اُس سے کہدیا ؏ لالہ صاحب سے ہماری رام رام کہیو
اور کہیو جاٹنی گھر ہی کی ہے اسکے کئی بالک ہو چکے ہیں اور بھگوان کی کرپا سے جیویں
ہیں چھورے کو اسے دیدو کچھ ڈرمت کرو جیسا وہ اسکے ہاں رہنا ویسا ہماری ہاں رہنا

* دایہ ۱۲

م جب جاٹنی دہلی پہنچ گئی تو ہیرا نے لڑکے کو اُسکے حوالے کر دیا وہ اُسے گود میں لیتے ہی بولی غ چھوڑا تو اپنے باپ ہی کو گیا ہے پر جاٹنی کے دودھ کو بھی دیکھنا اُس سے ٹھاڑا ہوگا ٭

م مینا ایک روز تو وہاں رہی دوسرے روز لڑکے کو اپنے کھارے میں لیکر چلنے کو تیار ہوگئی ہیرا نے اُسکے اوڑھنے بچھانے کو لحاف توشک اور کھانے کو کھچڑی گھی اور زیرہ اور دس روپے نقد دیے اور چلتے وقت یہ بھی کہدیا غ دیکھ ہمارے چھورے کو ایسا رکھیو جیسے اپنے چھورے کو رکھے ہے میں بھی تجھے خوش کر دونگی م مینا بولی غ تو اسبات سے چوکس رہ تیرا بالک میری جان کے برابر ہے پہلے تیرا پیچھے ہیرا م یہ کہکر کھارے کو اپنے سر پر رکھا اور گانو کا رستہ لیا خوشحال چند نے ایک آدمی اُسکے ساتھ کر دیا کہ اُسے گانو تک پہنچا دے اور اسباب بھی لیجائے ٭

مینا اُس آدمی کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی اپنے گانو کو چلی گئی رستے کی تھکی ہوئی تھی جاتے ہی ایک چارپائی بچھا کر پڑرہی اور وہ آدمی جو اُسکے ساتھ آیا تھا اُسکے گھر کا ڈھنگ دیکھنے لگا پہلے وہ اُسکے گھر کے دروازے میں گھسا وہاں جاکر کیا دیکھتا ہو کہ دروازے کے آگے ایک بہت لمبی دہلیز ہے اور اُسمیں ایک ماچا بچھا ہوا ہے اور ایک دو آدمی اُسپر بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے ہیں دہلیز کے آگے ایک صحن ہے جسکے تینوں طرف لمبے لمبے دالان تختے اور مٹی سے پٹے ہوئے ہیں سامنے کے دالان میں جاٹنی رہتی ہے اور وہیں اپنا کھانا پکاتی ہے اور دائیں دالان میں بیل گائیں بھینسیں بندھی ہوئی ہیں اور بائیں میں چمڑے کا چرس لاؤ کی رسی ہل اور اسی قسم کی چیزیں ہیں اور وہیں ایک طرف بہت بڑے بڑے اور اونچے اونچے مٹی کے برتن بھی رکھے ہوئے ہیں ان برتنوں کو دیکھکر اُسے بہت تعجب ہوا اور ایک نئی چیز جانکر

کھارا سرکی کی تیلیوں کا ایک چوکھونٹا ٹوکرا ہوتا ہے ۱۲

مینا سے کہا غ اری یہ کیا ہے م وہ بولی غ واہ اسکو بھی نہیں جانتے بارہ برس
دلی میں رہا کیا بھاڑ جھوکا یہ اناج کی کوٹھیاں ہیں م وہ بولا غ واہ خوب اناج کی
کوٹھیاں بنائیں میں سمجھا بڑی بڑی انگیٹھیاں ہونگی اور جانے ایسی کیا اندھیرے ہونگی
م وہ آدمی اُسکے مکان کا یہ حال دیکھکر کہنے لگا غ ہے رامجی لالہ نے اپنا اچھا
مکان چھوڑکر لڑکے کو یہاں کیوں بھیجا ہے جو ایسا ہی پلوانا تھا تو جاٹنی کو بھی اپنے
ہی گھر رکھ لیا ہوتا م اسی خیال میں اسکی آنکھ لگ گئی صبح ہوتے ہی دہلی کو روانہ ہوا
ادھر مینا اور اُسکے خاوند کا حال سنو کہ جب چار گھڑی رات باقی رہی تو مینا
چارپائی سے اٹھکر چکی پیسنے لگی گھڑی بھر کے بعد اُسکا خاوند بھی اُٹھا اور اُس نے
پہلے چلم بھر کر حقہ پیا پھر کُٹی کاٹی اور جب سورج نکل آیا تو بیلوں کو لیکر جنگل چلا گیا اتنے
میں مینا بھی چکی پیس چکی اور مٹھلیا سر پر رکھکر کوئیں پر سے پانی بھر لائی اسکے بعد گوبر
اٹھا کیا اور اُپلے تھاپ کر دھوپ میں رکھدیے پھر دودھ بلویا اس عرصہ میں لڑکا بھی
جاگ اُٹھا مینا نے اُسے دودھ پلا کر ایک چارپائی پر لٹا دیا اور اپنی لڑکی کو جو چھ برس کی
تھی اُسکے پاس بٹھا دیا پھر آپ چھاچھ اور دلیا لیکر اپنے خاوند کے پاس کھیت پر گئی وہ
ہل جوت رہا تھا دلیا کھا چھاچھ پی پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا مینا نے اپنے گھر
آکر دوپہر تک لڑکے کو کھلایا اور کچھ گھر کا بھی کام کیا جب دوپہر ہوئی تو روٹی پکائی
اور پہلے آپ کھائی پھر ایک ٹوکری میں بھُس بھرا اور اُسکے اوپر روٹی رکھکر تیجرام کے
پاس کھیت میں لیگئی اُسنے ٹوکری میں سے روٹی نکالکر بھُس بیلوں کے آگے
ڈالدیا اور آپ ایک درخت کے تلے بیٹھکر روٹی کھائی پھر حقہ پیکر تھوڑی دیر تک اپنی
بیوی سے باتیں کرتا رہا جب مینا وہاں سے چلی گئی تو وہ اپنی چادر تانکر اُسی درخت
کے نیچے سو رہا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکر ہل جوتنے لگا مینا نے کھیت سے
آکر لڑکے کو گود میں لے لیا اور اپنے ہمسائے میں کسی جگہ جا بیٹھی [illegible]

جاٹنیاں ایک گھر کی دہلیز میں بیٹھی ہوئی چرخے کات رہی تھیں یہ بھی چرخہ کاتنے لگی
اتنے میں ایک جاٹنی نے بینا سے کہا غ بینا اب تو تو بڑی دولت والی ہوجائیگی
ساہوکار کا چھورا لائی ہے م وہ بولی غ جی جی کتنے دولت والی ہوجاؤنگی رام کے
دیئے پوری پڑرہے ہے اُسکے ما باپ تو نہیں ہیں کہیں کچھ دیس کچھ اُنکی بات کی کے
پرتیت ہے جو میرے لینے کا کچھ روپیہ دیدیں تو چھوری کا بیاہ اچھی طرح ہوجائے سمدھی
آویں دو سبر دلیا کھا جاویں م اس گفتگو میں چھ گھڑی دن رہے تک وہاں بیٹھی ہوئی چرخہ
کاتتی رہی پھر وہاں سے اپنے گھر میں آکر دھوپ میں سے سوکھے سوکھے اُپلے چنے اِسکی
بعد جانوروں کا نیار تیار کر کے ہر ایک کے تھان پر ڈالدیا اِتنے میں تیجرام جنگل سے بیلوں کو
ہانکتا ہوا آیا بینا نے اُٹھکر اُنہیں باندھ دیا اور تیجرام گائیں بھینسوں کا دودھ دوہنے لگا
جب دودھ دوہ چکا تو حقہ بھر کے چوپار میں چلا گیا وہاں اَور بھی بہت سے جاٹ اور کچھ منشر
بیٹھے تھے اِسنے جاتے ہی پہلے حقہ ایک بڈھے جاٹ کو دیا اور کہا غ لے تاؤ دم لگا م
اُسنے دم لگا کر دوسرے کو دیدیا دوسرے نے تیسرے کے حوالے کیا اور اسطرح حقہ کا دور
جاری ہا سب جاٹ حقہ پیتے جاتے تھے اور ٹلیں ہانکتے جاتے تھے اُنمیں سے ایک بولا

غزل — م ترجمہ اور مطلب

حقہ ہر کا لاڈلا سب کا رکھے مان + { حقہ خدا کا عزیز ہے سب کو راضی رکھتا ہے اور بھری ہوئی
بھری سبھا بیں یوں پھرے گوپیوں میں کان + { مجلس میں اسطرح پھرتا ہے جیسے گوپیوں میں کنہیا پھرا کرتا تھا

م دوسرا کہنے لگا غ بھئی پرتھی سنگھ ہماری بیل تو بار گئی اب اَور بیل کہیں سے ملجائیں
تو مول لیں م ایک اَور بولا غ بیل تو ہمارے بھی ڈھانڈے ہو گئے ہیں پر کیا کریں
ساہوکار کے روپے دینے ہیں جو اُس سے پیچھا چھٹے تو کچھ ڈول کریں وہ جب

+ یعنی کیا ۱۲ + اکثر ہندو لوگ اپنے ہمسایوں میں سے اُن آدمیوں کو جو اُنکے باپ سے چھوٹے ہوتے
ہیں چچا کہکر پکارتے ہیں اور بڑوں کو تاؤ ۱۲ + یعنی دیسے ۱۲

آوے ہے تو ایسا آوے ہے جیسے فرنگی کا پیادہ م ایک نے کہا غ بھائیوں منسکھ کا
مقدمہ تو ہو چکا نمبرداری اُسیکے گھر رہی پر تحصیلدار کا بھی اُس نے کچا بھر دیا پانسو روپے
پہلے اُسکو پہنچا دیے جب یہ کام بنا م اتنے میں ایک مشر جی بولے غ بھئی چودھری
لچھمی نے بڑے بن بکیے ہیں دنیا ہے اور روپیہ روپے کی خاطر آدمی گدھے کو
باپ بناوے ہے م وہ اس قسم کی باتیں کر ہی رہے تھے کہ ساہوکار بھی وہاں
آپہنچا اور جاٹ سے کہنے لگا غ کیوں بھئی چودھری ہمارے روپے کبتک دیگا
اب تو بہت دن ہو گئے م جاٹ بولا غ لالہ جی فصل پر دینگے م ساہوکار نے کہا غ
جانے کونسی فصل پر دیگا فصلیں تو کئی ہو چکیں روز روز کے پھرانے سے کیا فائدہ بھلا
جب نالش کر کے تیرے ڈھور ڈنگر نیلام کرا دونگا تو اچھا ہوگا بھلمنسائی کا زمانہ
ہی نہیں رہا جبتک آدمی جوتے کے نیچے ہے تب ہی تک ٹھیک ہے م اس گفتگو سے
جاٹ غصے میں بھر آیا اور کہنے لگا غ جا نیلام کرالیجو جا تیرے ہی گھر تو راج آیا ہے
اور نہیں اُڑد کے آٹے کیطرح اینٹھا ہی جائے ہے م نمبردار نے اُن دونوں میں ملاپ کرا دیا
اور ساہوکار سے کہا غ لالہ زمیندار کی جات اوت تو ہو ہی اسکے ڈھور ڈنگر کے نیلام کرانیکی کیا بات
چیت اور جو لالہ وہی نیلام ہو گئے تو ہمیں تمہیں کون پوچھے یہ تو دولہا کے ساتھ برات ہے م
جاٹ نے یہ بات سنکر نمبردار سے کہا غ تاؤ تیرے بچے جیتے رہیں تو نے انصاف کی بات کہی +
م تھوڑی دیر کے بعد تیجرام اپنے گھر چلا آیا اُسکی بیوی نے روٹی پکا ہی رکھی تھی جھٹ
آتے ہی کھالی پھر حقہ بھر کے ماچے پر بیٹھگیا اور لڑکے کو کھلانے لگا اتنے میں
مینا نے بھی روٹی کھائی اور کھانے سے فارغ ہو کر دودھ کو آگ پر رکھدیا اور جب
وہ خوب گرم ہو گیا تو جامن ڈالکر اُسے جما دیا پھر سب سو گئے +

اب خوشحالچند کے گھر کا حال سنیے جب دھائے لڑکے کو لیکر وہاں سے چلی گئی
تو سوتگا چھٹنے سے دسویں دن نہائی اور سارا مکان دھلوایا خوشحالچند نے

مٹی کے برتن جن میں پانی رہتا تھا سب کے سب بدلوائے سالگرام جی اور سری کرشن جی
کی مورتوں کی پوجا جو پہلے دس دن تک کسی اَور کو بلا کر کرا لیا کرتا تھا اب آپ کرنے لگا برادری
کے لوگ پھر اُنکے ہاں کھانے پینے لگے اور حقّے میں شریک ہو گئے ✦

دس دس روز کے بعد تین نہان اَور ہوئے اور چلّے کے نہان کے بعد مونگا کو گنگا جل
گؤ موتر اور اَور کئی چیزیں ملا کر پلائیں کیونکہ ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ چیزیں جچہ کو بالکل
پاک کر دیتی ہیں تب تو مونگا گھر کے برتنوں کو ہاتھ لگانے لگی اور روٹی پکانے کے لائق بھی ہو گئی
نہان کے دس پندرہ روز بعد ہیرا نے خوشحالچند سے کہا غ بہو کو اپنے باپ کے ہاں
پیر پھیرنے جانا ہے پنڈت کو بلا کر مہورت پوچھ لے اور گانو میں کہلا بھیج دھائے
چھورے کو لیکر چلی آوے م خوشحالچند بولا غ اُسکو کیوں بلاؤ ہو وہاں تو جانا ہی
ہے م وہ بولی غ میں اپنے گھر سے بہو کو خالی گو دکیوں بھیجوں م خوشحالچند یہ
بات سُنکر چپکا ہو رہا اور جھٹ پنڈت کو بلا کر مہورت دریافت کیا اور حلوائیوں سے
مٹھائی بنوائی چلنے کے دن سے دو روز پہلے لڑکے کو دھائے کے ہاں سے
بلوا لیا اور مونگا اُسکو ساتھ لیکر اپنے باپ کے گھر گئی اور بہت سی مٹھائی اور کھانڈ کی
ایک چھوٹی سی چوکھٹ اور ایک کٹورے میں گھی کا چراغ روشن کر کے اپنے ساتھ
لیتی گئی وہاں پہنچتے ہی پہلے اُسنے اپنے بھائیوں کو بلا کر رولی سے ٹیکا لگایا
اور انہیں ایک ایک روپیہ اور ایک ایک ناریل دیا اُنہوں نے ناریل تو لے لئے اور روپے
پھیر دیے پھر مونگا نے کھانا کھا کر اپنی سسرال جانے کا ارادہ کیا اسکے باپ نے
لڑکے کے کپڑے اور زیور اور خاوند اور ساس سسرے اور دَدیا سسرے
کے جوڑے اور جسقدر مٹھائی وہ لائی تھی اُس سے دوچند اُسکے ساتھ کر دی مونگا
سب چیزیں اپنی سسرال میں لائی اور مٹھائی برادری میں تقسیم کی ✦

اسکے بعد اُسے اپنے میکے میں جانے کی کچھ روک ٹوک نہ رہی جب جی چاہتا وہاں چلی جاتی

اور نیچے سے مل آتی خوشحالچند اور دولت رام بھی کبھی اکیلے اور کبھی ہولنگا کے ساتھ اُسکے دیکھنے کو چلے جاتے دولت رام سب کے سامنے بچے کو گود میں لینا اپنی بیوقوفی جانتا اور اُسے اپنے باپ اور دادا کے روبرو ہرگز پیار نکرتا ہاں جب جاٹنی اکیلی اُسکے پاس ہوتی تو وہ لڑکے کو اُٹھا کر کھلاتا اور ایسے وقت میں کبھی کبھی مینا اُس سے کہتی ع لالہ اِسکے بیاہ میں تجھ سے گھنے روپے لونگی ٭

اسیطرح

م اسیطرح وہ لڑکا مدت تک گانو میں پرورش پاتا رہا اور جاٹنی کا دودھ پی پی کر موٹا ہوتا رہا جب کبھی دہلی میں کوئی تیوہار ہوتا تو مینا اُسکو لیکر وہاں چلی آتی اور اپنی تیوہاری لیکر پھر اپنے گانو کو چلی جاتی اُس لڑکے کو مینا سے اسقدر محبت ہوگئی کہ ایکدم اُس سے جدا ہونا چاہتا تھا ہرچند نہالچند اور خوشحالچند اُسے لالچ دیکر اپنے پاس بلاتے مگر وہ ہرگز نہ آتا اور مینا اور تیجرام ہی کو اپنا ماں باپ سمجھتا جب کچھ بڑا ہوا تو اُدھر لڑکوں کے ساتھ گانو کی گلیوں میں پھرنے لگا جاٹوں کے سے طور دکھانے لگا کبھی تیجرام کے ساتھ گائیں بیلوں کو ٹسکاری دیتا ہوا کھیت پر چلا جاتا اور وہاں جا کر بیج اور دانے اس طرح زمین پر ڈالتا کہ گویا وہ جاٹ ہی کا تخم ہے کبھی کھیلتے وقت زمین میں ایک گڑھا کھود کر اُسے کنواں مقرر کرتا اور اُس میں پانی بھر کر ایک مٹی کی کلیا سے چرس کے طور پر پانی کھینچتا اور یہ کہتا جاتا ع میرا بابا لائیو رے رام منائیو رے ترجمہ یعنی میرے بوجھ کو لا اور رام سے اس کام میں مدد مانگ م ایک دفعہ دولترام گانو ہی میں تھا کہ وہیں پھاگن کا مہینا آگیا اُسنے ہولی کرنے کے لئے اپنے گھر آنیکا ارادہ کیا تیجرام بولا ع لالہ تو نے شہر کی ہولیاں تو بہت دیکھی ہیں پر اب کے یہاں کی بھی ہولی دیکھ م اُسکے سمجھانے سے دولت رام گانو ہی میں رہ گیا جب ہولی میں تھوڑے سے دن باقی رہے اور چاندنی راتیں شروع ہو گئیں تو اُسنے دیکھا کہ ہر شب پانچ گھڑی رات گئے عورتیں اپنے گھر کے کام دھندے سے فارغ ہو کر

گانو کی گلیوں میں جمع ہو جاتیں اور ناچ گا کر اپنا دل خوش کرتیں مرد بھی ایک طرف اکٹھے ہو کر دف بجاتے اور خوب اچھلتے کودتے رفتہ رفتہ یہ نوبت ہوئی کہ مرد ایک طرف کھڑے ہو جاتے اور عورتیں دوسری طرف اور دونو فریق اپنے بیچ میں ایک لکیر کھینچ لیتے مردوں کیطرف سے دو آدمی ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے عورتوں کی طرف جاتے اور گیت گاتے ہوئے وہاں سے اُلٹے بھاگتے ایک عورت ہاتھ میں لاٹھی لیے اُنکے پیچھے دوڑتی اگر دونو مرد اُسکے آتے آتے لکیر کے پرے نکل جاتے اور لاٹھی سے بچ جاتے تو اُنکی ہنسی نہ اُڑتی اور جو وہ عورت لکیر تک پہنچتے پہنچتے اُنہیں لاٹھی چھوا دیتی تو خوب ہی اُسکی خاک اُڑتی ساری عورتیں اپنے گانو کے مردوں سے تو ہنسی چہل کرتی ہی تھیں مگر اجنبی مرد سے بھی نہ چوکتی تھیں جب کوئی غیر آدمی اُنکے سامنے سے گزرتا تو وہ اُسے پکڑ کر خوب گت کرتیں اور اُسکے کپڑوں پر کیچڑ گوبر اور اَور جو کچھ ہاتھ لگ جاتا ڈال دیتیں اور منہہ پر سیاہی مل دیتیں علاوہ اسکے عورتیں اور مرد سب کے سب طرح طرح کے سانگ بھرتے بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں کرتے جاٹوں کی لڑکیاں اور لڑکے ہولی کے دن کے لیے گوبر کی ٹکیاں ڈھالیں اور تلواریں بنا کر دھوپ میں سکھا دیتے اور ایک موٹے سے ڈورے میں پرو کر ہار بنا کر رکھ چھوڑتے جب ہولی کا دن آیا تو اُس گانو کے جاٹوں نے کانٹوں کی باڑ ایک جگہہ لگا دی اور سب کے سب وہاں آکر جمع ہوئے ایک مشر وہاں پہلے سے کھڑا ہوا تھا جاٹوں نے اُس سے پوچھا غ دادا ہولی کس وقت کی ہے م وہ بولا غ چودھری شام ہی کی ہے م یہ کہکر اُس نے باڑ میں آگ لگا دی اور شعلے کا رخ دیکھتا رہا پھر یکایک بول اُٹھا غ بھئی چودھریو لو پورب کو چلی ہے راجا پرجا دونو سکھی رہینگے م ایک جاٹ یہ سنکر بولا غ دادا جو سیدھی آسمان کو جاتی تو کیا ہوتا م مشر نے کہا غ جتا اکا [illegible] ہوتا م ایک اَور جاٹ نے کہا غ بھئی ہمیں تو مشر کی [illegible]

بسا اچھا ہو م اِس میں تیجرام نے کہا غ پورب کی کیا بُری ہے دکھن کی نہیں چاہیے جو کال پڑے ہی
م جب اُس آگ میں سے اچھی طرح شعلے نکلنے لگے تو سب نے اُسپر رولی چڑھاکر پوجا کی
اور اُسکے چاروں طرف پھرے لڑکوں اور لڑکیوں نے گوبر کے ہار جو پہلے سے تیار کر رکھے
تھے اُس میں ڈال دیے جاٹوں نے آگ کی پرکرما کرکے گیہوں کی کچھ بالیں اپنے اپنے
ہاتھوں میں لیکر اُسی آگ پر بھونیں اور ہر ایک نے اُس مشر کو ہولی کے بجاپے میں
کچھ آٹا دیا جب ہولی پھنک چکی تو ایک جاٹ نے اُس مشر سے کہا غ دادا تو ہر روز ہمیں
ٹھگے ہے یہ تو بتا ہولی ماتا کیا ہوئے ہیں م مشر بولا ع ارے مورکھ تجھے خبر نہیں
بھائی ایک راچھس تھا ہرناکس اُسکا پوت پرلاد سدا رام رام جپا کرے تھا پر باپ یہ چاہے
تھا کہ وہ رام کا نام نہ لیا کرے اور اُسنے اپنی ساری نگری میں یہ ڈھنڈورا پھیر دیا
تھا کہ جو کوئی رام کا نام لے گا اُسپر بہت سا ڈنڈ ڈالا جائیگا تو جلنے ہی سے ٹھاڑیکا
راج سر پر سب مان گئے پر اُسکے پوت نے جو رام کا بھگت تھا نہ مانا پھر تو اُس راچھس کو
کرودھ آیا اور من میں بچارا جو یہ کسی طرح مر جائے تو اچھا ہے پہلے تو اسے ایک
پہاڑ پر سے نیچے ڈال دیا پر وہ نہ مرا پھر اَور کئی اُپائے کیے پر کچھ نہ ہوا نِدان اُسکی
بہن ہولی بولی لاؤ میں اسکو آگ میں لیکر بیٹھ جاؤں میں تو بجر کی ہوں یہ جل جائیگا میں
نہیں جلنے کی پر بھئی رام کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ تو جل گئی اور رام نے پرلاد کو بچا لیا
تب سے لوگ ہولی پوجتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کی رچھا کرے بھائی یہ ہولی ماتا کی
کتھا ہے م ہولی پوجنے کے بعد پھر سب کے سب ناچ گانے میں مشغول ہو گئے اور دف
بجا کر اُچھلنے کودنے لگے جب ہولی پھک چکی اور آگ میں سے شعلے اُٹھنے بند ہو گئے
تو ایک شخص جلتا ہوا اُپلا اپنے ہاتھ میں لیکر کسی کوئیں کیطرف دوڑا گیا اور ایک سانس میں
وہاں ڈال کر اُلٹا چلا آیا اور آتے جاتے کہیں دم نہ لیا اور اِس عمل سے اُسکا مقصد
یہ تھا کہ جس طرح یہ جلتا ہوا اُپلا ٹھنڈا ہوا ہے اسیطرح ہم بھی ٹھنڈے رہیں بعض

آدمیوں نے اُن ہاروں کی راکھ جو لڑکوں نے ہولی پر چڑھائے تھے تبرک سمجھکر اس
غرض سے اپنے پاس رکھ چھوڑی کہ جب کسی کے سر میں درد ہو تو وہ اُسکے ماتھے پر
لگا دیں اور جو بالیں جاٹوں نے ہولی کی آگ پر بھونی تھیں اُنکے دانے ہر ایک شخص نے
اناج کی کوٹھی میں ڈال دیے کہ کسیطرح اُسکی کمی نہو دوسرے روز صبح ہوتے ہی گانو میں
بڑا غل شور مچا کوئی جاٹ اپنے کھیت پر نہ گیا مد دتو رنگ کے بھرے ہوئے لوٹے
لیکر گلیوں میں پھرنے لگے اور جو ملا اُسکے اوپر رنگ ڈالا اور ہر ایک سے خوب گالی
گلوچ کی عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر ہو بیٹھیں اور جو شخص اُنکے مکان کے نیچے
ہو کر گزرا اُسپر رنگ ڈال دیا بلکہ کیچڑ اور گوبر بھی خوب پھینکا دولت رام کی جو کمبخت شامت
آئی یہ بھی تماشا دیکھنے کو باہر نکل آیا اور گلیوں میں پھرنے لگا جاٹنیوں نے وقت
پاکر اُسے آگھیرا اور خوب گھونسے مارے ہر چند لوگ پکارا کیے ع یہ تو یہاں کا جمائی
ہے م مگر اُنہوں نے ایک نہ سنی اور جبتک اُس نے ایک گڑ کی بھیلی دینے کا
اقرار نہ کیا تب تک اُسے نہ چھوڑا دولت رام اُس روز اتنا پٹا کہ اُسے چھٹی کا دودھ
یاد آگیا اور آیندہ کے واسطے قسم کھائی کہ اب کبھی گانو کی ہولی دیکھنے نہیں آنیکا
اُسکا سسر لچھمی داس اُس سے کہنے لگا ع لالہ صاحب آج آپ نکل کر کیوں گئے
سکا رام جانے آج کے دن تو یہ جاٹ گڑ کے مارے بلبولنکا بھس اُدھیڑ دیں ہیں تم شہر کے
لالہ چھپا تاک بھر کھانا کھاؤ اور یہ جنگل کی رہنے والیاں روز ڈھائی من بوجھ سر پر اُٹھا کر کوس بھر
لیجائیں اور کوس بھر لے آویں کہاں تم کہاں یہ بھلا لالہ کیوں چوٹ کھائی م دولت رام
کی اُس روز ایسی گت نہوئی تھی کہ وہ دوسرے روز اُس گانو میں رہنے کا نام لیتا
صبح ہوتے ہی شہر کو روانہ ہوا اور وہاں آکر سارا حال اپنے باپ کے روبرو بیان کیا
وہ بولا ع میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ جاٹ کی جات اکھڑ ہوتی ہے ایسا نہو کہیں یہ لوگ تجھے
ستاویں سو ہی ہوا اور تیرے سسرے بھی خوب آدمی ہیں اُنہوں نے نہ بچایا م دولت رام نے

کہا غ واہ اُنکو اپنی ہی جان کی پڑ رہی تھی مجھکو کیا بچاتے ۔

م دولت رام کو گانو سے آئے ہوئے پندرہ روز بھی نہ گزرے تھے کہ نہال چند کو شدت سے بخار آیا ایک روز تو بالکل بے ہوش پڑا رہا دوسرے روز جب آنکھ کھولی تو بولا غ خوشحالچند ہمارا انت آن پہنچا ہے جو دولت کے لڑکے کو بلالے تو ایک نظر دیکھ لیں پھر چلا چلی کا معاملہ ہے م خوشحالچند نے فوراً ایک آدمی گانو کو روانہ کیا اور لڑکے کو جانکی اور جاٹ سمیت بلوا بھیجا مگر لڑکا ابھی آنے بھی نہ پایا تھا کہ نہالچند کا حال بگڑ گیا یہ دیکھتے ہی خوشحالچند نے ایک پنڈت کو بلایا اور اُسسے نہالچند کے بستر کے برابر ایک چوکی پر بٹھایا اور بھاگوت گیتا کا پاٹ کرایا اِس عرصے میں ہیرا بھی کئی دفعہ وہاں آئی اور اُسکو بیہوش دیکھکر کہہ گئی غ اب یہ چلن ہار ہیں جو کچھ بنے اُنسے پن کراؤ م خوشحالچند بھی سمجھ گیا کہ اب اِنکا بچنا مشکل ہے اور اِسی خیال سے جب کبھی نہالچند آنکھ کھولتا اور ہوش میں آتا تو وہ کچھ نہ کچھ چیز خواہ گائے خواہ مٹھائی خواہ نقد روپیہ اُس سے پن کرا دیتا تھوڑی سی دیر میں نہالچند کا حال اور بھی بگڑ گیا اور خوشحالچند نے اُسے کھانا پانی دینا چھوڑ دیا کبھی کبھی گنگا جل اُسکے منھہ میں ٹپکا دیتا اور کچھ نہ دیتا شام کے وقت اُسنے اپنے منیب سے کہا غ لالہ جی کے بچنے کی آس نہیں ہے جہاں تک ہو سکے اِنکا بمان جلد بنوانا چاہیئے بلکہ رات بھر میں تیار ہو جائے تو بہتر ہے سویرے اُٹھ جائیں تو بگڑ جائیں م منیب بمان کے بنوانے میں مصروف ہوا اور خوشحالچند اور دولت رام تمام رات نہالچند کے پاس بیٹھے رہے پہر رات باقی تھی کہ یکایک نہالچند کو ہچکی آئی خوشحالچند فوراً اُٹھا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر نبض دیکھنے لگا جب نبض کا کچھ پتا نہ ملا تو وہیں تھوڑی سی زمین لپوا کر اُسپر تل اور کشا بچھا دی اور نہالچند کو چارپائی سے اُتار کر وہاں لٹا دیا اور اُسکا سر اپنے زانو پر رکھا پھر اُسکے منھہ میں پنچ رتنی ڈالی نہالچند نے ایک یا دو ہچکیاں اور لی تھیں کہ اُسکی جان نکل گئی

خوشحالچند ہائے لالہ جی کہکر رویا اُسکی بیوی نے بھی اُسوقت تو ایک دو آنسو ٹپکا دیے مگر پھر اُسکی خوشی† کا حال کچھ نہ پوچھو صبح ہوتے ہی منیب نے نائی کو بلاکر کہا غ لالہ کے مرنے کی ساری برادری میں خبر کر آم وہ اُسی وقت سب جگہہ جاکر پکار آیا غ لالہ نہالچند کال کر گئے ہیں م اور پانچ چار† جاچکوں کو خوشحالچند کے مکان پر لیتا آیا کہ وہ گانے بجانے کا شغل کریں اِس عرصے میں خوشحالچند اپنے باپ کی لاش کے پاس عورتوں کو چھوڑکر آپ باہر گلی میں آکر زمین پر ہو بیٹھا نہ بوریا بچھایا نہ کپڑا برادری کے دو چار آدمی اُسکے پاس آبیٹھے جس قدر دن چڑھتا گیا اُسیقدر لوگ آتے گئے مرد تو باہر اکٹھے ہوتے گئے اور عورتوں کے غول کے غول اندر مکان میں بہو کے پاس جمع ہوئے اِن میں سے جوان عورتیں جو بہت بنا زیور اور اچھے اچھے کپڑے پہن کر آئی تھیں کھڑی ہو کر ناچنے لگیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں میں مشغول ہوئیں کوئی کہتی تھی غ ہے ہے بڈھے تجھے رو دیں گلی کے کُتے م کوئی بولی غ کیا کہو ہمارے دادا جی کو دادی جی نے بلا لیا م ایک نے موگنا سے کہا غ اری تو بھی دا†دسرے کو پیٹ لے پھر کب آوینگے م وہ تو پہلے ہی سے کھیل کود میں مشغول تھی بڈہے کی چُہل کی باتیں کر رہی تھی اس قسم کی گفتگو سے اور بھی بھرا گئی جو زبان پر آیا بول اُٹھی باہر جہاں مرد جمع تھے جاچک ایک طرف بیٹھے ہوئے بھجن گا رہے تھے طبلہ سارنگی بجا رہے تھے یہ سب باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں بینا اور تیجرام بھی لڑکے کو لیکر آگئے خوشحالچند نے بچے کو گود میں لیکر کہا غ بیٹا جنہوں نے تجھ کو بلایا تھا وہی نہیں رہے م پھر ایک

† ہندوؤں کے ہاں بڈھوں کے مرنے کی بہت خوشی ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بڈھا آدمی اپنی عمر طبعی کو پہنچکر مرتا ہے اور اپنے پیچھے سب بال بچوں کو چھوڑجاتا ہے ۱۲ † طبلہ سارنگی بجانے والے کو ہندی میں جاچک کہتے ہیں ۱۲ † بنئے لوگ دیا سرے کو دادا سرا کہتے ہیں ۱۲

آدمی کو پکارا اور کہا کہ جا اسکو گھر میں لیجا اور اسکی دادی سے کہہ اسکو زیور کپڑا پہنا کر
دھاوڑے[۱] کو دیدے ۔ جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو بجرا[۲] بنکر تیار رہوا اُس کے چاروں
طرف تمامی اور کناروں پر کلابتون کی جھالر لگی ہوئی تھی کنگوروں[۳] پر چاندی کے ورقوں
سے منڈھی ہوئی کھوپرے کی ٹکیاں اور چھوہارے پروئے ہوئے تھے بجرے
کے تیار ہوتے ہی خوشحالچند بھدر ہوا اور سر کے سارے بالوں میں سے چوٹی
باقی رہنے دی پھر نہا دھو کر دھوتی بدلی اور جنیو[۴] گلے میں ڈالا اور کوری ٹھلیا میں
پانی بھر کر کندھے پر رکھ اندر مکان میں لے گیا اور اُس سے اپنے باپ کی لاش کو نہلایا
پھر پنڈدان کر کے اُسکو بمان میں رکھدیا اور اوپر سے دوشالہ ڈالکر ستلی اور کلاوے
سے باندھ دیا ۔

جب سب تیاری ہو چکی تو ہیرا اور مونگا نے مردے کے پانو پر ایک ایک
ناریل اور کچھ پیسے رکھکر پوجا کی تاکہ اُسکے قدموں کی برکت اُن کے گھر سے نجائے
جب مرد لاش کو اُٹھانے لگے تو خوشحالو نے آکر اُسے روک لیا اور کہا کہ پہلے
میرا نیگ دیتے جاؤ جب میں اُٹھنے دوں گی ۔ اُسی وقت خوشحالچند نے اُسے
پانچ روپے دیے پھر کئی آدمی بمان کو کندھے پر اُٹھا کر رام رام ست ہیں کہتے ہوئے
باہر نکل آئے اور جناجی کیطرف لیچلے نائی اور رجا چک جو باہر بیٹھے ہوئے گا رہے
تھے اپنا اپنا طبلہ سارنگی سنبھال کر سب کے آگے ہو لیے اور بھجن گانے لگے

[۱] دھاوڑا دھاڑے کا مذکر ہے ۱۲ [۲] دولتمند ہندو بڈھے آدمی کی ارتھی بہت سا روپیہ لگا کر تیار کرتے ہیں اور اُسکی شکل کبھی بجرے اور کبھی چوکھونٹی کشتی کے طور پر بنواتے ہیں ۱۲
[۳] کنگورہ اصل میں کنگرہ ہے ۱۲ [۴] دھرم شاستر کے موافق برہمن چھتری اور ویش کو ایک خاص طریق سے جنیو پہننا اور گایتری منتر پڑھنا لازم ہے مگر اب اکثر بنیئے اسپر عمل نہیں کرتے اور باپ کے مرنے پر جنیو پہن لیتے ہیں ۱۲

غ بھجن	م ترجمہ اور مطلب
جیا کو سوچ بھیو میری ناؤ پڑی منجدھار	دل کو فکر ہے کیونکہ میری کشتی دھار کے بیچ
جا پھسی گہرے پانی میں سوجھت وار نہ پار	میں جا پڑی ہے گہرے پانی میں جا پھنسی اب نہ
اندھا دھند طوفان چلت ہے کس بدھ	وار دکھائی دیتا ہے نہ پار طوفان بڑی شدت سے
اُترے گی پار	چل رہا ہے کشتی کیونکر پار اُترے گی
جیا کو سوچ بھیو الخ	دل کو فکر ہے الخ
سگری عمر میں نے پاپ کمائے لکھوں کروڑ	میں ساری عمر ہزاروں لاکھوں کروڑوں گناہ ہی
ہزار۔ ایسے ادھم کو ٹھور کہاں ہے	کرتا رہا ای نجات دینے والے ایسے حقیر آدمی کو
تم بن تارن ہار	تمہارے سوا اور کونسا ٹھکانا ہے
جیا کو سوچ بھیو الخ	دل کو فکر ہے الخ
کیسے کروں اب یہ زندگانی جی کی ہو گئی جھاڑ	کیا کروں یہ زندگی تو جی کا جھاڑ ہو گئی جو
اپنے تھے سو بھئے بگانے دشمن	اپنے تھے وہ بیگانے ہو گئے جو یار تھے
ہو گئے یار	وہ دشمن ہو گئے
جیا کو سوچ بھیو الخ	دل کو فکر ہے الخ
وشن جگت کو چیت سے تار و ہر کی اور	ای وشن خدا کو یاد کرکے اس جہان کا خیال دل
پکار ادھم اُدھارن پار کریں گے	سے چھوڑ دی جو حقیر آدمی کو بخشتے ہیں وہی نجات بھی
گن اوگن نہ بچار	دینگے اور اچھے بُرے عمل کا خیال نہیں کرنے کے
جیا کو سوچ بھیو الخ	دل کو فکر ہے الخ

م نائی اور جا چک دس دس قدم پر پھیرے جاتے تھے اور بھجن گاتے جاتے تھے اور جب ایک جگہ کھڑے ہو کر گا چکتے تھے اور آگے بڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو ایک آدمی نہال چند کی لاش پر سے کھلے اور گوٹے کے پھول نثار کر دیتا تھا

دولت رام پیادہ پا اور اُسکا بیٹا ایک آدمی کے کندھے پر چڑھا ہوا دونو مرزئی کے کان میں گھنٹے بجاتے جاتے تھے بہتیری عورتیں بچوں کو لیکر گلی کوچوں کے دروازوں پر تماشا دیکھنے آکھڑی ہوئیں اور دکھلانے اُٹھاکر اس خیال سے لڑکوں کو دکھلانے لگیں کہ اُنکی بھی عمر بڑی ہو جب مرد لاش کو لیکر چلے گئے تو عورتیں بھی ہنستی بولتی ٹھٹھے مارتی مردوں کے پیچھے ہو لیں اور دس قدم پر ٹھیر ٹھیر کر جمناجی تک اُنکو ساتھ چلی گئیں جسوقت سب لوگ جمناجی پہنچ گئے تو خوشحالچند مردوں کو لیکر مرگھٹ کی طرف چلا گیا اور عورتیں اُنسے علحدہ ہو کر جمناجی میں نہانے لگیں پھر کپڑے سکھا کر گھر کا رستہ لیا اور ایک نائن کے پیچھے یہ گیت گاتی ہوئی چلی آئیں

یاد رکھو دیال

م ترجمہ اور مطلب	غ راگ
نائن کہتی ہے۔ ہے ہے صاحب عورتوں نے مواتیوں کو مارا	نائن۔۔۔ ہو ہے بابا رنوں نے مارے مواتی
چھلا اور بیلن اور جلتی ہوئی لکڑی ماری آفرین ہے	چھلا مارا بیلن مارا اور ماری چینواتی
عورتوں کی چھاتی کو اُنہوں نے مواتیوں کو مارا	دھن نوں دی چھاتی رنوں نے مارے مواتی
عورتیں بولتی ہیں۔ ہے ہے صاحب عورتوں نے مواتیوں کو مارا	عورتیں۔۔۔ ہو ہے بابا رنوں نے مارے مواتی

مرد بھی جب لاش پھونک چکے تو جمناجی میں نہائے اور نہا دھو کر گھر کیطرف چلے رستے میں اور بہتیرے آدمی جو لاش کے ساتھ نہیں گئے تھے آملے اور خوشحالچند سے کہنے لگے غ کیا کہو صاحب بڑوں کا بیٹھا رہنا ہی بڑی بات ہے کیا ہوا تھا کچھ بیمار رہے تھے م اس میں اُنکا منیب بولا غ رائے صاحب بڑے بھاگوان تھے اِس اسّی برس کی عمر میں کیسی کاٹھی تھی روز جمناجی نہانے چلے جاتے تھے م ایک اَور بولا غ جیسی تو کچھ دکھ نہ دیکھا نہیں تو چھا ر اچ مہینوں گھر میں پڑے ہوئے سڑا کرتے ہیں یہ جمناجی ہی کی کرپا ہے کہ پرسوں ذرا بیمار پڑے الخ

ہم کہتے ہیں کسی جگہ مواتیوں نے ڈاکا ڈالنا چاہا تھا مگر وہاں کی عورتوں نے اُنہیں مار کر بھگا دیا اس گیت میں وہی بیان ہے اور دستور ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ امر گیت بنجاتا ہے ۱۲

آج چل بسے خوشحالچند جی کا اور اُنکا اتنا ہی سنجوگ تھا ۔ اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے سب کے سب خوشحالچند کے گھر تک آئے خوشحالچند نے آتے ہی پہلے اپنی گیلی دھوتی اُس جگہہ ڈالدی جہاں اُسکا باپ مرا تھا اور پھر باہر آکر سب کو سلام کرکے رخصت کیا

جب سب لوگ چلے گئے تو خوشحالچند دیوانخانے کے صحن میں شطرنجی بچھا کر ہو بیٹھا اور منیب سے کہنے لگا ۔ منیب جی آج تو ہم بہت تھک گئے ۔ وہ بولا ۔ لالہ صاحب مردے کے ساتھ آدمی مُردہ ہو جائے ہے اور آپ تو رات بھر کے جاگے بھی تھے ۔ جب شام ہوئی تو اچارج نے آکر اُس مقام پر جہاں نہال چند مرا تھا ایک بڑا چراغ جلایا اور گھر والوں سے کہا ۔ اِس دیے کو دیکھتے رہنا یہ بجھنے نپاوے ۔ اتنے میں ایک عورت نے پوچھا ۔ مشرجی یہ دیا کیوں جلایا کریں ہیں ۔ اچارج نے جواب دیا ۔ جب پرانی یہانسے نکل جاتا ہے تو اُسکو ایک اندھیرے جنگل میں جانا پڑتا ہے جو اُسکے پاس دیا نہو تو رستا ٹٹولتا ہی مرجائے ۔ اچارج چراغ روشن کرکے چلا گیا اور اُسکے جاتے ہی برادری کے دو چار آدمی اُنکے مکان پر آئے اور چولھے میں آگ سلگوا گئے چار روز تک اچارج صبح ہی آیا اور پنڈدان کرا کر چلا گیا خوشحالچند بھی روز صبح اور شام جمناجی پر گیا اور ٹھلیا میں پانی بھر لایا اور عورتوں میں اس عرصے تک خوب ناچ گانا رہا چوتھے روز صبح ہی اچارج آیا اور پنڈدان کرا کر خوشحالچند کو جمناجی پر لے گیا اور جلی ہوئی لاش کی راکھ ہڈیوں سے جدا کر کر اُسکے ہاتھ سے دریا میں پھکوائی پھر ہڈیوں کو ایک تھیلے میں بھر کر کسی آدمی کے ہاتھ گنگاجی بھیجیا اور اپنے پروہت کے نام اِس مضمون کی چٹھی لکھدی کہ ان ہڈیوں کو تم اپنے سامنے گنگاجی میں ڈلوا دینا اور ہماری چٹھی کا جواب بھیجدینا وہ آدمی تو چٹھی لیکر وہیں سے سیدھا گنگاجی کو روانہ ہوا اور خوشحالچند نہا دھو کر اپنے گھر آیا نائی پہلے ہی برادری کے لوگوں میں سب جگہہ پکار آیا تھا ۔ آج اُٹھاونی ہے ۔ دوپہر کے بعد سب لوگ آئے اور شطرنجی کی پٹیوں پر جو خوشحالچند کے گھر کے آگے گلی میں دو طرفہ آمنے سامنے بچھی ہوئی تھیں بیٹھ گئے تھوڑی دیر پیچھے [illegible]

کچھ روپے نقد اور ایک پگڑی پیش کی نائی نے بلند آواز سے کہا کہ لالہ جگہی داس اتنے روپے اور ایک پگڑی دیویں ہیں یہ کہکر دونو چیزیں خوشحالچند کے آگے رکھدیں پھر کسی نے روپے اور پگڑی اور کسی نے صرف نقد روپیہ دیا خوشحالچند نے اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے داما دوں کو اور ہیرا نے اپنے ہاں کی لڑکیوں کو روپئے دیے پھر خوشحالچند سب لوگوں کے ساتھ دیوان خانے میں گیا منیب نے کوٹھی کھول بستا بچھایا اور چٹھا اٹھاکر خوشحالچند کے ہاتھ سے کچھ لکھوالیا اسکے بعد خوشحالچند نے ایک ایک کو سلام کرکے رخصت کیا پھر جہاں جہاں اپنے باپ کی خبر بھیجنی منظور تھی وہاں چٹھیاں لکھ بھیجیں اور ہر ایک چٹھی کا تھوڑا سا کنارہ پھاڑ ڈالا کہ پڑھنے والا چٹھی کے کھولتے ہی جان جائے کہ اس میں کسی کی موت کی خبر ہے +

دسویں روز خوشحالچند نے دس پنڈ دان کیے اور گیارہویں دن اچارج کو بلا کر لحاف توشک پلنگ اور نئے کپڑے چاندی کا حقہ پالکی اور اور بہت سی چیزیں اُسکے حوالے کیں اور اُسی پلنگ پر بٹھاکر پہلے اُسے کچھ مٹھائی کھلائی پھر سارا اسباب دیکر رخصت کیا اس میں دولت رام اپنے باپ سے پوچھنے لگا کہ لالہ جی یہ اسباب کیوں دیں ہیں وہ بولا کہ بھائی جب اس شریر میں سے پران نکلجائے ہے تو جیو کا کوئی شریر نہیں رہتا اسلیے دس دن تک پنڈ دان کرکر اُسکا ایک شریر بنانے میں پر پورا شریر اُسکو دسویں دن ملے ہے جب شریر بنا تو اُسکو سب ہی چیزیں چاہئیں اسلیے گیارہویں دن اُسکے نام پر یہ سب اسباب اچارج کو دیا جاتا ہے کہ اُسکو پہنچ جاوے اور وہ کچھ دکھ نپاوے ان چیزوں کے سوا خوشحالچند نے اَور بھی بہت سا کچھ صرف کیا تمام برادری اور صرافے میں *مگدنبوا کر بانٹے +

جب خوشحالچند کریاکرم سے فارغ ہوا تو پھر معمولی پوشاک پہنی اور اپنا کام بدستور

* ایک قسم کی شیرینی ہوتی ہے جو میدے گھی اور کھانڈ کی بنتی ہے ۱۲

جاری کردیا نبالچند کو مرے ہوئے تھوڑے سے ہی دن ہوئے تھے کہ ایک روز رات کیوقت ہیرانے خوشحالچند سے کہا غ اب چھورے کی ٹینی کرلو پراُسکا پرچانا مشکل ہے جو ہو کچھ دنوں ابنے باپ کے ہاں جاکر رہے اور چھورے کو روز اپنے پاس بلاکر رکھے تو اچھی بات ہے م خوشحالچند بولا غ تو ہو گوگانو بھیدوم اُسکے کہنے کے موافق ہیرانے مولکا کو گانو کی طرف روانہ کیا اور کہدیا غ ہو جہانتک ہوسکے چھورے کو اپنے سے پرچالیو م اور ایک نوکر بھی اُسکے ساتھ کردیا کہ شاید لڑکا اُس سے ہلجائے +

مولکا کو گانو گئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ وہاں جنگل میں کنجر دلکا ایک ٹانڈا آپڑا پہلے تو سب نے اپنی اپنی سرکیاں ڈالیں پھر کچھ آدمی گانو میں چوری کا مال بیچنے چلے گئے اور بعض ادھر اُدھر بھیک مانگنے لگے کوئی جنگل میں دھونی رما بیٹھا اور طرح طرح کے فریب کی باتیں کرکے لوگوں کا مال ہتھیانے لگا کوئی فقیر کا بھیس بدل بدن میں بھبوت رما بیٹھا اور جٹا چھوڑ ہاتھ میں تونبا یا چمٹا لیے گانو میں الکھ جگانے لگا اُنکی عورتیں بھی بھیک مانگتی ہوئی گانو میں جاتیں اور جو کچھ ہاتھ لگتا آنکھ بچاکر اُٹھالاتیں اور اگر کسی بچے کو گلی میں زیور پہنے ہوئے کھڑا دیکھتیں تو تاک لگا کر کسی نہ کسی طرح سے اُسکا زیور اُڑالاتیں کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کوئی کنجر گانو میں کسی شخص سے کچھ خرید نے جاتا اور سودا چکاتا اتنے میں اُنکے گروہ کے بہت سے آدمی وہاں آکر موجود ہو جاتے اور اُس شخص کو دھوکا دیکر زیادہ لینا چاہتے اگر وہ ٹھنڈے کلیجے دیدیتا تو خیر ورنہ اپنے بچوں کو اُسکی دکان کے آگے زمین پر پٹخ دیتے اور واویلا مچاتے اس صورت میں وہ شخص ناچار ہوکر یا تو اُنہیں کچھ زیادہ دیدیتا یا قیمت پھیر اپنے مال سے ہاتھ دھو بیٹھتا اگر اُنکی عورتیں چوری کرتی ہوئی پکڑی جاتیں تو وہ حیلے بہانے سے بھاگ جاتیں یا اُنکے خاوند دوڑے آتے اور فریب اور خوشامد کی باتیں کرکے اُنہیں چھڑا لیجاتے

پ بچے کو دایہ کے ہاں سے لینے کو ٹینی کی رسم کہتے ہیں ۱۲

ایسی ایسی دغا بازیوں سے اِن کنجڑوں اور کنجڑیوں نے سورج پور میں سے بہت سا
مال اُڑایا ایک روز کا ذکر ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت کروڑی مل اور اَور بچے مینا کے
گھر کے باہر کھیل رہے تھے ایک کنجڑی اُدھر سے گزری اور کروڑی مل کو پکڑ کر اُسکے کپڑے
اُتار لیگئی وہ اُسی وقت روتا ہوا مینا کے پاس آیا اور اپنے ہاتھوں کو اُسکے سامنے کرکر کہنے
لگا ع اماں او کپڑے لے م اس ہی میں ایک اَور لڑکا بھاگا ہوا آیا اور کہا ع کنجڑی نے م مینا
اُسکے ننگے ہاتھ دیکھکر گھبرائی اور مکان کے باہر آکر چیخنے لگی ع دیکھو تو ابھی رانڈ لوک
مانگتی آئی تھی پل بھر نہیں ہوا چھورے کے کپڑے اُتار لیگئی اسکا ستیاناس جائے نپوتی
رانڈ روز آکر یہی کرتوت کر جائے ہے کوئی مرتا جیتا گانو میں ایسا نہیں جو انکی خبر لے م
مینا کی یہ آواز سنکر اَور دو چار عورتیں اپنے اپنے گھر سے باہر نکل آئیں اور ہاتھ
مل مل کر کہنے لگیں ع کیا کہو بہن جانے یہ رنڈیاں کہاں سے دُکھ دینے آگئی ہیں
سب کو گانو میں ستا رکھا ہے م اتفاقاً دولت رام بھی گانو میں اپنے سسرے کے
پاس آیا ہوا تھا اُسنے جو ہیں یہ خبر سنی دوڑا ہوا مینا کے مکان پر آیا اور لڑکے کو روتا
ہوا دیکھکر گود میں اُٹھا لیا اور چھاتی سے لگا کر پیار کیا مینا اُس سے کہنے لگی ع
لالہ جی بھگوان کو میرا منہہ اُجلا کرنا تھا جو آج چھورا بچ گیا اُس رنڈیا نے تو کچھ بات چھوڑی
نہیں تھی وہ تو بہت سے چھورے کھیل رہے تھے نہیں تو پکڑ کر اُسے جھولی میں
ڈال لیتی م وہ بولا ع چودھرایں اسطرح بالک کو نہیں چھوڑ دیا کرتے خیر اب جو کچھ ہوا
سو ہوا آگے کو چوکس رہیو م شام کو جب تیمرام گھر آیا اور حقہ بھر کر چوپاڑ میں جانے لگا
مینا نے اُس سے کہا ع آج رام جی نے بڑی خیر کی ہمارا کالا منہہ نہیں ہوتا تھا نہیں لینے کے
دینے تو پڑ گئے تھے کھلانے کا نام نہ ہوتا رُلانے کا ہو جاتا سب یہی کہتے جو کچھ کیا اِن چاٹوں
نے کیا م وہ بولا ع بتا تو کیا ہوا م مینا غصے میں آکر بولی ع ہوا کیا میرا مونڈ کیا تینے
ابھی نہیں سنی م وہ بولا ع اپنے ڈھوروں کی سوں بابا کی سوں میں نے نہیں سنی

م مینا بولی غ آج چھورارام کے گھر سوں پھرلہے ایک رانڈ کنجری اسکے کپڑلے اُتار کر
لیگئی کوئی ہمارا پن آڑے آگیا نہیں یہ رنڈیاں تین برس کے بالک کو کب چھوڑ رہی میں
جھولی میں ڈالکر لیجائیں ہیں م یہ بات سنتے ہی تیجرام کچھ سست ہوگیا اور بولا غ دیکھ جو
کل ہی اُنکے ڈیرے یہاں سے نہ اُکھاڑ دوں تو جاٹ مت کہیو م پھر وہ چوپاڑ میں چلاگیا اور
اَور جاٹوں سے جو وہاں بیٹھے تھے کہنے لگا غ میں تم سے روز کہوں تھا ان کنجروں کا گانو
میں آنا اچھا نہیں ہے آج ہمارا چھورا گھر کے باہر کھیلتا پھرے تھا ایک رانڈ آئی پہلے تو اندر سیا گھل میں گئی
اور وہانسے ٹوک لے باہر آئی وہاں چھورے کا گلا بھیچکر گہنے اُتار لیے جلتے یہ یہاں کیوں آگئی ہیں
م پھر گانو کے چودھری کی طرف مخاطب ہوکر کہا غ جو تو کچھ کرے تو ہوئے انکو یہانسے کیوں
نہیں نکالدیتا م یہ سنکر گانو کا پٹواری بولا غ تیجرام سچا ہے تمنے سنا نہیں ایک دفعہ ان کنجروں نے
رتن پور کے باہر ڈیرے ڈالے پہلے اپنی بیٹروں کو گانو میں بھیک مانگنے کو بھیجا وہ ساری گانو
میں پھریں ایک کنجری کسی سنار کے مکان میں گھسکر اُسکا سارا بھید جان گئی پھر اپنے مردوں سے
آکر کہا جو کوئی دوپہر کو لگائی کا بھیس بدلکر اُس سنار کے گھر جائے تو گھنا مال ہاتھ لگے سنار باہر کے
دالان میں بیٹھے ہوئے گھڑ رہے ہونگے وہ اندر چلا جائے جو بیٹروں کو جاگتا پائے تو کچھ بہانہ کر چلا آئے
اور جو وہ سوتی ہوں اور سوتی تو ہوں ہی گی گرمی کے دن ہیں وہ اندر ایک کوٹھڑی میں چلا جائے
وہاں چنے بھرے ہوئے ہیں پہر رات تک چپکا کوٹھڑی میں بیٹھا رہے پھر جب سب سو جائیں تو
کوٹھڑی میں سے باہر آوے اور جو مال ملے لیکر چلا آئے چودھریوں اُنمیں سے ایک کنجر نے
یہی کیا تین دن تک اُس کوٹھڑی میں سے نکلنے کا کوئی ڈول اُسے نہ سوجھا تیسری رات وہ
پانسو روپے کا اسباب لیکر باہر نکل آیا سویرے سناروں نے جو اپنے صندوق دیکھے تو سر پیٹنے
لگے دوسرے دن رات کو وہی کنجر جاٹنی کا بھیس بدل کر برابر کے مکان میں گیا اور ایک
عورت کو سوتا ہوا دیکھا اُسکی نتھ میں تانت باندھنے لگا اور یہ چاہے تھا کہ باہر جاکر تانت کھینچ
اور نتھ لیکر بھاگ جائے پر وہ عورت جاگ اُٹھی اور بہت رولا کیا کنجر بھاگا پر اُس عورت کی ناک میں

جا کر اُسے کھائی کودتے ہوئے پکڑا اور مشکیں باندھ چوپاڑ میں لے آیا وہاں اُسکو بہت سا
مارا سنار بھی آیا اور کہنے لگا ارے اسی حرام زادے نے میرا مال لیا ہی جو تھا دن ہی میں نے دوپہر
کو ایک عورت اسی طرح کے کپڑے پہنے اپنے گھر میں جاتے ہوئے دیکھی تھی مجھکو کیا خبر تھی
کہ یہ کنجر ہے اور ہمنے جو پیچھے چنوں کی کوٹھڑی کو دیکھا تو اُسمیں روٹی کے ٹکڑے پڑے
ہوئے پائے پھر اُنہوں نے اُس کنجر کو پیٹ پاٹ کے چھوڑ دیا سو بھائی اِن کا نکال دینا
ہی اچھا ہے ✚

ہم اس گفتگو کے بعد سب جاٹوں کی یہ صلاح قرار پائی کہ جسطرح ہوسکے کنجروں کو
اُٹھا دیں دولت رام کا سسر لچھمی داس یہ بات سنکر بہت گھبرایا اور کہنے لگا غ ارے
لنگالوں کو گانو سے کیوں نکالو ہو کیا تمہارا یہی دھرم ہے م اُسکا یہ کہنا اِس وجہ سے تھا
کہ اُسے اِن کنجروں کے رہنے سے بہت فائدہ تھا اور وہ اُن سے چوری کا مال بہت
سستا خرید لیا کرتا تھا جب تیجرام نے لچھمی داس کی گفتگو سنی تو بولا غ لالہ جو آج کو کچھ اچھی
بری ہو جاتی تو تمسے کوئی نہیں پوچھتا چھورا کہاں گیا سب یہی کہتے جاٹوں نے چھورا مروا دیا
کیا آج کا تمکو بورا نہیں ہے م یہ سنکر لچھمی داس خاموش ہو رہا اتنے میں نمبر دار بولا غ ارے
بھائی اِسنے تو اُن سے چوری کا مال خریدا ہے یہ تو چور کا بھائی گٹھی چور ہے دیکھو کل
اُن کنجروں کو اور اِسے پولس دار کے پاس لیجائینگے م اس گفتگو سے لچھمی داس
ڈرا اور کہنے لگا غ بھائی ہم تم تو ایک ہی تھیلی کے بٹے ہیں ہمیں کیا ہماری طرف سے
تم اُنکو آج ہی نکال دو گانو کے مالک ہو چاہے تلوار سے اُنکا سر کاٹ ڈالو ہم تو تمہاری رعیت ہیں
م نمبر دار بولا غ کل معلوم پڑیگی جب چوری کا سارا مال نکلوایا جاویگا کنجروں کو گھر میں بٹھا بٹھا کر
بہت مال خریدا ہے م پھر تو لچھمی داس کے ہوش اُڑ گئے اور تھوڑی دیر بعد نمبر دار سے کہا غ
چودھری ہماری تو سن م اور اُسے الگ بلا کر پانچ روپئے اُسکے ہاتھ پر رکھ دیئے پھر بولا غ
پنچوں میں بیٹھکر ایسی بات نہیں کہیں ہیں م نمبر دار نے دیکھا کہ بنیا دب گیا جھٹ پانچ روپئے

پھیر دیے اور کہا غ اِس سے کیا ہوئے ہے ہزار روپیہ فائدہ تجھے ہوا ہے پانسو تو ہمیں بھی دے
اور پانسو نہ دے تو سو سے کم تو ہم لیتے بھی نہیں کیونکہ پانچ روپئے لیکر اپنا نام رشوت
کھانے والوں میں گنوائیں جھوٹا بھی کھائے تو میٹھے کے لالچ م بنیے نے اُسکی
بڑی خوشامد کی اور پچیس روپئے دیکر اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرے روز گانو کے بہت
سے جاٹ ملکر کنجروں کے ڈیروں پر گئے اور اُنسے کہا غ تم یہاں سے چلے
جاؤ نہیں تو ہم لٹھوں کے مارے سب کی کھوپریاں پھوڑ دیں گے یا پولس دار کو بلا کر
سب کو گرفتار کرا دینگے م وہ بولے غ چودھری ہم نے کیا کیا ہے جو تمہاری یہہ
مرضی ہے تو لو ابھی چلے م یہ کہکر اُنہوں نے اپنا سارا اسباب گدھوں پر لادا اور کسی
اَور طرف کا رستہ لیا +

انہیں گئے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ گانو میں ایک اَور آفت آئی
اتفاقاً ایک روز رات کے وقت سورج پور سے کچھ فاصلے پر جنگل میں ایک نالے کے
اندر چار قسم کے آدمیوں کی آپس میں ملاقات ہوئی ایک مینا تھا ایک گوجر ایک میواتی
ایک رانگھڑ مینا بولا غ یاروں اب تو بہت دن سے کچھ مال ہاتھ نہیں لگا م رانگھڑ کہنے
لگا غ اور وہ اونٹ کہاں سے لایا تھا م مینے نے کہا غ اونٹ کی جو پوچھے
تو ہمارے بہنوئی نے ہمسے ایک اونٹ مانگا تھا کسی ساہوکار کے اونٹ
سڑک پر چلے جاتے تھے ہمیں اُن میں سے ایک اونٹ اچھا معلوم ہوا دن بھر ہم اُسکے
پیچھے پیچھے رہے جب رات ہوئی تو اونٹ والا پڑاؤ میں جا کر اُترا ہم بھی وہیں جا پڑے
جب آدھی رات آئی اور رکھوالا سو گیا تو ہمنے اُس اونٹ کی رسی کاٹی اور نکیل میں تار باندھکر
دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں لے باہر نکل آئے اور تار کے سہارے اونٹ کو بھی باہر بلا لیا
پھر سوار ہو کر صبح ہوتے ہوتے تیس کوس نکل گئے اور جس نے اونٹ مانگا تھا اُسے
دیدیا اور وہانسے دوسرا اونٹ لے شام تک اپنے گھر آ گئے سو وہ اونٹ تم جانو کہاں

نہیں ہے اب بتاؤ کیا کریں مم گوجر بولا غ یاروں یہیں سورج پور میں ایک ساہوکار بڑا مالدار
ہے کل جو میں گانو میں گیا اور ایک کمہار کے مکان کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا تو کمہاری
اُس سے باتیں کر رہی تھی اتنے میں پوچھنے لگی یہ انگوٹھی تو کہاں سے لایا کمہار نے
کہا ہمارے لالہ جی نے دی ہے کیونکر جو گانو میں پھرا کریں تھے اُنسے لالہ نے بہت مال
مول لیا ہے میں پانی کے گھڑے لیکر جو اوپر گیا تو دیکھا لالہ جی کی کوٹھڑی کے آگے جہاں
لالہ سویا کریں ہیں سونے چاندی کا بہت سا مال پڑا ہے اور لالہ اُسکو کانٹے میں تول رہے
ہیں میں نے یہ انگوٹھی دیکھکر اُنسے کہا لالہ جی یہ انگوٹھی مجھے دیدو انہوں نے کہا یہ
پرائی چیز ہے پر تجھے مول دلا دیں گے سو اُنہوں نے دو روپیہ کو مجھے دلوا دی اور
کہا کسی سے کہیو مت مم گوجر کا یہ کہنا تھا کہ سب کے سب ساہوکار کا مال لوٹنے پہ مستعد
ہو گئے میو نے کہا غ چلو کوہل دو مم گوجر نے بھی یہ بات مان لی اتنے میں مینا بولا
غ یارو تم دونو کوہل دینے کے بڑے دھنی ہو پر یہ تو بتاؤ اُس ساہوکار کے
مکان کی چھت پر کوئی موری بھی ہے جو موری ہووے تو ریشم کا رسا اور گوہ میرے پاس
ہے گوہ موری میں جا کر ایسی چمٹے ہے کہ پھر وہاں سے نہیں ہٹے ہے بس رسا اُس میں
باندھکر اوپر چڑھ جاؤنگا لیو لنگا کچھا مجھ دیدینا اور کوہل میں تو بڑی مشکل ہے جو چوکیدار
نے دیکھ لیا تو جاگ ہو جائے گی مم رانگھڑ نے کہا غ بھئی ہمیں تو اُسکی حویلی میں کوئی
موری نہیں معلوم ہوتی مم گوجر بولا غ یہاں کیوں باتیں بناؤ ہو چلو تو وہاں چلکر
دیکھ لیویں مم اِس گفتگو کے بعد سب کے سب روانہ ہوئے اور جو ہیں نالے سے
باہر نکلے وہیں ایک کوتری کی آواز اُنکے کان میں پہنچی یہہ آواز سنتے ہی سب کے سب
نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے غ مار لیا ہے سو تا پا دیگا بھلا کوتری کا بولنا بھی
کبھی خالی جائے ہے مم گوجر بولا غ یاروں آج کا دن خالی نہیں جائے گا
جب میں گھر سے نکلا تھا تو بائیں تیتر بولا تھا اور لوگ کہا کریں ہیں کھیت میت

گھر دائیں بائیں بیچ کر آئے (یعنی اگر کوئی شخص کھیت پر جانے کا ارادہ کرے یا کسی سے
ملنے کو یا گھر کی طرف جائے تو دائیں طرف تیتر کا بولنا اچھا ہوتا ہے اور بنج بیوپار کو جائے تو بائیں طرف)
م یہ کہتے ہوئے سب آگے بڑھے یکایک بائیں طرف سے گیدڑ بولا رانگھڑ نے
گیدڑ کی آواز سنکر کہا ع پڑے موذی بنیے کے گھر پر م گوجر نے کہا ع ارے
بائیں بولا ہے کیا ڈر ہے بنیا لہو جائے گا م اِس قسم کی باتیں کرتے ہوئے وہ سورج پور
میں پہنچ گئے میو نے نقب لگانی شروع کی اور اسکے یار ایکطرف چھپے ہوئے کھڑے رہے
جب کہ نقب لگ چکی تو پہلے اُنہوں نے ایک لکڑی کے سرے پر ہانڈی رکھکر اُسکو اندر کیطرف
بڑھایا کہ شاید اگر کوئی آدمی اندر جاگتا ہو اور حملہ کرے تو ہانڈی پر پڑے مگر وہاں کون تھا
گھر میں سب بیہوش پڑے سوتے تھے کسی کو کچھ بھی خبر نہوئی اِسکے بعد مینا ٹھوال بنکر باہر
کھڑا رہا باقی تینوں مکان کے اندر گئے اور رستے میں جہاں جہاں کواڑوں کی جوڑیاں چڑھی
ہوئی دیکھیں اُتار ڈالیں پھر مال کی کوٹھڑی کیطرف گئے تو دیکھا کہ لچھمی داس اور اُسکی بیوی دونو
بے خبر پڑے سوتے ہیں انہوں نے اُس کوٹھڑی کا قفل ایسی کاریگری سے توڑا کہ ذرا بھی
آواز نہوئی اور گوجر ایک ننگی تلوار لیکر اُس بنیے کے سرہانے جا کھڑا ہوا میو کوٹھڑی کے اندر گیا
اور جو جو مال ہاتھ لگتا گیا وہ لا کر رانگھڑ کو دیتا گیا جب بہت سا مال جمع ہوگیا تو رانگھڑ نے باہر
لیجا کر مینے کے حوالے کیا اور وہ جنگل میں ایک جھاڑی کے اندر رکھ آیا آدھے اسباب کے قریب
نکل گیا تھا کہ لچھمی داس جاگ اُٹھا مگر ننگی تلوار دیکھکر چپکا پڑا رہا دم نہ مارا پھر اپنی بیوی کے چٹکی
لی اُسکے گل بلانے کی آہٹ سنکر چوروں کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہاں سے چلنے کی
تیاری کی مینا گوجر اور میو تو اُس مکان میں سے نکل گئے مگر رانگھڑ کچھ ٹٹولتا رہ گیا اور چاہتا تھا

* جب کئی آدمی کسی مکان میں چوری کرنے جاتے ہیں تو وہ اپنے میں سے ایک شخص کو طاقتور دیکھکر
اُس مکان کے باہر کھڑا کر دیتے ہیں تاکہ اگر کوئی شخص اُسکے سامنے آئے یا چوروں کا مقابلہ کرنے کا
ارادہ کرے تو وہیں اُسپر ہتیار چلائے اور اپنے رفیقوں کو بچائے اسی کو چوروں کی اصطلاح میں
ٹھوال کہتے ہیں ۱۲

کہ نکل جاوے اتنے میں لچھمی داس پکار اٹھا ع ارے لوٹ لیا ہے رے میرا کلیجہ
نکالکر لیے جاتے ہیں دوڑیو کوئی آئیو م اسکی آواز سنتے ہی کئی جاٹ اپنے لٹھ لیکر
آئے اور رانگھڑ کو پکڑ کر چوپاڑ میں لے گئے پھر تو بنیا اپنی دھوتی سنبھالکر خوب پھیلا
اور رانگھڑ کو برا بھلا کہنے لگا اس میں جاٹوں نے رانگھڑ کو نیم میں لٹکا کر کہا ع تو اپنے
ساتھ والونکو بتا کہاں ہیں م مگر اس نے کسی کا نام و نشان نہ بتایا اور یہی کہتا رہا
ع میں اکیلا ہی تھا م جاٹوں نے چاہا کہ اسکا سر کاٹ ڈالیں اور کسی کو خبر نہو
مگر پہلے سب کے سب چوپاڑ میں بیٹھکر اس مقدمے میں مشورہ کرنے لگے اور رانگھڑ
کو نیم ہی سے بندھا رہنے دیا اس عرصے میں بینا تمام اسباب نالے میں رکھ اور
گوجرا اور میوکو وہاں چھوڑ پھر گانو میں آیا اور رانگھڑ کو نیم سے بندھا ہوا دیکھکر چپکے
سے چوپاڑ کی چھت پر چڑھ گیا اور اوپر ہی سے تلوار مار کر جس رستے سے رانگھڑ
بندھا ہوا لٹکتا تھا اسے کاٹ ڈالا رسا کٹتے ہی رانگھڑ زمین پر گرا بینا بولا ع
ارے بھاگ م اس آواز کا نکلنا تھا کہ دونو بھاگے اور جاٹ انکے پیچھے دوڑے
لچھمی داس تو پیٹ پکڑے ہوئے روتا پیٹتا ادھر ادھر پڑا ہی پھرتا تھا رستے میں
بینے کو مل گیا اس نے ایک ایسی تلوار ماری کہ لچھمی داس بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا
پھر بینا اور رانگھڑ ایسے لپکے کہ کسی کے ہاتھ نہ آئے اور نالے میں جا چھپے دولت رام
اور گانو کے کئی جاٹ لچھمی داس کو اٹھا کر گھر لے گئے مگر اسمیں کیا باقی رہا تھا چار پانچ
گھڑی کے بعد اسکی جان نکل گئی لینے کے دینے پڑ گئے اسوقت سب لوگ اپنی اپنی
گفتگو کرنے لگے کوئی کہتا تھا ع بھئی چوروں نے بڑا غضب کیا دیکھو ایک
تو بنیے کا مال لیا دوسرے جان بھی نہ چھوڑی م کوئی بولا ع جب سے وہ کنجر
یہاں آئے تھے گانو میں چوریاں ہی ہونے لگیں بھگوان اپنی دیا ہی رکھے م تھوڑی سی
دیر میں صبح ہو گئی گانو کے لوگ جنگل میں جا کر لچھمی داس کو پھونک آئے ؞

جب یہ خبر خوشحالچند کو پہنچی تو وہ دوڑا ہوا گانو میں آیا اور اپنے سمدھی کی کریا کرم کرا کر اُسکی ساری دولت جو باقی رہی تھی اور حساب کی بہیاں اپنے ساتھ لیکر دہلی چلا گیا اور چوروں کے ڈر سے اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لیتا گیا مگر لچھمی داس کی بیوی بچوں کی کچھ خبر نہ لی اور اُنہیں وہیں پڑا رہنے دیا لچھمی داس کی بیوی کو مدت تک یہ توقع رہی کہ جب میرے لڑکے ہوشیار ہو جائیں گے تو خوشحالچند سارا مال جو یہاں سے لیگیا ہے اُنہیں حوالے کر دے گا مگر خوشحالچند نے اُن کے ساتھ بڑی دغا کی ایک ایک کوڑی کو اُنہیں رُلایا برادری کے لوگوں نے بہتیرا سمجھایا مگر اُسے ذرا رحم نہ آیا لچھمی داس کی بیوی نے چکی پیسکر اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کی یہ حال دیکھکر اُسکے رشتہ داروں کا کلیجا پھٹا جاتا تھا سب کی زبان سے یہی نکلتا تھا کہ غریب رانڈ کی آہ بری ہوتی ہے کسی نہ کسی دن انکو لے بیٹھے گی بھلا اُسکا مال کیا ہضم ہو سکتا ہے پر سمجھاوے کون سدا سے حرام کا مال کھاتے رہے ہیں یہی لپکا پڑا ہوا ہے ٭

م لچھمی داس کو مرے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ خوشحالچند نے دولت رام کے لڑکے کے لینے کا مہورت دکھایا اور مہورت کے دن سے چار پانچ روز پہلے مینا سے کہلا بھیجا کہ تو فلانے دن اپنے بھائی بندوں کو لیکر دہلی میں چلی آئیو جب وہ دن آیا تو مینا لڑکے کو کھارے میں رکھکر ڈھول بجواتی ہوئی لائی اور بہت سے جاٹ اور جاٹنیوں کو اپنے ساتھ لیتی آئی یہاں اُن سب کے واسطے چاول کھانڈ اور گھی اور اَور چیزیں پہلے سے تیار رکھی تھیں انہوں نے آتے ہی خوب پیٹ بھر کر کھایا پھر خوشحالچند نے لڑکے کو اپنی گود میں لیا اور مینا کو چار سو روپئے نقد اور کپڑوں کا جوڑا اور زیور اور اُسکے خاوند تیجرام کو صرف کپڑوں کا جوڑا اور باقی جاٹوں کو ایک ایک چیرا اور جاٹنیوں کو ایک ایک اوڑھنی اور کچھ پیسے حوالے کیے علاوہ اسکے نائیوں اور محلے کے خاکروب کو بھی پگڑیاں دیں ساری برادری کے لوگوں کی دعوت کی اور سب کو ناچ دکھایا مینا وغیرہ

روز تک تو وہیں رہی اور پھر اپنے گانوں میں چلی گئی مگر تیجرام باقی جاٹ اور جاٹنیوں کو لیکر پہلے ہی چلا گیا تھا +

جب کروڑی مل پانچ برس کا ہوا تو مہورت دکھا کر ایک روز نفیری بجواتے ہوئے اُسے لہ سال میں لے گئے وہاں جا کر گنیش جی کی پوجا کرائی اور سال والے نے ایک سادی تختی پر سری گنیش ائینمہ لکھکر اُس لڑکے کی زبان سے کہوایا اور پھر خوشحالچند نے مشر کو کچھ نقدی دی اور جتنے لڑکے وہاں بیٹھے تھے سب کو لڈو بانٹے وہ لڈو لیتے ہی دفعتہً چلا اُٹھے کہ چھٹی دلوادے تیرا بیٹا جیوے گا گود میں کا لڑکا شکار کھیلے گا مع خوشحالچند نے مشر کو کچھ اُور انعام دیا اور سب لڑکونکو اُس روز چھٹی ہوگئی پھر سارے ساری برادری میں لڈو بانٹے دس پندرہ روز تک لڑکا برابر سال میں گیا مگر پھر خوشحالچند نے اپنے مکان ہی پر اُسکے پڑھوانے کی کچھ تدبیر کرلی +

ابھی اِس لڑکے کی عمر چھ برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ نائی اپنے ججمانوں کی لڑکیوں کی پتریاں لانے لگے کہ کسی سے اُسکی پتری ملجائے اور شادی قرار پاجائے جو نائی کسی لڑکی کی پتری لاتا خوشحالچند کے روبرو اُسکے حسن کی بہت تعریف کرتا اور کہتا کہ مہاراج لڑکا تو تمہارا سورج ہی ہے پر لڑکی بھی چندرما سے کم نہیں ہے اور اسی گھر جوگ ہے پر ہمارے ججمان آپ کی برابری نہیں کرسکتے ہاں بھگوان کی دی ہوئی عزت رکھتے ہیں اور کوٹھی کا کارخانہ بھی اچھی طرح چلا جاتا ہے مع نائی تو اس قسم کی باتیں کرجاتے مگر جب کوئی عورت اندر آتی تو ہیرا اُس سے کہتی کہ جی جی نائی روز چھورو کو دیکھ جاتے ہیں کئی پتریاں آچکی ہیں پر جس چھوری کی پتری آوے ہے وہ ننھے سے کچھ دنوں بڑی ہی نکلے ہے اُسکا دادا کہے ہے بہو چھورے سے دو برس چھوٹی ہو جب بات بنے مع وہ یہ جواب دیتی کہ اری کر بھی لے چھٹائی بڑائی کیا دیکھے ہے جہان گھر

لہ مکتب ۱۲ سلہ یعنی یہ لڑکا جو تیری گود میں ہے ایسا امیر ہوگا کہ سیر و شکار کیا کریگا ۱۲

اچھا دیکھ وہیں کر لے میں نے سنا ہے تیرے نتھے کی پتری رام ناتھ کی چھوری کی پتری
سے جڑگئی ہے ایسا گھر دوسرا نہیں ملیگا چھوری بھی ایسی ہے جیسے گندوڑے کا ٹکڑا
نتھے سے کچھ تاؤ بھاؤ بڑی ہو تو ہو اس بات کو کون دیکھے ہے اور ہاں چتر بھی بڑی ہے م
خوشحالچند اسی فکر میں تھا کہ لڑکے کی نسبت کہاں کروں کہ ایک دن کوئی شخص اُس سے
ملنے کو آیا اور باتیں کرتے کرتے کہنے لگا غ کہو دولت رام کے لڑکے کی سگائی کہاں
کی م خوشحالچند نے کہا غ ابھی تو کہیں بھی نہیں کی ہم یہ چاہیں ہیں کہ لڑکی اس سے
چھوٹی ہو سو ایسی پتری ابتک کوئی نہیں آئی م وہ بولا غ کہیں باہر بھی سگائی کرلوگے
یا نہیں جو باہر کرلو تو ہم بتاتے ہیں بریلی میں ایک ساہوکار سدا سکھ ہے اُسکی لڑکی کی عمر
بہت ہو ساڑھے تین برس کی ہو اُسکو تم سے اور تمکو اُس سے اچھا سمدھی نہیں ملیگا اور
چھوری کو تو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے دوسری اُس ساتھ کی شہر بھر میں نہیں ہے
م خوشحالچند نے کہا غ بس یہی چاہیے ہمیں تو بس منظور ہے پر جانے وہ بھی راضی ہو یا نہ ہو
م اُس نے کہا غ تو میں آج ہی چٹھی لکھوا کر منگاؤں ہوں پر میں جانوں ہوں وہ
ضرور راضی ہو جائیگا م یہ کہکر وہ وہاں سے چلا گیا اور جاتے ہی اس مقدمے میں سدا سکھ
کے نام پر ایک چٹھی لکھوائی چند روز بعد اُسکا یہ جواب آیا غ بھائی جی جہاں تم لالی کی
سگائی ٹھیراؤ گے ہم اُسمیں کچھ نہ بولیں گے م اُسنے یہ بات خوشحالچند سے کہلا بھیجی وہ اُسی
وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اور بریلی کی چٹھی کا ذکر کیا پھر سدا سکھ کی لڑکی کی جنم پتری
منگوائی اور جب اُسے اپنے لڑکے کی پتری سے مطابق کرا کر دیکھا تو دونو پتریاں بالکل
مل گئیں اسکے بعد دونو پتریونکو بریلی بھیجدیا اور اُنکے مل جانیکا حال بھی لکھدیا جب یہ
پتریاں بریلی پہنچ گئیں تو سدا سکھ نے اپنے نائی کو پندرہ روپئے نقد دیکر اُس سے کہا
غ یہ روپئے دلی لیجا اور روپیہ سات پانوں کا ایک بیڑا بنوا لیجو اور روپئے اور
بیڑا خوشحالچند جی کے ہاں دیدیجو م وہ دہلی میں آکر خوشحالچند کے مکان پر گیا

خوشحالچند نے اُسے شربت پلوایا اور اب نسبت اچھی طرح قرار پاگئی پھر سداسکھ کا نائی مہورت دکھا کر ایک روز پندرہ روپئے اور سات پانوں کا بیڑا خوشحالچند کے مکان پر لیگیا اُسنے وہ بیڑا تو اپنے پوتے کو کھلا دیا اور نائی کو دس ٹکے دیکر رخصت کیا اور اُس روز شام تک ناچ رنگ کی محفل گرم رکھی برادری کی بہت سی عورتیں بھی وہاں جمع تھیں اُن میں طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں خوشحالو نے مونگا سے کہا غ بھابھی تیں نے ننھے کی سگائی اتنی دور کیوں کی کیا تجھے یہاں کوئی بہو نہیں جُڑے تھی م وہ بولی غ بہن میں کون ہوں اُسکے دادا دادی جانیں بھلا تیرا بھائی کبھی لالہ جی کے سامنے ان باتوں میں بولتا ہوگا جو میں سا سوچی سے بولتی اور وہ تو شرم کا مارا چھورے سے بات بھی نہیں کرتا م اسی قسم کی گفتگو اَور عورتوں میں بھی ہوتی رہی اور انجام کار سب کی سب رخصت ہوکر اپنے اپنے گھر چلی گئیں +

نسبت قرار پانے کے کئی مہینے بعد سداسکھ اپنے کنبے سمیت گڑگانوے والی سیتلا کی ذات دینے گیا اور وہاں سے پھرتے وقت چار روز دہلی میں ٹھیرا اِس عرصے میں اُس نے اپنی بیوی کے کہنے سے سمدھیوں سے ملنے کا بھی ارادہ کیا اور ایک روز خوشحالچند سے کہلا بھیجا غ ہم تم سے ملا چاہے ہیں جو تم مہربانی کر کر آج دوپہر پیچھے فلانے مکان میں آجاؤ اور اپنے رشتہ داروں کو بھی لیتے آؤ تو سب مل لیویں م خوشحالچند اپنے تمام رشتہ داروں کو لیکر اُس مکان پر گیا سداسکھ پہلے ہی سے چار سو روپے کی تھیلی لیے ہوئے وہاں بیٹھا تھا اُنہیں دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور رام رام کہکر چار روپے نقد خوشحالچند کو نذر دکھائے پھر دولت رام اور اُسکے ساری رشتہ داروں کو کچھ کچھ روپئے اور کروڑی مل کو کچھ نقد اور مٹھائی کے چار تھال اور کچھ کھلونے دیے اسیطرح سے دونو طرف کی عورتیں بھی آپسمیں ملیں اور سداسکھ کی بیوی نے ہیرا مونگا خوشحالو اور اَور ساری عورتوں کو جو اُن کے ساتھ آئی تھیں روپئے دیے دوسرے روز سداسکھ [illegible]

کنبے سمیت بریلی کیطرف روانہ ہوا اور خوشحالچند کے ہاں سمدھیوں کا ذکر ہونے لگا منیب نے دولت رام سے کہا غ دولت رام جی تمہیں سمدھی بہت اچھے ملے ہیں بات کرتے ہوئے منہہ سے پھول جھڑتے ہیں پر ہمارے لڑکے کو دیکھکر وہ بھی خوش ہو گئے م عورتوں میں خوشحالو اپنی ما سے پوچھنے لگی غ بھابھی میں نے تیری سمدھن کو دیکھا وہ تو بٹو اسی ہے پر سمدھی جانے کیسا ہے م ہیرا بولی غ تیرا لالہ کہے تھا چھریرے سے بدن کا ہے اسنے تیرے لالہ اور دولت کا بڑا آدرمان کیا م خوشحالو بولی غ جیسے سمدھن نے ہمارا کیا م ہیرا نے کہا غ ہاں ری وہ تو دونو خصم جورو ایک ہی سے ہیں جیسی وہ دُبلی پتلی کامنی ہے ویسے ہی وہ بھی دبلا پتلا ہے م تھوڑے دنوں کے بعد جب ساون کا مہینا آیا اور برسات کا موسم شروع ہوا تو بہت سی عورتیں اپنے اپنے مکانوں میں جھولے ڈالکر جھولنے لگیں اور برسات کے گیت گانے شروع کیے خوشحالچند نے بھی اپنی پوت بہو کے واسطے بڑی دھوم دھام سے سندھارا† بھیجا اُس میں ایک ریشم کا رسّا اور دو چاندی کی پیڑیاں بہو کے جھولنے کے واسطے اور ایک تپلی رہی اور دو پٹڑیاں اُسکی گُڑیا کے لیے اور تیل یعنی زنانہ کپڑوں کا جوڑا تھا یہ سب چیزیں ایک پروہت اور ایک نائی کے ساتھ بریلی بھیجیں اور اُنہیں کچھ نقد روپئے دیکر کہدیا غ دیکھو اسکی مٹھائی لیکر اس ساری سامان کے ساتھ نفیری بجواتے ہوئے شہر میں لیجانا اور سمدھی کے مکان پر پہنچا دینا م خوشحالچند نے جسطرح سے کہدیا تھا اُسی طرح پروہت اور نائی نے سب اسباب سداسکھ کے گھر پہنچا دیا سداسکھ نے تیل کے سوا سب چیزیں رکھ لیں اور تیل کے نہ رکھنے کی یہ وجہ تھی کہ کوارے ناتے میں بیٹے والے کی ایسی چیزیں نہ لینی چاہییں ٭

اُدھر تو سداسکھ کی لڑکی کو سندھارا گیا اِدھر مونگا نے اپنی چار پانچ سہیلیوں کو بلاکر جدا جھولا ڈالا اور برسات کے گیت گانے شروع کیے ساون بھر اُسکے گھر میں

† اُس کھانے کو جو سسر اپنی بہو کے واسطے ساون کے مہینے میں تیجوں کے تیوہار پر بھیجتا ہے سندھارا کہتے ہیں

یہی غل شور رہا روز دوپہر کے بعد اُسکی ہم عمر عورتیں جمع ہو کر جھولا جھولتیں اور اس قسم کے گیت گاتی جاتیں +

ع ...... گیت	م۔ ترجمہ اور مطلب
لگا اساڑھ شہاونا گھن گرجت چہوں اور	اساڑھ کا خوش آیندہ مہینا شروع ہو گیا چاروں طرف بادل گرجنے لگے
پی پی کرت پپیہا را سو بولت دادر مور	پپیہا پی پی کرتا ہے اور مینڈک اور موربھی بول رہے ہیں
اے ہو سکھی اساڑھ آیا میری سُدہ پیا نے نالئی گھن گرج بیرن بادری میری نیند نینن سے گئی	اے سکھی اب تو اساڑھ آگیا مگر خاوند نے میری خبر نہ لی بادل گرجتا ہے بدلی دشمن ہو رہی ہے میری آنکھوں سے نیند جاتی رہی
کس سے کہوں اپنا مرم سکھی رُت اگم بالم نہیں	اپنا بھید کس سے کہوں اے سکھی برسات کا موسم آگیا اور خاوند پاس نہیں ہے
کیونکر جیوں بن پی مجھے برکھا کی رت بیرن بھئی	بغیر خاوند کے کیونکر جیوں برسات کا موسم میرا دشمن ہو گیا ہے
بدھنا نے میرے کرم میں پیا کی جدائی لکھدئی	دنیا کے پیدا کرنے والے نے میری قسمت میں خاوند کی جدائی لکھدی
چکوی کی جو گت پت بنا سکھی سوہی گت میری بھئی	اے سکھی چکوی کی جو حالت بغیر چکوے کے ہوتی ہے وہی میری حالت ہو گئی
سونا بھون ہر نام بن پی پی پپیہا کر رہا	بغیر ہرنام کے مکان خالی ہے پپیہا پی پی کر رہا ہے

گئی بھول سب سکھ دیکھ دُکھ پاپی پیا نہ گھر رہا	یہ دُکھ دیکھ کر سب سکھ بھول گئی مگر ظالم خاوند ہی گھر میں نہ رہا

م سدھارا بھیجنے کے بعد دونو سمدھیانوں میں یہ دستور رہا کہ جب لڑکوں کا کوئی تیوہار آتا تو سداسکھ مٹھائی اور بہت سی چیزیں پروہت اور نائی کے ساتھ خوشحالچند کے ہاں بھیجدیتا اور جب لڑکیوں کا تیوہار آتا تو خوشحالچند اس قسم کا سامان بریلی کو روانہ کرتا سداسکھ اپنے سمدھی کے ہانکی ساری چیزیں برادری میں تقسیم کردیتا مگر اُسکے کنبے میں جو شخص اُسکی لڑکی سے عمر میں بڑا ہوتا خوشحالچند کے ہاں کی کوئی چیز نہ کھاتا اور اُسے بیٹی کا دھن سمجھتا ہاں خوشحالچند کے ہان سداسکھ کا مال سب کو حلال تھا*

جب نسبت کو تین برس گزر گئے تو ایک روز سداسکھ نے اپنی بیوی سے کہا غ لالی سیانی ہوتی جائے ہے اسکا بیاہ کردینا چاہیئے اور شاستر کی بھی آگیا ہے کہ جہاں تک ہوسکے کنیا کا بواہ جلدی ہی ہوجائے تو اچھا ہے اور اسکا پن بھی بہت لکھا ہے م اُسکی جورو بولی غ ہاں اب لالی کا بیاہ جلدی کردو برادری کی جو بیربانیاں ہمارے گھر آویں ہیں وہ سب یہی پوچھے ہیں کہ لالی کا بیاہ کب کریگی اور منھہ پر تو نہیں کہیں ہیں پر دل میں ضرور کہتی ہونگی بڑے آدمی ہوکر انکو چھوری کے بیاہ کا ابتک فکر نہیں دونو پتریاں بھی نکالے دوں ہوں کسی مشر کو دکھاؤ اور بیاہ نکلواؤ م سداسکھ دونو پتریاں لیکر باہر آیا اور ایک مشر کو جو جوتش میں بڑا دخل رکھتا تھا بلوایا اور پتریاں دیکر پوچھا غ مہاراج یہ بتاؤ لالی کا بیاہ کب ٹھیرتا ہے م اُسنے دونو پتریاں لے لیں اور کچھ لکیریں کھینچنی شروع کیں پھر یکایک بول اُٹھا غ لالہ صاحب ہمارے نزدیک لڑکی کا بواہ بیساکھ سُدی اشٹمی کا نکلتا ہے یہ سایہ سب سایوں میں سریشٹ ہے م پھر سداسکھ نے کہا غ تو لگن کا مہورت بھی بچارو م اُسنے کچھ بڑبڑا کر اُسکی بھی تاریخ

شادی جب لگن کا دن آیا تو سداسکھ نے برادری کے تمام لوگوں کو اپنے مکان پر جمع کیا اور اُنکے روبرو اُسی پنڈت کو بلوا کر لگن لکھوایا اب لگن کی حقیقت سنیے وہ خوشحالچند کے نام پر اس مضمون کی ایک چٹھی تھی کہ فلاں تاریخ کی برات قرار پائی ہے اور علاوہ اِسکے اَور سب رسمیں جو بیاہ سے پہلے ہوتی ہیں اُنکی بھی تاریخیں اُس میں لکھی ہوئی تھیں اور ایک زائچہ کھچا ہوا تھا اور دونو طرف کے بزرگ جو ابتک جیتے تھے اُنکے نام بھی اس چٹھی میں مندرج تھے

پنڈت نے لگن کا کاغذ لکھکر اُسکے چاروں طرف رولی سے بڑے بڑے نقطے بنا دیے اور تھوڑی سی رولی حرفوں پر بھی چھڑک دی پھر اُس کاغذ میں تھوڑی سی دوب ہلدی کی پانچ گرہیں سوپاری کی دو ڈلیاں کچھ رنگے ہوئے چاول اور دو پیسے نقد رکھکر لپیٹا اور اُسکے اوپر کلاوہ باندھ دیا اِسکے بعد لڑکی کو بلا کر پہلے اُس سے گنیش جی کی اور پھر لگن کی پوجا کرائی اور لگن کو ایک ناریل اور چار روپئے سمیت لڑکی کی گود میں ڈال دیا اور اُسکے منہہ پر رولی سے مرَوٹ کھینچدی جب یہ رسم ادا ہو چکی تو لڑکی کا ماموں اُسے گود میں اُٹھا کر اندر عورتوں میں لے گیا اور وہاں اُس سے اُسکے خاندان کے دیوتاؤں کے روبرو ڈنڈوت کرائی پھر اُسکی گود کی ساری چیزیں لیکر باہر مردوں میں آیا اور سب برادری والوں کے سامنے پروہت اور نائی کو دیکر کہا کہ تم اسکو دہلی لے جاؤ سمدھی سے کہدینا کہ برات ہماری اور اپنی عزت کے موافق لاوے پھر نائی کیطرف مخاطب ہوکر بولا کہ سمدھی برات کا جو سامان کرے اُس سے ہمکو پہلے خبر دیجو اور جلد ہی سے آکر کہدیجو ✦

پھر برہمن اور نائی وہ اسباب لیکر دہلی کو روانہ ہوئے اور جب وہاں پہنچے تو نائی خوشحالچند کے

ہندوؤں کے ہاں دولہا دلہن کے ماتھے اور رخساروں پر ٹھوڑی کے نیچے تک رولی سے لکیریں کھینچ دیا کرتے ہیں اُن ہی لکیروں کو مروٹ کہتے ہیں ۱۲

نائی کے ہاں اور پروہت اُسکے پروہت کے ہاں جاکر ٹھیرا خوشحالچند کے نائی نے فوراً اپنے ججمان کو خبر دی کہ لالہ جی تمہارے ہاں لگن آیا ہے اُس نے اُسی وقت ایک پنڈت کو بلاکر لگن کے لینے کا مہورت دکھایا اور پنڈت جی نے جو دن بتایا اُسدن صبح سے سب برادری والوں کو بلایا جب وہ آکر جمع ہوگئے تو سدا سکھ کا پروہت اور نائی دونو ایک ناریل لگن چار روپئے نقد اور پانکا بیڑا لیکر اُسکے ہاں گئے خوشحالچند نے کروڑی مل کو بلاکر پٹڑے پر بٹھایا اور اُس سے گنیش جی اور نوگرہ کی پوجا کرائی اِسکے بعد سدا سکھ کے پروہت نے اُسکے ماتھے پر ٹیکا لگاکر ناریل لگن اور روپئے اُسکی گود میں ڈالدیے اور بیڑا کھلادیا اب رسم کے موافق تو یہ چاہئے تھا کہ کروڑی مل کو اُسکا ماموں اندر گھر میں لیجاتا مگر وہ آپس کی بے مزگی کے سبب سے خوشحالچند کے ہاں نہ آتا تھا اسواسطے ایک اَور شخص اُسے گود میں اُٹھاکر اندر لے گیا وہاں دولت رام کی بہن خوشحالو نے اُسکا آرتا کیا اور پھر ایک آدمی ساری چیزیں اُسکی گود میں سے باہر لایا خوشحالچند کی طرف سے ایک برہمن نے لگن کو کھولا اور اُس میں سے تمام چیزیں نکالکر اُسکی عبارت پڑھی اور پھر سب چیزیں اُس میں رکھکر جیسے پہلے لپٹی ہوئی تھیں اُسیطرح لپیٹ دیں مگر ٹکا نکالکر آپ لے لیا اسکے بعد خوشحالچند نے سب برادری والوں کو پان دیکر رخصت کیا اور آج کے دن سے اُسکے ہاں شادی شروع ہوگئی ✤

خوشحالچند نے اول کڑاہے کا مہورت دکھاکر گندوڑے بنوائے اور برادری میں تقسیم کیے پھر صرافہ نانوہ کی رسم ہوئی یعنی ساہوکاروں کی کوٹھیوں کے برہمنوں کو دُو دُو گندوڑے اور دو دو روپئے دیے مگر اَور برہمنوں کو دو دو گندوڑے اور صرف

✤ دولہا دلہن کے چہرہ کے گرد جو گھی کے چراغ تھالی میں رکھکر پھرلتے ہیں انہیں آرتا کہتے ہیں اور اس رسم کو آرتا کرنا بولتے ہیں ۱۲ ✤ نانوہ لفظ نامہ کا بگڑا ہوا ہے اور ہندو لوگ نانوہ اُس فہرست کو کہتے ہیں جس میں خاص اُن ہی برہمنوں کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں جنھیں دولتمند آدمی اپنے لڑکوں کی شادیوں میں کچھ نقد دیا کرتے ہیں ۱۲

چار ہی چار آنے دیے اِسکے بعد دعوت شروع ہوئی اور سات روز تک ناچ رنگ کے ساتھ رہی اس عرصے میں لگن کے دو روز بعد میرانے بھی اپنے کنبے کی تمام عورتوں کو بلا کر شام کے وقت اُنکے روبرو نائنوں سے گیت گوائے پھر ایک مکان کی دیوار کو ایک جگہہ سے لپوا کر اُسپر گیرو پھیرا اور اُسکے خشک ہوتے ہی ایک عورت نے ہلدی میں اپنا ہاتھ رنگ کر اُسپر پنجے کا نشان کر دیا اور سب عورتوں نے اُسکی پوجا کی اِسکو تھاپے کی رسم کہتے ہیں +

جب عورتیں پوجا سے فارغ ہو چکیں تو اُنہوں نے اپنے ہاتھ پانوں میں مہندی لگائی اور رات بھر گانا ہوتا رہا دوسرے روز صبح ہی مشر آیا اور اسکے کہنے سے عورتوں نے کمہاری کے ہاں سے ایک کھارا منگا کر اُسپر کروڑی مل کو بٹھایا اور مشر جی نے ایک سرخ کلاوہ بٹکر اُسمیں ایک لوہے کا چھلا ایک منکا سوراخ کی ہوئی سوپاری کی ڈلی اور رائی کی پوٹلی باندھی اور اُسکی پوجا کر کے کروڑی مل کے ہاتھ میں باندھ دیا اسی شے کو کنگھنا کہتے ہیں اور یہ اسواسطے دولہا اور دلہن کے ہاتھ اور پانوں میں باندھا کرتے ہیں کہ اُنہیں نظر نہ لگے اِسکے بعد چار عورتوں نے ایک رنگین کپڑے کے چاروں کونے پکڑے اور کروڑی مل کے سر پر اُسکا سایہ کر کے کھڑی ہو گئیں اتنے میں ایک عورت مٹی کے سات پیالے لائی ایک میں رولی دوسرے میں مہندی تیسرے میں ہلدی چوتھے میں تیل پانچویں میں دہی چھٹے میں دودھ اور ساتویں میں اُبٹنا تھا یہ ساتوں چیزیں مشر جی نے تھوڑی دوب پر لگائیں اور اُسے لڑکے کے پانوں گھٹنوں کندھوں اور ماتھے سے چھوا دیا پھر چار مرد اور چار عورتوں نے بھی یہی عمل کیا اور لڑکا ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کچھ دیتا گیا پھر نائی نے کروڑی مل کے کپڑے اُتارے اور اُسکے بدن پر اُبٹنا ملکر خوب نہلایا اور جو اُبٹنا بچ رہا اُسے کوارے لڑکوں کو مل دیا کہ اسکے اثر سے اُنہیں بھی یہ دن نصیب ہو اور اُنکی بھی شادی جلد ہو جائے کروڑی مل نے نہا دھو کر

اپنے کپڑے پہن لیے اور خوشحالو نے ایک تھالی میں آٹے کا چراغ بنا کر اُسمیں چار بتیاں
روشن کیں اور کروڑی مل کا آرتا کیا پھر اُسکے ہاتھ میں ایک لوہے کا گز دیدیا کہ اِس سے
بھوت پریت ڈرتے ہیں اور دولہا پر آسیب کا اثر نہونے پائے اِس ساری رسم کو
بان بیٹھنے کی رسم کہتے ہیں +

آج ہی کے دن منڈھا بھی چھوایا گیا اور اُسکی اصل یہ ہے کہ چار پیالوں کے پیندوں
میں سوراخ کر کے اُنہیں اسطرح سے ملا کر ڈورا پرد دیا کہ اِدھر اُدھر سے دو دو پیالوں کے
پیندے اور بیچ میں دو پیالوں کے منہہ آپس میں مل گئے اور ایک کپڑا تان کر اُن سب
پیالوں کو اُسکے نیچے لٹکا دیا +

چار روز تک بان کی رسم ادا ہوتی رہی پانچواں دن ہی تھا جو برات کی روانگی کے لیے
قرار پایا تھا اُسدن بھی ساری رسم پوری کی گئی اگر چار روز تک ساتوں چیزیں پانوں سے
لگانی شروع کرتے تھے اور سر پر تمام کرتے تھے اُس روز سر سے شروع کیں اور پانو پر تمام کیں
اور اِس عمل کو بنیوں کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ اِتنے دن تو تیل چڑھایا اور پھر اُتارا +

اُس روز نہانے کے بعد سب دولہا کے کپڑے نائی نے لے لیے اور بیاہ کے کپڑے
اُسکے پہننے کے واسطے منگائے پہلے برہمن نے دولہا سے اِن سب کپڑوں کی پوجا
کرائی پھر اُسنے سارے کپڑے پہنائے گئے اول گلبدن کا پاجامہ اور ململ کا رنگین جامہ
پہنایا پھر کمر پر پٹکا اور سر پر پگڑی باندھی اِسکے بعد رنگین جامے کے اوپر ایک اور زری کا
جامہ پہنایا اور پٹکے کے اوپر زری کا پٹکا اور پگڑی کے اوپر زری کا سرپیچ پھر سر پر مَوڑ اور
ماتھے پر سہرا باندھا یہ سب چیزیں لڑکے کا ماموں دیا کرتا ہے مگر خوشحال چند کروڑی مل کے
ماموں کا سارا اسباب دبا بیٹھا تھا اسواسطے اُس نے کچھ نہیں دیا پھر بھی تمام چیزیں اُسکی طرف سے
سمجھی گئیں برہمن کو پگڑی باندھنے کے پانچ روپے اور نائی کو جامہ پہنانے کا سوا روپیہ دیا گیا
جب دولہا کپڑے پہنکر تیار ہوگیا تو خوشحالو نے آکر اُسکے ماتھے پر ٹیکا لگایا اور اُسکی

گود میں لڈو ناریل اور ایک روپیہ ڈال دیا پھر اَور رشتہ داروں نے بھی ٹیکے لگا کر روپیے دیے اتنے میں کروڑی مل کے ایک رشتہ کی بھاوج نے آکر آنکھوں میں کاجل لگایا اور خوشحالچند نے اُس عورت کو ایک اشرفی دی علاوہ اسکے موگنا نے دودھ کی بخشوائی سَو روپیہ اور مینا نے ایک اشرفی لی +

اسکے بعد برات کے چلنے کی تیاری ہوئی برادری کے لوگ جو براتکے ساتھ جانے کو راضی ہوگئے تھے سڑک پر آکھڑے ہوئے اتنے میں لڑکے کو گود میں اُٹھا کر باہر لائے وہاں ایک گدھا اور ایک گھوڑا دو نو پھولوں کا سہرا باندھے ہوئے دولہا کی سواری کے لیے موجود تھے پہلے دولہا کا پانو گدھے پر رکھا (کیونکہ ہندوؤں کے اعتقاد میں گدھا سیتلاجی کی سواری ہے) پھر گدھے والے کمہار کو سوا روپیہ دیکر دولہا کو گھوڑے پر سوار کیا اور اُسکے پیچھے ایک اَور کنوارا لڑکا بٹھا دیا لڑکے کے سوار ہوتے ہی خوشحالو کے خاوند نے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور خوشحالچند سے ایک اشرفی لیکر چھوڑی پھر سب لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں ہو بیٹھے اور باجا بجواتے ہوتے آگے بڑھے شہر کے دروازہ تک باجا بجتا رہا پھر باجے والوں کو انعام دیکر رخصت کیا اور لڑکے کو گھوڑے سے اُتار کر اُسکے بھاری کپڑے بڑھالیے اور گاڑی میں بٹھا دیا دولہا کے ساتھ برادری کی کوئی عورت نہ گئی مگر بدیا جاٹنی جس نے اُس لڑکے کو پالا تھا اپنے خاوند اور کئی جاٹوں سمیت براتکے ہمراہ ہولی سب لوگ آرام سے منزل بہ منزل چلے گئے اور خوشحالچند ہر ایک کی خاطرداری کرتا گیا +

جب بریلی کوس بھر رہ گئی تو سب نے کپڑے بدلے اتنے میں سدا سکھ کیطرف سے کچھ آدمی آئے اور شہر کے باہر جو سدا سکھ نے کسی باغ میں پہلے سے خیمے لگوا دیے تھے اِن سب کو اُن خیموں کیطرف لیگئے یہ لوگ وہاں جا اُترے اور شہر میں سے برات کا اسباب جمع کرنے لگے جب چار گھڑی دن رہا تو نوبت نقاروں کے ساتھ برات چڑھا کر شہر میں لے گئے اُسوقت سب سے آگے نشان کا ہاتھی اور اُسکے پیچھے کئی اونٹ پھر کاغذ کپڑے اور

موم کے پھولوں کی ٹٹیاں اور ٹٹیوں کے پیچھے پالکیوں نالکیوں جھانوں اور گھوڑوں کی قطاریں تھیں اور پھر سارے برات والے پیادہ اور اُنکے پیچھے دولہا ایک گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا دولہا کے آگے نفیری بج رہی تھی اور دونو طرف دو آدمی مورچھل ہلا رہے تھے اور اُسکے گرد بہت سے آدمی اپنے اپنے ہاتھوں میں پھولوں کی آرائش لیے ہوئے چلے جاتے تھے +

جب برات سداسکھ کے مکان کے قریب پہنچی تو خوشحالچند نے دولہا پر سے کچھ اٹھنیاں چونیاں نثار کیں اس عرصہ میں سداسکھ جو برادری کے لوگوں کو لیے ہوئے پہلے ہی سے اپنے مکان کے باہر کھڑا تھا استقبال کے لیے آگے بڑھا اور دونو سمدھیانو کے لوگ آپس میں گلے ملے پھر کروڑی مل کو اُسکی سسرال کے دروازے پر لیگئے وہاں اُسکی ساس نے آکر اُسکا آرتا کیا کروڑی مل نے آرتے میں سوا روپیہ ڈال دیا پھر اُسکی ساس نے ٹیکا لگا کر ایک روپیہ دیا جن عورتوں نے پہلے کروڑی مل کو نہیں دیکھا تھا وہ سب اُسے دیکھکر کہنے لگیں رغ لالی کا بنا تو بنا ہی ہے ایسے جمائی کہاں ملیں ہیں ہم اسکے بعد لڑکا اور سب برات والے ایک بڑے مکان میں جسے جنواسا کہتے ہیں جا اُترے وہاں اُنکے جاتے ہی ناچ رنگ شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد سداسکھ ایک سو ایک روپئے نقد اور بہت سے برتن اور کروڑی مل کے واسطے عمدہ پوشاک اور زیور کی اکیس تہیں اور سارے برات والوں کے لیے کھانا لیکر وہاں آیا اول لڑکے کو چاندی کی چوکی پر بٹھا کر اُس سے گنیش جی کی پوجا کرائی پھر اپنے ہاں کی پوشاک پہنائی مگر موڑ پہلا ہی رہنے دیا اسکے بعد ایک روپیہ اور ناریل اُسکی گود میں ڈالا پھر کروڑی مل ایک مسند پر جو چوکی کے برابر بچھی ہوئی تھی جا بیٹھا خوشحالچند کی طرف سے سداسکھ اور اُسکے ہمراہیوں پر گلاب چھڑکا گیا اُسوقت یہ لوگ وہاں سے سرک گئے مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ آئے اور سب کو کھانا کھلا کر پھر چلے گئے +

جب آدھی رات کا وقت ہوا تو سداسکھ نے ایک نائی کی زبانی کہلا بھیجا کہ پھیروں کے
واسطے آؤ وہ لڑکے کو لیکر اپنے قریب رشتہ داروں سمیت سداسکھ کے مکان پر گیا
اب یہاں کا حال سنو کہ یہ لوگ بھی پہلے ہی بان کی رسم پوری کر چکے تھے اور
منڈھا بھی چھوا لیا تھا اور اب برات کے دن ہی ساری تیاری کر لی تھی سداسکھ اور اُسکی بیوی
نے اس بروز برت رکھا تھا جب کروڑی مل پھیروں کے واسطے آیا تو اوّل اُسے شطرنجی پر
بٹھایا پھر منڈھے کے نیچے دو پیڑھے رکھکر اُسکے اوپر ایک توشک بچھائی لڑکا ایک پیڑھی
پر بیٹھ گیا اور اُسکی جوتی اُتروا کر اُسکے ہاتھ پانو دھوئے اور آچمن[1] کرایا اسکے بعد سداسکھ
نے اُسکے ہاتھ میں مولی[2] باندھی اور اسوقت مشر نے ایک منتر پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے
ترجمہ میں نے جو پہلے اقرار کیا ہے کہ میں تمہیں کنیادان دونگا اب اُسے پورا کرتا ہوں
اسکے بعد وید کی کچھ عبارت پڑھکر کروڑی مل سے گنیش جی اور نوگرہ کی پوجا کرائی پھر
لڑکی کو وہاں لائے اور اُسکے آتے ہی کروڑی مل سے کہا کہ کھڑا ہو جا وہ جھٹ
کھڑا ہو گیا پھر لڑکی کو اُسکی دائیں طرف بٹھا کر اُس سے بھی گنیش جی اور نوگرہ کی پوجا کرائی
اسکے بعد آگ منگا کر منڈھے کے نیچے روشن کی اور وید کے بہت سے منتر پڑھے
پھر کنیادان کی تیاری ہوئی سداسکھ اور اسکی بیوی کا گٹھ جوڑا ہوا اور دولہا دلہن کے
ہاتھ میں مولی باندھ دی پھر سداسکھ نے اپنی لڑکی کے ہاتھ میں رولی ملی (اور اسی سے ہندؤں
کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ لڑکی کے ہاتھ پیلے ہو گئے) اُسوقت عورتوں نے کچھ راگ گایا
اور دونوں طرف کے پنڈتوں نے ساکھا اُچار پڑھا یعنی لڑکے اور لڑکی دونو کے باپ دادا
اور پردادا کا نام بیان کیا اور اُنکا گوتر[3] بتایا اسکے بعد سداسکھ نے لڑکی کا دایاں ہاتھ لیکر
لڑکے کے دائیں ہاتھ پر رکھدیا اور پھر لڑکے کا انگوٹھا پکڑ کر اور اپنے ہاتھ میں سونے کی

[1] ہندی رسموں کے پہلے تھوڑے سے پانی کو چلو میں لیکر اور اسپر گنگا دشن گنگا دشن کہکر منہہ میں ڈالنے کو آچمن کرنا کہتے ہیں ۱۲ [2] کلاوہ کے سوت کو مولی کہتے ہیں ۱۲ [3] یعنی نسل کی اصل بتائی ۱۲

انگوٹھی پھول صندل اور پانیکا بھرا ہوا سنکھ رکھکر ایک سنکلپ پڑھا جسکا مطلب یہ تھا کہ میں یہ کنیا گنگی نامی جو فلانے کی پڑپوتی اور فلانے کی پوتی اور فلانے کی بیٹی ہے زیور اور کپڑوں اور سواری اور اُور اسباب سمیت نہالچند کے پڑپوتے خوشحالچند کے پوتے اور لمت رام کے بیٹے کروڑی مل کو دیتا ہوں یہ اسکی بیوی ہے اور میرے اِس دان سے بھگوان خوش ہو یہ کہکر انگوٹھی لڑکے کو پہنا دی اور سنکھ کا پانی اُسکے ہاتھ میں ڈال دیا اُسیوقت پنڈتوں نے آواز دی کہ مہاراج تمہارا یہ دینا سپھل ہو اسکے بعد خوشحالچند نے اپنے پوتے سے گائے کا دان کرایا (کیونکہ ایسا بھاری دان یعنی کنیا لیکر اُسکا عوض اُتارنا ضرور تھا) مگر اُسوقت گائے موجود نہ تھی اُسکی عوض ایک اشرفی پروہت کو دیدی پھر دولہا دلہن کی گانٹھ باندھ دی اور اسوقت وید کے منتر پڑھے گئے اور ہوم ہوتا رہا اُسکے بعد دونو کو کھڑا کیا اور آگ کے گرد چار چکر دلوائے تین چکر میں لڑکی کو آگے رکھا اور چوتھے میں لڑکا آگے رہا جب یہ چکر ہوتے جاتے تھے تو لڑکی کا بھائی اُسکے ہاتھ میں کھیلیں دیتا جاتا تھا اور وہ اُنہیں آگ میں ڈالتی جاتی تھی۔

اِن چکروں کے بعد دونو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور اُن میں آپس میں عہد و پیمان ہونے لگے مگر پنڈت ہی اُنکی طرف سے گفتگو کرتے رہے اور سنسکرت کی عبارت جو پہلے سے اس باب میں مقرر ہے پڑھتے رہے اوّل سدا سکھ کے پنڈت نے لڑکی کی طرف سے جو عبارت پڑھی اُسکا مطلب یہ ہے **مطلب** میں سات باتیں چاہتی ہوں اگر تو اُنپر راضی ہو تو میں بائیں طرف آجاؤں[1] نہیں تو ابتک کنیا ہی ہوں اوّل جو تو یگ کرے تو بغیر میری اجازت کے نکریو دوسرے جو برت کرے تو میرے سے پوچھ لیجو تیسرے تینوں زمانوں یعنی لڑکپن جوانی اور بڑھاپے میں میری خبر لینا رہیو چوتھے جو کچھ کما کے لائے میرے آگے رکھدیجو پانچویں جو جانور خریدے

[1] بائیں طرف آنا بیوی ہوجانے سے کنایہ ہے۔

انہیں مجھ سے صلاح لیکر پوچھئے جو عیش و عشرت کی باتیں ہر موسم میں ہوتی ہیں انہیں بغیر میرے ہرگز نہ اختیار کیجو ساتویں جب میں اپنی سہیلیوں اور ہم چشموں میں بیٹھی ہوں تو میری بے وقری نہ کیجو جب لڑکی کا پنڈت یہ عبارت پڑھ چکا تو اُس نے کروڑی مل سے کہا ع کہو وشن بھلی کرینگے م کروڑی مل نے فوراً یہی جواب دیدیا اسکے بعد لڑکے کی طرف سے پنڈت نے جو کچھ پڑھا اُسکا حاصل یہ ہے حاصل مجھے یہ سب شرطیں منظور ہیں مگر میں بھی پانچ باتیں چاہتا ہوں اوّل بغیر میری اجازت کے گھر سے باہر نہ نکلیو دوسرے کبھی کسی شرابی آدمی یا مست ہاتھی کے سامنے نہ جائیو تیسرے اپنے باپ کے گھر میں مجھ سے پوچھکر قدم رکھیو چوتھے میری کسی بات کو نہ ٹالیو پانچویں ہمیشہ میری خدمت کرتی رہیو اور مجھ سے محبت رکھیو ✦

م جب یہ عہد و پیمان ہو چکے تو لڑکی کو لڑکے کے بائیں طرف بٹھادیا اور پھر دھرو کے درشن کرائے اسکے بعد دونو اُٹھکر اُوپر کے مکان میں چلے گئے اور نیچے برہمن ہوم کرتے رہے عورتوں نے لڑکے کو تھاپے کے آگے بٹھایا اُسکی جوتیاں پہلے ہی سے وہاں لاکر ایک چھاج کے نیچے رکھدی تھیں اُس سے اُنکی پوجا کرانی چاہی اور کہا ع لے اِنکو پوج یہ تیرے کل دیو ہیں م وہ پہلے ہی اس امر سے واقف ہو چکا تھا اور سیکھا ہوا تھا کہ وہاں جوتیاں رکھی ہیں ہرگز نہ پوجنی چاہئیں جھٹ بول اُٹھا ع واہ یہ تمہارے ہی دیوتا ہیں میں نہیں پوجوں ہوں تُم ہی اُنکو پوجو م پھر سب عورتوں نے اُس سے یہ چھپن کھولئے اور روپئے دیئے ✦

چھن پکاؤں چھن پکاؤں چھن پکیکا بیڑا ✦ برات آئی چاندنی چھائی آیا ہیرا
چھن پکاؤں چھن پکاؤں چھن پکیکا خُرما ✦ تمہاری بیٹی کو ایسا رکھوں جیسا آنکھو نکا سُرما
چھن پکاؤں چھن پکاؤں چھن پکیکا رڈرا ✦ دوسرا چھن جب کہوں جب سسرا دیگا گھوڑا

م جب یہ سب رسمیں ادا ہو چکیں تو خوشحالچند اور اُسکے رشتہ دار جنواسے میں چلے

اُسوقت صبح ہوگئی تھی اور سب لوگ رات کے جاگے ہوئے تھے آتے ہی اپنے اپنے بستروں پر پڑ رہے جب دوپہر ہوئی تو لڑکا اپنی سسرال میں کنگھنا کھیلنے گیا اور اپنی ساتھ اور بہت سے لڑکوں کو لیتا گیا دونو دولہا دلہن پیڑوں پر بیٹھے تائن نے آتے ہی ایک تھالی میں پانی بھر کر اُسمیں ایک روپیہ ڈال دیا پھر دولہا کا کنگھنا دلہن سے اور دلہن کا دولہا سے کھلوایا دونو کے کنگھنے ایسے مضبوط بندھے ہوئے تھے کہ اُنکا کھولنا بہت مشکل تھا جب کروڑی مل سے گنگی کا کنگھنا نہ کھلا تو عورتوں نے چاروں طرف سے خوب قہقہے مارے اور طرح طرح کے آوازے پھینکے کوئی بولی غ اری تیری ماں نے تجھے خوب دودہ پلایا ہے م کوئی کہنے لگی غ اری بھلی ڈبوئی جو یہی گرہ نہیں کھول سکتا تو آگے کو کیا کرے گا +

م جب دونو کنگھنے کھل چکے تو نائن نے انہیں ملا لیا اور کئی دفعہ روپئے کے ساتھ تھالی میں پھینکا دولہا دلہن دونو اس تاک میں بیٹھے رہے کہ کنگھنا گرے اور ہم لے لیں نائن نے بھی اُسے اس انداز سے چھوڑا کہ کبھی وہ دولہا کے ہاتھ لگا اور کبھی دلہن کے اسی طرح سات دفعہ پھینکا مگر آخر کو لڑکے ہی کیطرف ڈالا کہ انجام کو دولہا ہی دلہن پر غالب رہے اس رسم کے بعد سب لڑکوں نے کھانا کھایا اور پھر رخصت ہوکر جنواسے میں چلے گئے

دوسرے روز سدا سکھ نے سب سمدھیوں کی دعوت کی شام سے ناچ شروع ہوا جب چھ گھڑی رات گئی تو وہ اپنے رشتہ داروں اور ایک پنڈت کو ساتھ لیکر جنواسے میں گیا وہاں جاکر پہلے ناچنے والیوں کی گالیاں سنیں اور اُنکے انعام میں انہیں ایک اشرفی دی پھر دونو طرف کے پنڈت سوپاری کی چار چار ڈلیاں اپنے ہاتھ میں لیکر وہاں آ بیٹھے پہلے دلہن کیطرف کے پنڈت نے سنسکرت میں ایک عبارت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے +

ترجمہ جہان میں سب سے بڑی زمین اور زمین سے بڑا سمندر ہے جو اُسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور اُس سے بڑے اگست منی جو سمندر کو پی گئے اور اگست منی سے بڑا آسمان جسمیں وہ جگنو کی طرح چمکتے ہیں اور اُن سے بڑے روشن جی جنکے

ایک قدم کے برابر آسمان ہے اور روشن جی تمہاری ہر دسے میں ہیں تو سب سے بڑے تم ہی ہو ۔
یہ پڑھکر اپنے ہاتھ کی سوپیاری کی ڈلیاں دولہا کیطرف کے پنڈت کو دیدیں پھر اُسنے
ایک عبارت پڑھی جسکا مطلب یہ ہے مطلب اس جہان میں سانپوں کے سوا
ایسا کوئی نہیں ہے جو تمہاری تعریف سُنکر سر نہیں ہلاتا اور واہ واہ نہیں کہتا اور
سانپوں کو خدا نے کان ہی نہیں دیے کہ وہ نہ تمہاری تعریف سنیں گے نہ سر ہلائینگے
اور اگر سانپ سر ہلایا کریں تو شیش ناگ بھی جسکے پھن پر یہ زمین ٹھیری ہوئی ہے
سر ہلائے اور زمین کا کچھ ٹھکانا نہ لگے ۔ اسکے بعد سدا سکھ خوشحالچند کو بھیٹ دیکر
چلا گیا اور یہاں سب لوگوں نے کھانا کھایا ۔
ابھی برات رخصت ہونے پائی تھی کہ دہلی سے غدر کی خبر آئی اور سب جگہ چرچا
ہونے لگا کہ کالوں کی فوج میرٹھ سے بگڑ کر دہلی چلی گئی اور وہاں جاکر تمام
انگریزوں کو قتل کر ڈالا اور شہر کو لوٹ لیا پہلے تو خوشحالچند اور اَور لوگوں کو بات کا
یقین نہ آیا لیکن جب یہ حال اچھی طرح کھل گیا تو خوشحالچند کے ہوش اُڑ گئے اور جو لوگ
اُسکے ساتھ برات میں آئے تھے ایک ایک کر کے سٹک گئے خوشحالچند نے بھی جو مال و
دولت کو اپنے بیٹے سے زیادہ عزیز جانتا تھا دہلی آنیکا ارادہ کیا اور دولترام
سے کہا غ بھائی دلی کی خبریں بری سُننے میں آ رہی ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں یہاں سے
چلا جاؤں م دولت رام بولا غ چار دن کی بات اَور ہے پھر ہم تم سبھی چلو چلیں گے
م اُس نے کہا غ نہیں نہیں ابھی نہ جانا چاہیئے رستے میں گوجر اور میو لوٹتے
ہیں اتنی بڑی برات کو کب چھوڑیں گے ۔
م دوسرے روز صبح ہوتے ہی نہ سدھ بدکی لی اور نہ منگل کی لی ایک نوکر کو اپنے
ساتھ لے گاڑی میں بیٹھکر دہلی کو روانہ ہوا رستے میں اَور بہت سی گاڑیاں اُسکے
ساتھ ہو گئیں اور ان میں سے بعض کے ہمراہ ہتیار بند آدمی بھی تھے گنگا تک تو سب

گاڑیاں اچھی طرح چلی آئیں مگر آگے بڑھتے ہی گوجروں کی ایک گروہ اُن پر آپڑی ہتیار بندوں کے ہتیار دھرے ہی رہے گوجروں کی شکل دیکھکر سب تھرانے لگے اُن لٹیروں نے سب گاڑی بانوں کو گاڑیوں سے اُتار دیا اور آپ گاڑیوں کو تمام آدمیوں سمیت ایک گانو میں جو سڑک سے ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر تھا ہانک لیگئے وہاں جاکر سب کی تلاشی لی اور جو جو شے جسکے پاس دیکھی چھین لی خوشحالچند کی ایسی بُری گت کی کہ اُسکے سارے کپڑے اُتروا کر ایک لنگوٹی بندھوادی مگر جب اُسنے بہت سی عاجزی اور خوشامد کی باتیں کیں تو صرف اُسکی دھوتی دیدی اور نوکر کے پاس ہتیار بندھے ہوئے تھے اُسکی توشامت ہی آگئی تھوڑی دیر تک خوشحالچند اپنے نوکر کے چھٹنے کا انتظار کرتا رہا مگر جب اُنہوں نے بڑی دیر تک نچھوڑا اور خوشحالچند سے کہا غ جو بھلا چاہے ہے تو جا بھاگ جا م تو خوشحالچند روتا ہوا آگے بڑھا اور اُس حالت میں یہ کہتا جاتا تھا غ بھگوان تینے یہ کیا بپتا ڈال دی جو دلی میں یہی حال ہے تو روپیہ کسنے چھوڑا ہوگا عورتوں کا بھگوان جانے کیا حال ہوگا اب ہمارا ٹھکانا کہیں نہیں رہا م گرتا پڑتا کوس بھر گیا تھا کہ پانو میں چھالے پڑنے لگے پیاس کے مارے منہہ خشک ہوگیا مگر کوئی کنواں نظر نہ آیا اور جو دکھائی بھی دیا تو اُسپر ڈول نہ پایا آخر چلتے چلتے ایک کنواں سڑک کے کنارے پر ملا وہاں ایک چمڑے کا ڈول پڑا ہوا تھا پہلے سمجھا کہ مذہب کے لحاظ سے چمڑے کے ڈول کا پانی نہ پینا چاہیے مگر پھر یہ خیال کیا کہ جب جان ہی جاتی ہو تو کاہے کا دھرم جھٹ ڈول کھینچکر پانی پی لیا وہاں سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک میو کا لڑکا جسکی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی اُسے دیکھکر بولا غ لالہ دھوتی دھرتا جا م خوشحالچند نے عاجزی سے کہا غ بھائی ایک یہی بچا کر لایا ہوں تیرے کس کام کی ہے میں ننگا شہر میں کہاں جاؤں گا م اور بہت سی خوشامد کی باتیں کرکے آگے بڑھا اور طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاکر ہاپوڑ پہنچا چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑگئے تھے وہاں بازار میں

ہونے کی تلاش کرنے لگا اتنے میں ایک بنیے سے ملاقات ہوئی وہ اُسے اپنے مکان پر لیگیا خوشحالچند نے وہاں جاکر اپنی ساری حقیقت اُسکے روبرو بیان کی اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا وہ بنیا بولا کہ لالہ صاحب روئیکیوں ہو خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو آپ اپنے گھر میں آن پہنچے اس طرح کی باتیں کرکے اُسکی بہت خاطرداری کی اور کپڑا جوتا اور اَور جو کچھ درکار تھا منگا دیا خوشحالچند کو اپنے مال کی لو لگی ہوئی تھی دو روز تک تو اُسکے مکان پر رہا اور پھر دہلی آنے کا ارادہ کیا ہرچند اُس بنیے نے منع کیا اور رستے کی خطرناکی کا حال بیان کیا مگر وہ کیا ماننے والا تھا بولا کہ جو ہونا ہے سو ہو مجھے تو دلی پہنچنا ہے تمسے ہو سکے تو مجھے دلی پہنچوا دو اور جو نہیں تو میں اکیلا ہی چلا جاتا ہوں اُس بنیے نے ناچار ہوکر بڑی مشکل سے ایک ٹٹو کرایہ کو کر دیا اور خوشحالچند اُسپر سوار ہوکر دہلی کی طرف روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک طرف سے دو چار آدمیوں نے آگھیرا ایک نے ٹٹو پر سے دھکا دیدیا اور دوسرے نے کہا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے وہ سب ڈال دے نہیں تو ابھی مار ڈالتے ہیں اُس نے اپنے سارے کپڑے اُتار دیے پھر اُن لوگوں نے اُسکی خوب تلاشی لی یہانتک کہ اُسکا منہہ کھلوا کر حلق میں اُنگلیاں ڈالیں آخر لنگوٹی بندھوا کر رخصت کیا ٹٹو والا بھی اپنا سر پیٹتا رہ گیا خوشحالچند گرتا پڑتا دہلی میں آیا اور دروازے میں گھستے ہی جو پوربیے سپاہیوں کو ننگی تلواریں لیے بازار میں پھرتے دیکھا تو تلواروں کی چمک سے اُسکی آنکھوں کے تلے اندھیرا آگیا خیر جسطرح ہوسکا گھر پہنچا وہاں سب عورتیں اُسکا یہ حال دیکھکر رونے لگیں اتنے میں اُسکی بیوی بولی کہ چلو جان بچ گئی میں نے لاکھوں پائے خوشحالچند کو تو اپنے مال کی پڑ رہی تھی آتے ہی تمام چیزیں زمین میں ایک جگہہ دفن کرا دیں اور وہ جگہہ ایسی ہموار کردی کہ کسیکو یہ معلوم نہو کہ یہاں کچھ دبا ہوا ہے ❊

ادھر تو خوشحالچند اِن مصیبتوں میں پھنسا ہی ہوا تھا اُدھر دولت رام کے سالے

نے بھی سوچا کہ اسنے تو ہمارے ساتھ دغا کی ہی ہے مگر اب ہمکو بھی بدلا لینے کا بہت اچھا موقع ہاتھ لگا ہے یہ سوچکر ایک انگریزی خوان کو بلایا اور خوشحالچند کی طرف سے ایک چٹھی انگریزوں کے لشکر کے کمانیر کے نام پر لکھوائی اور ایک آدمی کو کچھ روپے دینے کا قرار کرکے کہا کہ اس چٹھی کو لیجا اور دو چار سپاہیوں کو دکھا کر کہو دیکھو خوشحالچند ساہوکار انگریزوں کو چٹھیاں بھیجا کرے ہے ۔ اُس نے ویسا ہی کیا سپاہی فوراً اُسکے مکان پر جا پہنچے اور دروازہ توڑکر اندر چلے گئے اتنے میں دولت رام کے سالے نے ایک اور چٹھی اُسکے مکان میں ڈال دی خوشحالچند پوربیوں کی شکل دیکھتے ہی ڈر گیا اور دالان میں سے باہر نکلکر کہنے لگا کہ کہو بابو کیونکر آئے ہو ۔ اُنہوں نے فوراً اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ ارے تو انگریزوں کو چٹھیاں بھیجتا ہے ۔ وہ بولا کہ نہیں بابو ہرگز نہیں ہم بادشاہ کی رعیت ہیں ہمیں انگریزوں سے کیا کام ۔ اُس نے ہرچند اس امر سے انکار کیا مگر پوربیوں نے نہ مانا اور اُسکا سارا اسباب لوٹ لیا پھر اُسے پکڑ کر اپنے جنرل کے پاس لے گئے اور وہاں اُسکے حکم سے مارا گیا دولت رام کا سالا جو اس امر میں سپاہیوں کا شریک بلکہ اس مقدمہ کا بانی تھا بادشاہ کے بڑے خیرخواہوں میں شمار ہونے لگا اور غدر بھر اُنکے ساتھ رہا اور اُن ہی کا دم بھرتا رہا مگر انجام کار انگریزوں نے اُسے گرفتار کرکے پھانسی دیدی

اب بریلی کا حال سنیئے خوشحالچند کے آنے کے تھوڑی مدت بعد وہانکا کمپو بھی بگڑ گیا اور بریلی کا ایک رئیس جسکے بزرگ پہلے بھی وہانکے سردار تھے اس جگہ کا حاکم ہوگیا فوج کے بہتیرے آدمی اُسکے ساتھ ہوگئے اور مالداروں سے روپئے طلب کرنے لگے مخبروں نے لوگوں کو جدا ستانا شروع کیا اور آپ ہی آپ طرح طرح کے بہتان اُٹھانے لگے ایک شخص سداسکھ کے پاس آیا اور کہا کہ لالہ فلانے انگریز کا بہت سا روپیہ تمہاری پاس جمع ہے اب تمہاری خبر لیجائے گی ۔ سداسکھ نے کہا کہ ہمارے ہاں کسی انگریز کا

کچھ روپیہ جمع نہیں ہے جسکے من میں آوے دیکھ لے م دوسرے روز صبح ہی
سا اسکو یہ خبر پہنچی کہ میرے گھر کے لٹنے کا علم ہوگیا ہے یہ سنتے ہی اُسنے اپنا سارا
مال کہیں چھپا دیا اور آپ روپوش ہوگیا سپاہیوں نے اُسکے مکان کی تلاشی
لی مگر وہاں اُسکا پتا نہ لگا اتنے میں کوئی اُسکا رشتہ دار بول اُٹھا غ بابو وہ اپنی
سمدھی کے ہاں گیا ہوگا م یہ سنکر سپاہی دولت رام کے پاس آئے اور کہا غ
بتا تیرا سمدھی کہاں ہے م اُس نے کہا غ بابو میں کیا جانوں اپنے گھر ہوگا م
سپاہی بولے غ ہاں تو کہا[1] جانے بھلائی کی باتیں کرتا ہے م دولت رام
نے ہرچند عذر کیا مگر انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور اُسکی مشکیں باندھ لیں چار پانچ
سپاہی مکان کے اندر گھس کر کچھ اسباب لوٹنے لگے اتنے میں اور پوربیے
باہر سے آگئے اور دولت رام کی مشکیں بندھی ہوئی دیکھکر اپنے دل میں سمجھے
کہ یہ شخص انگریزوں کا طرفدار ہوگا یہ سمجھکر دولت رام کی چھاتی میں ایک گولی ماری
کہ وہ اُسکے صدمے سے مرگیا پھر سبکے سب وہاں سے چلے گئے +

تیج رام اور اُسکے رشتہ دار اُس روز صبح ہی کروڑی مل کو اپنے ساتھ لیکر
رام گنگا نہانے چلے گئے تھے وہاں سے واپس آئے تو نہایت گھبرائے
دولت رام کے لڑکے کو بہت سا پیار کیا پھر وہاں بیٹھکر حسرت و افسوس کی باتیں
کرتے رہے آخر ایک جاٹ نے کہا غ بھائیوں جو ہوا سو ہوا یہ تو اب مٹی ہے
اسکو تو پھونک آؤ م تیج رام نے اُسے رام گنگا پر لیجا کر پھکوا دیا اور کروڑی مل کے
ہاتھ سے اُسکی کپال کریا کرائی اُس روز کسی نے کچھ نہ کھایا اور سب کو نہایت رنج
رہا دوسرے روز جاٹ بولے غ بھائی ایک کام کرو اس چھورا چھوری کو سنگ لیکے
گھر چھوڑ چلو اور جسطرح ہو سکے اپنے گانو کو چلے چلو نہیں تو یاد رکھنا تم بھی مارے جاؤ گے

[1] لفظ کیا کی جگہ اکثر پوربیے کہا بولتے ہیں ۱۲

م تیج رام نے ہرچند سداسکھ کی تلاش کی مگر اُسکا کہیں پتا نہ ملا آخر یہ صلاح ٹھیری
کہ دولہا دلہن کو ساتھ لے چلنا چاہیئے *

القصہ اُن دونوں کو مینا سمیت ایک گاڑی میں بٹھا دیا اور سب کے سب جاٹ
بندوق تلوار لاٹھی سونٹا لے وہاں سے چلے جب مرادآباد سے ورے نکل آئے تو
اُنہوں نے گوجروں کی ایک دھاڑ آتی ہوئی دیکھی تیج رام نے اپنی طرف کے جاٹوں سے
کہا غ بھائیوں تیار ہو جاؤ لٹیرے آویں ہیں میں تمسے پہلے ہی کہوں تھا یہ چھوڑا
چھوری کا ٹوم چھلا ہمیں بھی مروا دیگا م وہ بولے غ ارے کیوں گھبرایا جائے ہے
آنے دے پہلے ہمیں مار ڈالیں گے جب ہی چھوری کی ٹوم کو ہاتھ لگاوینگے م
جب گوجر اُنکے قریب آگئے تو ایک جاٹ نے پکار کر اُنسے کہا غ بھئی جو لوٹنے کی بجا
کر آئے ہو تو ویسی ہی کہدو ہم بھی لڑنے مرنے کو تیار ہیں جاٹ کے پوت ہیں جو اپنا سر دینگے تو
پہلے دو چار کا کاٹ بھی لینگے اور جو اپنی ڈگر جانا ہے تو چلے جاؤ ہم تمسے بولتے نہیں
م گوجر بولے غ ہمیں یہ گاڑی دیدو اور ہم کچھ نہیں چاہتے م اُنکا یہ کہنا تھا کہ جاٹوں
نے بندوقوں کی ایک باڑ چھوڑی اور پھر تلواریں سوت کر گوجروں کے کئی آدمی مارے جو باقی
رہے تھے وہ بھاگ گئے *

اسکے بعد سب کے سب جاٹ اپنی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے اور گوجروں کو ہزاروں
گالیاں دیتے ہوئے آگے بڑھے کوئی کہتا تھا غ دیکھو میں نے اُس ٹھنگنے کی کیسی نار کاٹی
ہے م دوسرا بولا غ ارے وہ تو ایسے بھاگے جیسے بھیڑ بھاگے ہے پیچھا پھر کر بھی تو
نہیں دیکھا م اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے گنگا پر پہنچے اور ایک برہمن کے مکان پر جو
اُنکے گانو کا پروہت تھا جا اُترے اُس نے اُنکی بڑی خاطرداری کی رات بھر وہاں رہے
صبح ہوتے ہی آگے بڑھے مگر چاروں طرف دیکھتے جاتے تھے کہ ایسا نہو گوجر آ جائیں
تین چار ہی کوس گئے تھے کہ انہیں ایک گانو ملا دیکھتے کیا ہیں کہ وہاں دس بیس

آدمی ایک جگہ جمع ہیں کوئی کہہ رہا ہے غ ارے کیا سوچ ہو مارہی ڈالو م کوئی
کہتا ہے غ نہیں ان کو گانو میں رکھنا چاہیے جو اپنی پناہ میں آئے اُسپر ہاتھ اُٹھانا
اچھا نہیں م اسی طرح کوئی کچھ کہہ رہا تھا کوئی کچھ جاٹ یہ باتیں سنکر اُن کی طرف گئے اور
دیکھا کہ وہاں ایک انگریز اور ایک میم دونو ننگے پانو بیٹھے ہیں اور میم کی گود میں ایک
بچہ ہے اور کئی لٹیرے اُنکے گرد کھڑے ہوئے اپنی اپنی گفتگو کر رہے ہیں مینا اُنہیں
دیکھکر کہنے لگی غ جانے کس نپوتے نے اِن کو دکھ دیا ہے ارے اِس گانو کے
لوگ بڑے نردئی ہیں چھوڑا تو دیکھو جیسے گلاب کا پھول ہے رام جی نے انکے اوپر
بپتا ڈالدی م اُسکا یہ کہنا تھا کہ میم بولی غ تمہارے پاس بھی بابا لوگ ہے ہمری بابا
کو مار گئے اب اِسکو بھی مارینگے م جاٹوں کو میم کی اس بات پر رحم آیا اور سب کے سب
آپس میں کہنے لگے غ بھائیوں تم تو بریلی سے سر بچا کر چلے ہو جو ہو سکے تو انکو بھی
بچاؤ م یہ سنکر تیج رام نے اُس گانو والوں سے کہا غ ارے کیوں انکو ستاتے ہو
ایک تو وہ دن تھا جب انکے پیادے سے بھی کانپو تھے اب جو اِن پر رام جی نے بپتا
ڈالدی تو ان کی پاس بھی تمہیں نہیں سہاتی م یہ سنکر وہ سب کے سب بول اُٹھے غ
جو ایسا تو سر کا ہے تو تو ہی کیوں نہیں لیجاتا رات دن ہماری گانو میں ترک سوار ڈھونڈا
کریں ہیں جو وہ سن پاویں گے تو ہمیں اور انہیں کولہو میں پلوا دیں گے سو ہمیں کیا جو
انکے ساتھ اپنے بال بچے مروادیں م جاٹ بولا غ بھلا رے بھلا ہم ہی لیجائینگے
دیکھ لینگے ترک سواروں کو م پھر انہوں نے انگریز سے مخاطب ہو کر کہا غ آ صاحب
ہماری ساتھ چل ہم تجھے اپنی گاڑی میں بٹھا لینگے اور جہاں تو کہیگا وہیں پہنچا دینگے
م یہ سنتے ہی انگریز اور میم اپنے بچے کو لیکر کھڑے ہوگئے اور جاٹوں کے ساتھ چلے
جب اُس گانو سے تھوڑی دور نکل گئے جاٹوں نے میم کو جاٹنی کے کپڑے پہنا دئے
اور انگریز اور بچے کے کپڑے بھی بدل دیئے پھر اُن سب کو گاڑی میں سوار کیا اور مینا

گاڑی میں سے اُتر کر مردوں کے ساتھ پیدل چلنے لگی شام کو ایک گانو میں پہنچو وہاں
کوئی سرا نہ تھی اسواسطے ایک بنیے کے مکان پر جا اُترے اتفاقاً اُس گانو کے کسی
لڑکے نے انگریز کے بچے کو گاڑی میں سے اُترتے ہوئے دیکھ لیا اور اپنے ماباپ سے
جا کر کہا غ بنیے کی حویلی میں ایک فرنگی کا چھوکرا آیا ہے م اُسکے باپ نے
اسبات کا کچھ خیال نہ کیا اور حقہ بھر کر چوپاڑ میں جا بیٹھا وہاں طرح طرح کی گفتگو
ہو رہی تھی اتنے میں ایک شخص نے کہا غ ارے آج تو اس بنیے نے اپنی حویلی
میں بہت سے جاٹوں کو اُتار رکھا ہے اُنکے ساتھ فرنگی اور فرنگن بھی ہے م
اُس لڑکے کا باپ بولا غ ہمارا چھوکرا بھی کہے تھا پر ہمیں ہیں تو ایمان نہ آیا م سمیں ایک
اَور بہت سے آدمی وہاں آ گئے اور سارے گانو میں یہ بات مشہور ہو گئی
کہ جاٹوں کے ساتھ فرنگی ہے بہت سے میو گوجر قصاب اور جلاہے جو اُس گانو میں رہتے
تھے بنیے کے پاس گئے اور کہنے لگے غ ارے کیوں شامت آئی ہے پھر اپنے
کرموں کو بیٹھا روویگا فرنگی کو کہاں سے لا کر تیں نے اپنے مکان میں اُتار لیا
اُن کو جلدی نکال نہیں تو مارا جائیگا م وہ کہنے لگا غ نہیں تو ہمارے گھر میں تو جاٹ
اترے ہوئے ہیں چاہے تم چلکر دیکھ لو اُنہوں نے ہماری دکان سے سودا لیا تھا
پوچھنے لگے یہاں اُترنے کو بھی کوئی جگہ ہے میں نے کہا ہمارے مکان میں اتر د
ایک مکان خالی پڑا ہے م اُن لوگوں نے یہ سُنکر بنیے کو اپنے ساتھ لیا اور اُس
مکان کی طرف گئے جاٹوں نے جو بہت سے آدمیوں کو آتے دیکھا جھٹ دروازہ
بند کر لیا بنیے نے پکارا غ بھائیو دروازہ کھولو م مگر جاٹوں نے کچھ توجہ نکی تب تو
اُن لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہاں ضرور کوئی انگریز ہے یہ سمجھ کر اپنے اپنے گھر گئے
اور فوراً ہتیار لیکر چلے آئے جاٹ بھی اپنی بندوقیں سنبھال کر چھت پر آ کھڑے
ہوئے وہاں دیواروں میں بہت سے موکھے بنے ہوئے تھے اور تین دروازے کے

اوپر بھی کچھ سوراخ تھے انہوں نے ایسا بندوبست کیا کہ جس نے دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا اُسی کے گولی ماری ❖

دو دن تک جاٹوں نے کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیا مگر جب تیسرے دن اُنہوں نے دیکھا کہ بندوقیں بھرنے کو باروت اور پیٹ بھرنے کو کھانا نہیں ہے تو گھبرا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے میتا بولی ﻍ یہاں تیل بہت ہے اور ایک کڑھایا بھی رکھا ہے اُسکو چولہے پر چڑھا کر تیل تتا کرلو اور جب یہ لوگ آویں تو جلتا تیل اُنکے اوپر ڈال دو ﻡ یہ بات سُنکر ایک جاٹ بولا ﻍ چاچی بات تو تیجو چوکھی کہی پر دو دن سے کھانے کو کم ملا ہے اور آج ہے ہی نہیں یہاں سے کسیطرح نکل ہی جائیں تو اچھا ہے ﻡ اتنے میں انگریز بولا ﻍ جو تم میں سے کوئی ہمارا چٹھی یہہ ٹھکو لیجائے تو وہاں سے گورا لوگ آجائیگا ﻡ تیجرام نے کہا ﻍ چٹھی تو میں لیجاؤں پر باہر مدگی گھڑے ہیں نکلوں کیونکر ﻡ ایک جاٹ بولا ﻍ یہاں گھر میں ایک گھوڑی بندھی ہوئی ہے اسکو کس کر دروازے کے برابر کھڑی کر دو جب یہ چوڑے آوینگے تو ہم اوپر سے اُنپر تیل ڈالیں گے اور تو گھوڑی پر چڑھکر تیار کھڑا رہ جب وہ بھاگیں تو تو تلوار ہلاتا ہوا جھپٹ نکل جائیو کوئی سامنے نہیں پڑنے کا ﻡ یہ تدبیر سبکو پسند آئی چولہے میں آگ جلا کر تیل چڑھا دیا گھوڑی کو دروازے کے برابر لا کھڑا کیا انگریز نے بھی چٹھی لکھکر تیج رام کو دیدی جب گانو والوں نے دیکھا کہ اِن جاٹوں کو بندوق چھوڑے ہوئے بڑی دیر ہوگئی تو کہنے لگے ﻍ ارے انکے پاس باروت ہو چکی اب آؤ چڑھ چلو اور ایک کدال لیلو اُس سے دروازے کو توڑیں گے ﻡ یہ کہکر وہ سب جمع ہوئے اور دروازے پر آگئے جو وقت انہوں نے دروازہ توڑنے کا ارادہ کیا تیج رام گھوڑی پر چڑھ گیا اور اندر جاٹوں نے اوپر سے جلتا ہوا تیل اُنکے اوپر ڈالا کئی آدمی مرگئے اور باقی اُلٹے بھاگے اُنکا بھاگنا تھا کہ تیج رام دروازہ کھولکر باہر آیا اور تلوار ہلاتا ہوا تیر کی طرح نکل گیا بعض آدمیوں نے اسکا

پیچھا کیا مگر وہ اُنکے ہاتھ نہ آیا اور میرٹھ پہنچ گیا جاٹوں نے اُسکے نکلتے ہی پھر دروازہ
بند کر لیا تیج رام نے انگریزی چٹھی میرٹھ کے جنرل کو دی اُس نے چٹھی دیکھتے ہی پچاس
گورے تیج رام کے ساتھ کر دیے گانو والوں نے جسوقت گوروں کو آتے ہوئے دیکھا
گانو چھوڑکر بھاگ گئے اور جو گوروں کے ہاتھ آئے وہ مارے گئے تیج رام نے جاکر بنیے
کا مکان کھلوا دیا انگریز میم اور بچہ تینوں کے تینوں جاٹوں سمیت باہر آئے پھر سبکے سب
گوروں کے ساتھ میرٹھ چلے گئے وہاں جاکر اُس انگریز نے جاٹوں کی بڑی خاطرداری
کی اور کہا غ سنو تم لوگ ہمارے ساتھ رہو ہم سرکار سے تم کو بڑا انعام دلوا دے گا
جاٹ بولے غ صاحب اب ہم اپنے گانو کو جاویں گے تم ہمارے نام لکھ لو اور کروڑی مل
کی طرف اشارہ کرکے کہا چھورے کا دادا بھی فکر میں بیٹھا ہوگا آخر اُس انگریز نے
سبکے نام لکھ لیے اور اُنہیں ایک سرٹیفکٹ دیا یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے اور
جب دہلی پہنچے تو خوشحالچند کا حال سُنکر اور بھی پریشان ہوئے *

تیج رام کروڑی مل کو اپنے گانو میں لے گیا اور جب غدر ہو چُکا اور
پھر امن کی صورت نظر آئی تو تیج رام اور اُسکے
بھائیوں کو سرکار سے بہت سا انعام ملا تھوڑے
دنوں کے بعد تیج رام نے کروڑی مل کے
دادا کا مکان کھلوا اپنے گانو میں اُسے
ایک دکان کھلوا دی اور وہ
لین دین بیوپار کرکے اپنا
گزارہ کرنے لگا

*

پانچوان باب

مُسلمانون کی مذہبی باتون اور اُن کی ذاتون کا بیان

اِس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

بعض پیغمبروں کا مختصر حال جو قرآن اور حدیث[1] اور مسلمانوں کی تاریخی کتابوں کے موافق ہے

اہل اِسلام[2] کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خالق حقیقی نے تمام موجودات سے پہلے حضرت محمد کا نور پیدا کیا اور وُہی ساری مخلوقات کے پیدا ہونے کا باعث ہیں +

حضرت آدم کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا میں جن آباد تھے اور اُنکی پیدایش آگ سے ہوئی تھی مدت تک اُنکی نسل قائم رہی مگر جب وہ سرکش ہو گئے اور زمین پر ظلم کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو اَور فرشتوں کے ساتھ اُنکے سزا دینے کے واسطے بھیجا اُنہوں نے آکر جہان کو جنوں کی آلایش سے پاک کر دیا +

حضرت آدم

جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم کے پیدا کرنیکا ارادہ کیا تو حضرت عزرائیل کو حکم دیا کہ نرم سخت ۔ سرخ سفید ۔ سیاہ ۔ اور ہر ایک قسم کی خاک سے ایک ایک مُٹھی زمین پر سے بھر لا ۔ وہ رنگ برنگ کی خاک جمع کر لایا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کا پُتلا اُس مٹی کے خمیر سے بنایا ۔ یہ پُتلا مُختلف قسم کی مٹی سے بنا تھا اسواسطے بلحاظ رنگ اور طبیعت کے بنی آدم کی پیدایش مختلف قسم کی ہوئی + جب پُتلا بنکر تیار ہو چکا تو خدا تعالیٰ نے اُسمیں روح ڈالی اور اُسے عزت اور بزرگی کے تخت پر بٹھایا پھر کمال ظاہری اور باطنی سے آراستہ کر کے اُسکی تعظیم و تکریم کے واسطے

---

[1] اصطلاح شرع میں حضرت محمد کے قول و فعل کو اور اُس کام کو جو اُنکی رضامندی سے اُنکے سامنے کسی اور شخص نے کیا ہو حدیث کہتے ہیں ۱۲

[2] اسلام کے لغوی معنی فرمان برداری کرنے کے ہیں ۱۲

بڑے بڑے فرشتوں کو جو حضرت آدم کے تخت کے گرد ادب سے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے حکم دیا کہ اسکے سامنے سجدہ کرو سب فرشتوں نے بلا عذر سجدہ کیا مگر عزازیل یعنی ابلیس نے جو جن تھا اور عبادت کے سبب سے فرشتوں میں ملا جلا رہتا تھا اس امر سے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اِس نافرمانی کی سزا میں وہ شیطان کے لقب سے مشہور ہوا اور فرشتوں میں سے نکالا گیا اور لعنت کا طوق اُس کی گردن میں ڈالا گیا ؛

اِسکے بعد فرشتے حضرت آدم کو بہشتی لباس پنہاکر بہت اعزاز و اکرام سے جنت میں لیگئے اور جب وہ وہاں رہنے لگے تو اُنکی طبیعت ایک جلیس ہمدم اور انیس محرم کی مشتاق ہوئی ؛ حضرت آدم پر خواب نے غلبہ کیا اور اُسوقت اُنکی بائیں پسلی سے حضرت حوا پیدا ہوئیں بیدار ہوتے ہی دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت پاس بیٹھی ہوئی ہے خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجا لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن دونو کا نکاح باندھا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے آدم اور حوا تم دونو بہشت میں رہو اور یہاں کے سارے میوے کھاؤ۔ اور ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے ارشاد کیا کہ اِسکے پاس نجاؤ۔ کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا ؛

ابلیس حضرت آدم کا دشمن ہوہی گیا تھا اور ہمیشہ اسی تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں داخل ہو اور حضرت آدم کو وہاں سے نکالے۔ آخر ایک سانپ کی مدد سے بہشت میں پہنچا اور حضرت آدم کو اُسی درخت کے پھل کھانے کی ترغیب دی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا۔ اور کہا کہ اگر تھوڑا سا میوہ بھی اس درخت میں سے کھاؤگے تو ہمیشہ زندہ رہوگے اور آرام پاؤگے۔ مگر حضرت آدم نے یہ بات قبول نہ کی اور کہا مجھ سے خدا کی نافرمانی ہرگز نہوگی۔ شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اسپر بھی حضرت آدم نے نہ مانا اور اُسکے پاس سے اُٹھ گئے۔ شیطان نے حضرت حوا کے پاس جاکر عاجزی کرنی شروع کی۔ اسکے درپے ہونے سے حضرت حوا نے اُس درخت سے کچھ پھل آپ کھائے اور تاکید کرکے کچھ حضرت آدم کو کھلائے ہی تھے کہ بہشت سے حضرت آدم اور حضرت حوا کے

نکلنے کا سبب ہوا +

علماے اسلام نے لکھا ہے کہ اِس پھل کی تاثیر حضرت آدم اور حضرت حوا کی بدنوں میں اچھی طرح نہوئی تھی کہ بہشت کا لباس اُنکے بدن سے گر پڑا۔ اور دونو ننگے ہوگئے۔ ناچار انجیر اور کیلے کے پتّوں سے اُنہوں نے اپنا ستر ڈھانکا اور اپنے قصور پر بہت پشیمان ہوئے۔ پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے بہشت سے نکالے گئے حضرت آدم سراندیپ[1] میں اور حضرت حوا جدّے میں گریں +

کہتے ہیں کہ سانپ کی صورت پہلے نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ تھی اِس گناہ میں مدد کرنے کے سبب سے بالکل مسخ[2] ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے خاک اُسکی خوراک ٹھہرائی اور پیٹ اور سینے کے بل زمین کو رگڑ کر چلنا بھی اسی امر کی سزا میں مقرر کیا۔ اور عورت کا عذاب خاوند کی اطاعت کرنی اور اولاد کے جننے کا دُکھ اُٹھانا اور طرح طرح کی آلودگی میں آلودہ رہنا قرار پایا۔ اور مرد کی یہ سزا مقرر ہوئی کہ وہ محنت اور مشقت سے معاش کی چیزیں بہم پہنچایا کرے۔ علاوہ اسکے خدا تعالیٰ نے سانپ اور بنی آدم میں ہمیشہ بغض اور دشمنی ڈالدی +

حضرت آدم بہت مدت تک گریہ وزاری اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے پھر حضرت جبرئیل فرشتہ اُنکے پاس آئے اور گناہ معاف ہونے کی خوشخبری لائے۔ حضرت آدم نے بہت شکر ادا کیا اور خدا کے حکم کے موافق ایام بیض[3] کے تین روزے رکھے ان روزوں کی برکت سے اُنکی تکلیف بالکل دور ہوگئی اور انکا بدن جو مصیبت اور رنج سے سیاہ ہو رہا تھا صاف اور منور ہوگیا اسیواسطے مسلمان لوگ علاوہ اَور روزوں کے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے بھی بہت اچھے جانتے ہیں +

مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اِس عرصے میں حضرت آدم کو کعبے کے بنانیکا حکم ہوا اور اُنہوں نے حضرت جبرئیل کی تعلیم اور اَور فرشتوں کی مدد سے کعبے کی بنیاد ڈالی اور حجر[4] اسود کو

---

[1] جو مقام کسی زمانہ میں خاص نام سے نامزد نہوئے تھے اُنکے نام بلحاظ آیندہ لکھ گئے ہیں اور اُنسے وہ جگہیں مراد ہیں جہاں اب اُن ناموں کے مقام واقع ہیں ۱۲

[2] مصدر بمعنی مفعول ہے اور اُسکے معنی ممسوخ ہوگئی یعنی بگڑ گئی ہیں ۱۲

[3] چاندنی کے دنوں یعنی ہر قمری مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو ایام بیض کہتے ہیں ۱۲

[4] حجر اسود ایک سیاہ پتھر کا نام ہے جو کعبے میں رکھا گیا ہے ۱۲

جسے حضرت آدم بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے کعبے میں ایک طرف جمایا پھر حضرت جبرئیل نے حج اور طواف کے طریق حضرت آدم کو بتائے اتنے میں حضرت حوا بھی حضرت آدم کی تلاش میں پھرتی ہوئی وہاں آپہنچیں اور مقام مزدلفہ پر دونو کی ملاقات ہوئی اور سی واسطے اس مقام کو جمع بھی کہتے ہیں پھر تھوڑی ہی دور دونو گئے تھے کہ حضرت جبرئیل کے کہنے سے اُنہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا اور اسی سبب سے وہ پہاڑیاں جہاں اُنکا تعارف ہوا عرفات کہلاتی ہیں +

جب حضرت آدم اور حضرت حوا نے زمین پر قیام کیا تو حضرت جبرئیل نے کچھ گیہوں اور روئی اور لکڑی پہنچائی اور کھیتی کرنی سکھائی +

حضرت آدم اور حضرت حوا دونو ملکر گزارہ کرنے لگے جب حضرت حوا کو حمل رہتا تو اُنکے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی دونو ساتھ پیدا ہوتے اور خدا تعالیٰ نے حضرت آدم کی شریعت میں مقرر کر دیا تھا کہ ایک حمل کا بیٹا دوسرے حمل کی بیٹی سے بیاہا جائے اس سبب سے بنی آدم کی کثرت ہونی شروع ہوئی +

اِسکے بعد حضرت آدم کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل میں جھگڑا ہو پڑا قابیل سنگدل نے شیطان کے بہکانے سے ہابیل مظلوم کے سر پر ایسا پتھر مارا کہ وہ جان بحق ہو کر شہید ہوا ہابیل کے شہید ہونے کے بعد قابیل قصاص کے خوف سے آوارہ اور سرگردان پھرا کیا پھر بھاگ کر ملک یمن میں چلا گیا اور نافرمانی اور کفر اختیار کیا +

اہل اسلام بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم ہمیشہ کعبے کو حج کے واسطے جایا کرتے تھے۔ ایکدفعہ وہ کوہ عرفات پر سوگئے اُسوقت اللہ تعالیٰ نے اُنکی تمام اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی نیکبختوں کو دائیں طرف اور بدبختوں کو بائیں طرف قائم کرکے دکھایا۔ حضرت آدم نے اُن سبکو اسلام کی ہدایت کی +

پھر حضرت آدم پر بیماری نے غلبہ کیا اور اُنہیں بہشت کے میوونکی خواہش ہوئی حضرت جبرئیل اور اور کئی فرشتے کفن اور

لے از دلاف لغت عربی میں قریب ہونے کو کہتے ہیں سمقام میں حضرت آدم اور حضرت حوا دونو قریب ہوئے تھے اور اُنکی ملاقات ہوئی تھی اسی سبب سے اسکا نام مزدلفہ قرار پایا ۱۲

خوشبو بہشت میں سے لائے اور ملک الموت روح قبض کرنے میں مصروف ہوا حضرت آدم خدا کی توحید اور تسبیح میں مشغول تھے کہ ملک الموت نے اپنا کام تمام کیا اور حضرت جبرئیل کی تعلیم کے موافق حضرت آدم کے بیٹے حضرت شیث نے اُنکے جنازے کی نماز پڑھی اسیواسطے حضرت آدم کی اولاد کے لیے جنازے کی نماز روز قیامت تک مقرر ہوئی جب حضرت آدم نے اِس دنیا سے انتقال کیا تو اُنکی عمر نوسو تیس برس کی تھی +

حضرت شیث

حضرت آدم کے بعد اُنکے بیٹے حضرت شیث کو پیغمبری ملی مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم ہابیل کے صدمے میں بیقرار رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو اُنکی تسلی کیواسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تجھے ایک فرزند رشید عنایت کریگا کہ اُسکی نسل سے بنی آدم کے سردار حضرت محمد پیدا ہونگے چنانچہ ہابیل کے مرنے کے پانچ برس بعد حضرت شیث پیدا ہوئے اور وہ حسن صورت اور خوبی سیرت میں حضرت آدم کے مشابہ تھے +

حضرت شیث کے زمانہ میں دو قسم کے آدمی تھے بعض حضرت شیث کی اطاعت کرتے تھے اور بعض قابیل کی اولاد کے پیرو تھے اِن میں سے کچھ آدمی حضرت شیث کی نصیحت سے راہ راست پر آگئے اور کچھ بدستور نافرمان رہے آخرکار حضرت شیث اِس جہان سے رخصت ہوئے اُنکی عمر نوسو بارہ برس کی تھی +

حضرت ادریس

حضرت شیث کے بعد حضرت ادریس کو نبوت کا درجہ ملا اور اُنکا اصل نام اخنوخ ہے مگر اِس سبب کہ وہ آسمانی صحیفوں کو درس میں بہت مصروف رہتے تھے انہیں حضرت ادریس[1] کہنے لگے اُنکے سمجھانے سے قابیل کی اولاد میں سے بہت آدمی اسلام لائے اور جن لوگوں کے دلوں پر گمراہی چھائی ہوئی تھی انہیں نصیحت کا کچھ اثر نہوا جب حضرت ادریس کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اُنہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا

[1] لفظ ادریس درس سے مشتق ہے ۱۲

حضرت نوح

حضرت ادریس کے بعد لوگ پھر گمراہ ہوئے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو پیغمبر کیا انہوں نے ہرچند ہدایت کی مگر اسی آدمیوں کے سوا کوئی اسلام نہ لایا تب حضرت نوح نے وحی[1] الٰہی کے موافق ایک کشتی بنائی اور حضرت جبرئیل نے ہر جنس کے جانور جو روے زمین پر تھے حضرت نوح کے پاس لاکر جمع کیے اُنہوں نے ہر قسم کے جانور کا ایک ایک جوڑا کشتی میں چڑھالیا اور اُن لوگونکو بھی[2] جو ایمان لائے تھے اپنے پاس بٹھالیا ان ہی لوگوں میں انکے تین بیٹے سام۔ حام اور یافث بھی تھے اور ایک بیٹا جو ایمان نہ لایا تھا طوفان میں تباہ ہوا اسیواسطے لکھا ہے کہ پیغمبرزادگی بغیر اعمال نیک کے بیکار ہے اور اچھے عملوں کا فائدہ بغیر نسب عمدہ کے بھی بیشمار ہے ٭

جب تمام چرند و پرند اور آدمی کشتی میں بیٹھ چکے تو ایک تنور سے پانی نکلنا شروع ہوا اور آسمان سے بھی مینہ کی جھڑی لگی رفتہ رفتہ پانی تمام پہاڑوں اور درختوں سے بلند ہوا اور کافر اور اُنکا مال و متاع اور عمارتیں سب غرق ہوگئیں ٭

چالیس دن تک طوفان ترقی پر رہا پھر حضرت نوح کی کشتی مُوصل کی زمین میں کسی پہاڑ پر ٹھیری کشتی والوں نے وہاں ایک گانو آباد کرکے اپنی تعداد کے موافق سوق[3] الثمانین اُسکا نام رکھا اسکے بعد ایک اَور وبا آئی اور حضرت نوح اور اُنکے تین بیٹوں سام حام۔ اور یافث اور اُنکی بیبیوں کے سوا کوئی نہ بچا پھر خدا تعالیٰ نے حضرت نوح کی نسل میں ایسی برکت دی کہ چالیس برس کے عرصے میں بہت سے ملک اور ہزاروں شہر اُنکی اولاد نے بناکر آباد کیے اور ان میں سے اکثر ملکوں کے نام اُنکے آباد کرنے والوں کے نام سے مشہور ہوئے حضرت نوح کی عمر نو سو پچاس برس کی ہوئی اور چھ سو برس کی عمر میں طوفان آیا اُن کو آدم ثانی

[1] خدا تعالیٰ کے پیغام کو جو خاص صورتوں سے نازل ہوتا ہے وحی کہتے ہیں ۱۲ [2] بعض آدمی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت نوح نے چھ آدمیوں کو کشتی میں بٹھایا تھا ۱۲ [3] سوق الثمانین کے لغوی معنی اسی آدمیوں کا بازار ہیں ۱۲

اور شیخ الانبیا بھی کہتے ہیں *

حضرت ہود

حضرت نوح کے بعد حضرت ہود اور حضرت صالح کو نبوت حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود کو قوم عاد کی ہدایت کیواسطے اور حضرت صالح کو قوم ثمود کی نصیحت کیلیے بھیجا ان دونو قوموں کے لوگ بہت دراز قد اور قوی اور متکبر تھے قوم عاد میں سے تھوڑے سے آدمی حضرت ہود کے سمجھانے سے ایمان لائے اور باقی بت پرست رہے تب قادر مطلق نے اُن پر آندھی کا طوفان نازل کیا اور وہ سب تباہ اور برباد ہو گئے مگر حضرت ہود اور اُنکے رفیق اس آفت سے محفوظ رہے جب حضرت ہود کی عمر چارسو چونسٹھ برس کی ہوئی تو اُنہوں نے بھی اس دنیا سے انتقال کیا *

قوم عاد میں سے جو بڑا مغرور بادشاہ شداد نامی گزرا ہے وہ حضرت ہود ہی کے وقت میں تھا۔ حضرت ہود نے ہرچند اُسے ہدایت کی اور بہشت اور طرح طرح کی نعمتوں کی ترغیب دی مگر وہ باز نہ آیا اور بولا اے ہود میں اسی جہان میں بہشت بناؤنگا اور وہیں رات دن عیش مناؤنگا آخر اُسنے اپنے ملک کے عاملوں کے پاس قاصد بھیجکر سونا چاندی اور جواہر گران بہا اور اَور بہت چیزیں منگائیں اور ایک عالیشان محل تیار کرا کر اُسے باغ اور نہروں سے آراستہ کیا جب اس مقام کی تعمیر کا کام تمام ہوا تو ارم اُسکا نام ہوا۔ پھر شداد اپنی فوج سمیت اُسکے دیکھنے کو گیا مگر منزل مقصود تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ملک الموت نے اُسکی روح قبض کی اور باغ ارم کے دیکھنے کی حسرت اُسکے دل میں رہ گئی *

حضرت صالح

جب قوم ثمود مال اور اولاد کی کثرت سے گمراہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُس قوم میں سے حضرت صالح کو پیغمبر کیا اُنہوں نے اُس قوم کی رہنمائی میں بہت کوشش کی مگر چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا اسواسطے خدا تعالیٰ نے سب کافروں کو کڑک بجلی کی آواز سے ہلاک کر دیا اور وہ کلیجا پھٹ کر مر گئے اور حضرت صالح اور اُنکے ہمراہی اس صدمے سے امن میں رہے

جب حضرت صالح کی عمر اٹھاون برس کی ہوئی تو اُنہوں نے بھی وفات پائی +

حضرت ابراہیم

جس زمانے میں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اُس زمانے میں بابل اور سوادِ عراق کا بادشاہ نمرود تھا کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے سے پہلے نمرود نے خواب میں دیکھا کہ ایک ستارہ نکلا ہے اور وہ بڑھتے بڑھتے اِسقدر روشن ہوگیا کہ آفتاب بھی اُسکے آگے ماند معلوم ہونے لگا اُس نے نجومیوں سے اِس خواب کی تعبیر پوچھی اُنہوں نے بیان کیا کہ تھوڑے عرصہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکی بزرگی اور عظمت کے آگے تیری شان و شوکت بالکل جاتی رہیگی اور تیرا ملک و دین سب برباد ہو جائیگا یہ سُنکر نمرود نے حکم جاری کیا کہ اس سال میری عملداری میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے مگر حضرت ابراہیم کو حافظ حقیقی نے اپنی حکمت سے بچا لیا اور اُنہوں نے ایک جنگل کے کسی غار میں پرورش پائی وہ خدا کی قدرت سے بہت جلدی بڑھ گئے اور چھوٹی سی عمر میں سعادت و اقبال کے نشان اُنکے چہرے سے ظاہر ہوئے +

جب وہ غار سے نکلے اور اُنکو ہوش آیا تو اُنہوں نے زہرہ ستارہ کو دیکھکر گمان کیا کہ شاید یہی میرا معبود ہے مگر جب وقت وہ غروب ہوگیا تو کہا کہ میں ایسی چیزوں سے محبت نہیں کرتا جو ایک حال سے دوسرے حال پر بدل جائیں اور پھر اسی وجہ سے ماہتاب اور آفتاب کی طرف بھی توجہ کی اور انجام کار فرمایا میں سب چیزوں سے رجوع کر کے اُسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں +

حضرت ابراہیم کا باپ بُت تراش تھا اور وہ بُت بنا کر حضرت ابراہیم کو دیا کرتا تھا کہ بازار میں جا کر بیچ لا حضرت ابراہیم اُنکے پاؤں میں رسی باندھکر بہت حقارت سے گھسیٹتے ہوئے لیجاتے اور بازار میں جا کر کہتے کہ لو خریدار و ایسی چیز کو کون مول لیتا ہے جو کسی طرح کا نفع نہ دے بلکہ اُلٹا نقصان پہنچائے یہ گفتگو سُنکر کوئی شخص اُسکے خریدنے کا خواہشمند نہوتا

اور جب حضرت ابراہیم گھر میں آتے اور اُنکا باپ بُت کے نہ بکنے کا سبب پوچھتا تو وہ اُسے بھی ویسا ہی جواب دیتے جیسا خریداروں کے روبرو بیان کرتے +

جب خدا کی طرف سے حضرت ابراہیم کو کافروں کی ہدایت کا حکم ہوا تو اُنہوں نے پہلے اپنے باپ کو سمجھایا مگر اُسے کچھ اثر نہوا پھر حضرت ابراہیم نے خلق کو اسلام کی ہدایت کی اور بتوں کی بُرائی کرنی شروع کی یہ سُنکر نمرود نے اُنکو اپنے پاس بلایا +

اُس زمانے میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی نمرود کے پاس جایا کرتا تھا اُسے سجدہ کیا کرتا تھا مگر حضرت ابراہیم نے اُسکے آگے سجدہ نکیا اور کہا کہ میں اپنے پروردگار کے سوا کسیکو سجدہ نہیں کرتا اُنکی تقریر سُنکر بہت سے آدمی ایمان لائے +

ایک روز کا ذکر ہے کہ سب کافر بتخانے خالی کر کے کہیں چلے گئے تھے کہ حضرت ابراہیم نے موقع پاکر اُن کے بتوں کو توڑ ڈالا اور جو سب میں بڑا بت تھا اُسے بچاکر اُسکے گلے میں ایک تبر ڈالدیا جب وہ لوگ بتخانے میں آئے تو یہ حال دیکھکر نہایت گھبرائے حضرت ابراہیم پر تو پہلے ہی سے شُبہ تھا سب نے نمرود پاس جاکر اُن کی فریاد کی کہ ہمارے بتخانے کی حرمت ابراہیم نے برباد کی نمرود نے حضرت ابراہیم کو بُلاکر اُن کے واسطے قید کا حکم کیا اور اُس پیغمبر مظلوم پر بڑا ظلم کیا پھر آگ میں ڈلوادیا مگر خدا کی قدرت سے وہ آگ گلزار ہوگئی اور فرشتوں نے حضرت ابراہیم کا بازو پکڑ کر نہایت آرام سے وہاں بٹھادیا اور بہشت سے خلعت فاخرہ لاکر پہنادیا +

جب نمرود نے یہ حال دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اُسکا سبب حضرت ابراہیم سے دریافت کیا اُنہوں نے کہا یہ خدا کی قدرت کا ادنی ظہور ہے تو بھی اُسپر ایمان لا اور کفر و شرک سے باز آ نمرود نے اپنے وزیر سے جسکا نام ہارون تھا اس امر کی صلاح پوچھی اُس نے منع کیا اور کہا اتنی مدت حکومت کی اب بندگی قبول کرتا ہے اور تمام عالم میں اپنے واسطے شرمندگی اُٹھاتا ہے نمرود اُسکے کہنے میں آگیا اور ایمان نہ لایا پھر حاکم حقیقی نے اُسکی فوج میں مچھر بھیجے

اُنہوں نے جسپر حملہ کیا گوشت کی بوٹی اور لہو کی بوند اُسکے بدن پر نچھوڑی اس آفت سے ہزاروں آدمی اور جانور مر گئے اور ایک مچھر نمرود کے منہ میں چڑھ گیا جسکے سبب سے اُسکا عیش و آرام بالکل جاتا رہا۔ آخر بڑی تکلیف میں مبتلا رہکر چالیس روز کے بعد اس جہان سے رخصت ہوا

حضرت ابراہیم بدستور لوگوں کو ہدایت کرتے رہے اور بہت سے آدمیوں کو راہ راست پر لاکر ملک شام کیطرف چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑھاپے میں دو فرزند رشید حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق عنایت کیے حضرت اسمٰعیل کی ماکا نام ہاجرہ اور حضرت اسحٰق کی ماکا نام سارہ تھا اور اگرچہ حضرت ابراہیم ضعیف اور حضرت سارہ بانجھ تھیں مگر خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اُنہیں بیٹا عطا کیا +

جب حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ میں نا اتفاقی ہوئی تو حضرت ابراہیم حضرت جبرئیل کی رہبری کے موافق حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو حجاز کیطرف لیگئے اور اُس میدان میں جاکر اُترے جہاں اب چاہ زمزم ہے تب حضرت جبرئیل نے کہا کہ خدا کا حکم یہ ہے کہ اِن دونو کو اس مکان میں چھوڑ دو اور تم گھر کی طرف اپنا منہہ موڑو حضرت ابراہیم کو اپنی بیوی اور بچے کی جدائی کا بہت رنج ہوا مگر خدا کی رضا پر راضی ہوکر وہاں سے اُلٹے چلے گئے +

اب آگے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کا حال اہل اسلام کی کتابوں میں اسطرح لکھا ہے کہ وہ دونو اُس میدان میں اکیلے رہ گئے سب طرف جنگل ہی جنگل نظر آتا تھا آدم زاد کا کہیں پتا نہ پایا تھا حضرت ابراہیم اِن دونو کو کچھ کھجوریں اور ایک پانی کی مشک دے گئے تھے جب یہ توشہ تمام ہوا تو حضرت ہاجرہ کا دل حضرت اسمٰعیل کی تکلیف دیکھکر بہت بے آرام ہوا وہ پانی کی تلاش میں صفا[1] پہ آئیں اور پھر وہاں سے مروہ پر جاکر العطش العطش کہکر چلائیں جب وہاں بھی پانی نہ پایا تو بچے کے پاس آکر اُسے چھاتی سے لگایا یہی کام سات بار کیا اور ہر دفعہ اپنے بچے کو پیار کیا حضرت اسمٰعیل کا حال پیاس کی شدت سے بگڑ رہا تھا اور وہ بچوں کے دستور کے موافق اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے تھے آخر میں خدا تعالیٰ کی

[1] صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں ۱۲

قدرت سے اُنکے قدموں کے تلے ایک چشمہ کا ظہور ہوا اور زمزم اُسکا نام مشہور ہوا +

پھر قبیلہ جرہم کے لوگ جو یمن میں رہا کرتے تھے اُسطرف سے گزرے اور پانی کا چشمہ دیکھکر حضرت ہاجرہ سے درخواست کی کہ اگر آپکا ارشاد ہو تو ہماری قوم یہاں آکر آباد ہو حضرت ہاجرہ نے یہ امر منظور کیا اور وہ لوگ اپنے عیال واطفال کو لیکر وہاں آبسے اور اُس مقام پر بڑی بڑی عالیشان عمارتیں بناکر وہی شہر جسکا نام مکہ ہے آباد کیا حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل دونو مکہ میں رہے اور اُنکے سبب اَور قومیں بھی وہاں آکر آباد ہوگئیں اور دونو کی خاطرداری کرتی رہیں حضرت ابراہیم بھی کبھی کبھی وہاں آجاتے اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل سے ملکر چلے جاتے آخر اُسی جگہ حضرت ہاجرہ کا انتقال ہوا اور حضرت اسمٰعیل کا نکاح وہیں کسی عربی سردار کی بیٹی سے ہوگیا +

مسلمانوں کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خواب میں ہدایت کی کہ تو خدا کی راہ میں اپنے فرزند کی قربانی کر حضرت ابراہیم نے اس حکم کی خبر حضرت اسمٰعیل کو دی وہ فوراً قربانی کے واسطے تیار ہوگئے اور کہا میں خدا کی رضا پر راضی ہوں ہرچند ابراہیم نے اُنکے حلق پر چھُری پھیری مگر خدا کی قدرت سے چھُری کا کچھ اثر نہوا اُسوقت جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم تو امتحان میں کامل نکلا اور ہم نے اسمٰعیل کو اس سبب سے آزاد کیا کہ اُسکی پیشانی میں نور ہے اور اِس نور سے وہ شخص ظاہر ہوگا جسکے واسطے دنیا اور آخرت پیدا کی گئی ہے یعنی اسی نور سے حضرت محمد کا ظہور ہوگا پھر حضرت جبرئیل ایک بکرا لائے اور اسمٰعیل کی عوض اُسے قربانی کرایا مسلمانوں کے ہاں قربانی واجب ہونے کی یہی اصل ہے +

اہل اسلام بیان کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور یہ حکم پہنچایا کہ تم اسمٰعیل کے ساتھ ملکر بیت اللہ کی عمارت کرو اور اہل عالم کو طواف کیواسطے ہدایت کرو حضرت ابراہیم شام سے چلے ہیں آکر حضرت اسمٰعیل سے ملے اور حضرت جبرئیل نے کعبے کا طول وعرض بتایا اور اُسکے بنانے کا سارا طور سمجھایا پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونو بیت اللہ کے بنانے میں مصروف ہوئے حضرت اسمٰعیل مصالح اور پتھر پہنچاتے تھے

اور حضرت ابراہیم عمارت چنتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں تو حضرت ابراہیم نے ایک پتھر پر کھڑے ہوکر
کعبے کی تعمیر کی اور وہاں اُنکے قدموں کے نشان ہو گئے اِسی پتھر کا نام مقام ابراہیم ہے کعبے کے تیار ہونے
کے بعد حضرت جبرئیل نے حج اور طواف کے سارے قاعدے بتائے اور اُنکی تعلیم کے موافق حضرت
ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل عمل میں لائے پھر حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو کعبے کا متولی کیا اور آپ
ملک شام کیطرف روانہ ہوئے دوسرے سال اپنی بیوی حضرت سارہ کو بھی وہاں لائے اور اُنسے
بھی کعبے کا طواف کرایا حضرت اسمٰعیل نے حضرت سارہ کی بہت خاطرداری کی اور وہ اُنسے نہایت راضی
اور خوش ہوئیں پھر حضرت ابراہیم کے ساتھ شام کیطرف چلی گئیں حضرت اسحٰق بھی ہر سال مکے میں آتے
اور بیت اللہ کے طواف اور حضرت اسمٰعیل کی ملاقات سے حظ اُٹھاتے ✦

جب یہ سب کام انجام ہو چکے تو حضرت ابراہیم نے اس دنیا سے انتقال کیا اور اُنکی عمر ایک سو پچھتر برس
کی ہوئی حضرت ابراہیم کی مہمان نوازی مشہور ہے اور اُنکی فیاضی اور سخاوت کتابوں میں مذکور ہے ✦

حضرت لوط

حضرت لوط ہاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بھتیجے تھے اور حضرت ابراہیم پر ایمان لاکر
ملک شام تک اُنکے ساتھ گئے تھے جب شہر سدوم اور اُسکے آس پاس کے رہنے والے نہایت گمراہ ہوئے اور
اُنہوں نے علاوہ بت پرستی کے وہ حرکتیں شروع کیں جو آج تک کسی نے نہ کی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
لوط کو اُنکی ہدایت کیواسطے بھیجا حضرت لوط نے اُنہیں بہت سمجھایا مگر وہ اپنی بدفعلی سے باز نہ آئے
اسواسطے خداتعالیٰ نے اُنکی تباہی کیواسطے فرشتے بھیجے حضرت ابراہیم کو بھی اس امر کی اطلاع ہوئی اُنہوں نے
حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ حضرت لوط کی قوم میں جو لوگ نیک ہیں کیا وہ بھی بدکاروں کے ساتھ ہلاک ہونگے
حضرت جبرئیل نے کہا اگر پچاس آدمی بھی نیک عمل ہونگے تو اُنکی سبب سے سبکو عذاب سے نجات دونگا حضرت ابراہیم نے
رفتہ رفتہ دس آدمیوں تک نوبت پہنچائی اور یہ بات قرار پائی کہ اگر دس آدمی بھی نیکبخت ہوں تو سب کے سب عذاب سے محفوظ رہیں
مگر وہاں نیکوں کا کہاں پتا تھا جب فرشتے انسان کی صورت میں ظاہر ہو کر حضرت لوط کے گھر میں گئے تو شہر کے
لوگوں نے اُنسے بُری حرکت کرنی چاہی اور حضرت لوط کے گھر کو آگھیرا حضرت جبرئیل نے اُن سبکو اپنے بازوؤں کی

بھونکے سے اندھا کر دیا وہ کافر پریشان ہو کر وہانسے بھاگ گئے پھر فرشتوں نے شہر سدوم اور اور شہروں کو جو اُس سے متعلق تھے اُلٹ ڈالا اور پتھروں کا مینہہ برسایا اس عذاب کے سبب سے کل زیر باد اور تباہ ہو گئے مگر حضرت لوط جو جبرئیل کی ہدایت سے رات ہی کو وہاں سے نکل گئے تھے اِس صدمہ سے محفوظ رہے۔

حضرت اسمٰعیل

مسلمانوں کے ہاں لکھا ہے کہ جب کعبے کی تعمیر ہو چکی اور حضرت ابراہیم وہانسے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو نہایت آسودہ حال کیا اور دنیا کی نعمت کے ساتھ اُنکو نبوت بھی مرحمت فرمائی +

حضرت ابراہیم کے مرنے کے بعد حضرت اسمٰعیل ملک شام میں گئے اور وہاں چند روز اقامت کی پھر وحی الٰہی کے مطابق کافروں کی نصیحت میں مشغول ہوئے اور قبائل یمن اور عمالقہ کو دین حق کی ہدایت کرتے رہے اور آخر ایکسو سینتیس برس کی عمر میں شہر مکہ میں وفات پائی اور وہیں اپنی ماں حضرت ہاجرہ کے پاس مدفون ہوئے اُنکا لقب ذبیح اللہ ہے کیونکہ حکم الٰہی اُنکے ذبح کرنے اور راہ خدا میں قربانی کرنے کے واسطے صادر ہوا تھا +

حضرت اسمٰعیل کے مرنے کے بعد اُنکی اولاد بیشمار ہوئی اسواسطے مکے میں سب کی سکونت دشوار ہوئی اکثر لوگ مکہ سے باہر آئے اور اُنہوں نے وہیں دیار عرب میں اپنے وطن بنائے

حضرت اسحٰق

حضرت اسحٰق اپنی پیغمبری کے زمانے میں بہت کوشش سے لوگوں کو اسلام کی ہدایت کرتے رہے اور بہت سے آدمیونکو راہ راست پر لائے حضرت اسحٰق کا نکاح اُنکے چچا کی بیٹی سے ہوا اور اُنسے دو لڑکے حضرت عیص اور حضرت یعقوب پیدا ہوئے انجام کار ایکسو اسی برس کی عمر میں ملک شام میں اس دنیا سے کوچ کیا اور اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس دفن کیے گئے +

حضرت یعقوب

خدا تعالیٰ نے حضرت یعقوب کو جنکا نام اسرائیل بھی ہے نبوت کا درجہ عطا فرمایا اور اُنکی بارہ بیٹے پیدا ہوئے

ؔ سام ابن حضرت نوح کی نسل میں عملیق نامی ایک شخص تھا اسکی اولاد کو عمالقہ اور عمالیق کہتے ہیں ۱۲

جنسے بنی اسرائیل کی بارہ قومیں جاری ہوئیں اور انہیں اسباط اور بنی اسرائیل بھی کہتے ہیں انکے بیٹوں میں بلحاظ جمال ظاہری اور کمال باطنی کے حضرت یوسف مستثنیٰ تھے اور وہ حسن میں ضرب المثل ہیں حضرت یعقوب نے اپنی زندگانی میں حضرت یوسف کی جدائی سے بہت تکلیف اُٹھائی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو اُنسے ملا دیا اور یہ حال حضرت یوسف کے بیان میں مذکور ہے جب حضرت یعقوب کی عمر ایکسو سینتالیس برس کی ہوئی تو اُنہوں نے اس عالم سے انتقال کیا +

حضرت یوسف

مسلمانوں کی کتابوں میں حضرت یوسف کا خواب دیکھنا اور اُنکا قید ہونا اور خواب کی تعبیر بتانی توریت کے بیان کے موافق ہے اُنکا قصہ بہت عجیب اور حکایت بہت غریب ہے اور اس قصے کو قرآن میں احسن القصص لکھا ہے +

حضرت یوسف اسقدر حسین اور صاحب جمال تھے کہ آنکھ اُنکے دیدار کی تاب لا سکتی تھی اور حضرت یعقوب اپنے سب بیٹوں میں اُنہی کو زیادہ چاہتے تھے اور ایک دم اُنکی جدائی گوارا نکرتے تھے اسی سبب سے اُنکے سب بھائی اُنسے رشک و حسد کرتے تھے ایکروز کا ذکر ہے کہ حضرت یوسف حضرت یعقوب کی گود میں سوتے تھے یکایک گھبرا کر اُٹھے حضرت یعقوب نے اضطراب کا سبب پوچھا حضرت یوسف نے کہا میں نے اسوقت ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکے سبب سے مجھے بیقراری پیش آئی اور وہ خواب یہ ہے کہ میں ایک اونچے پہاڑ پر ہوں اور اُسکے گرد آب رواں ہے اور وہ پہاڑ سبزہ اور پھولوں کی کثرت سے گویا بوستان ہے ناگاہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند آسمان سے اُترے اور اُنہوں نے مجھے سجدہ کیا حضرت یعقوب نے یہ خواب سنکر جان لیا کہ اونچا پہاڑ حضرت یوسف کا تخت بلند ہے اور آب رواں اُنکا بخت ارجمند ہے روئیدگی اور سبزہ سعادت اور کرامت کی بنیاد ہے گیارہ ستاروں اور ماہتاب اور آفتاب سے گیارہ بھائی اور ماں باپ دونوں مراد ہیں اور سجدہ سے یہ قصد ہے کہ یہ سب حضرت یوسف کا فرمان اور حکم اُٹھاینگے اور عجز و نیاز کی پیشانی اُنکے سامنے جھکاینگے

سلہ بنی اسرائیل کیواسطے لفظ اسباط اسیطرح بولا جاتا ہے جسطرح عرب کیواسطے لفظ قبائل کا اطلاق آتا ہے اور اسباط سبط کی جمع ہے اور سبط لغت میں فرزند دے کو کہتے ہیں یعنی اولاد ہو یا بیٹے کی ++

جب حضرت یوسف کے بھائی اس حال سے خبردار ہوئے تو حسد کے مارے اُنکو ایذا دینے کو تیار ہوئے
اور آپسمیں کہنے لگے کہ راحیل[1] کا بیٹا طرح طرح کے خواب بناتا ہے اور ایسی باتوں سے باپکے دل کو
لُبھاتا ہے پھر سب متفق ہوکر سیر کے بہانے سے حضرت یوسف کو حضرت یعقوب کے پاس سے لیگئے نوادر القصص میں
لکھا ہے کہ حضرت یوسف اپنے باپ سے جدا ہوکر چند قدم گئے تھے کہ حضرت یعقوب اُنکی جدائی کے غم میں بے
بیہوش ہوگئے جب اُنکے بیٹوں کو یہ امر معلوم ہوا تو سب کے سب دوڑکر اُنکے پاس جمع ہوئے حضرت
یعقوب ہوش میں آئے اور اُنہوں نے حضرت یوسف کو اپنے سینے سے لگالیا پھر بولے کہ
مجھے تیرے فراق کی بو آتی ہے اور اتنا روئے کہ حضرت یوسف کا کُرتا تر ہوگیا حضرت یوسف اپنے
باپ سے رخصت ہوئے اور اُنکے بھائیوں نے شہر کنعان سے جہاں حضرت یعقوب رہتے
تھے اُنکو باہر لیجاکر ایک کنوئیں میں ڈالدیا اور ایک بکری کا بچہ ذبح کرکے حضرت یوسف
کے کرتے میں اُسکا خون لگایا اور باپ سے آکر بیان کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا حضرت
یعقوب نے جب اپنے بیٹوں میں حضرت یوسف کو نہ دیکھا بیہوش ہوکر گر پڑے اور بڑی دیر تک
اسی حالت میں رہے جب ہوش میں آئے بیٹوں سے کہا جاؤ اور اُس بھیڑیے کو ڈھونڈ لاؤ
وہ فوراً جنگل کیطرف گئے اور ایک بھیڑیا پکڑ کے اور اُسکا منہہ خون سے آلودہ کرکے حضرت یعقوب
کے سامنے لائے حضرت یعقوب نے اُس سے پوچھا تو نے ہی میرے فرزند کو کھایا ہے
خدا تعالیٰ نے بھیڑیے کو زبان فصیح گویا کیا اور اُس نے جواب دیا کہ میں آپکی بکریوں میں تو تصرف
کرہی نہیں سکتا ہوں بھلا آپکے فرزند عزیز کا کیونکر قصد کروں گا بھیڑیے کا یہ کلام سُنکر حضرت یعقوب
جنگل میں گئے اور فریاد شروع کی کہ اے یوسف تجھے کونسے کنوئیں میں ڈالا۔ کسنے دریا میں غرق کیا
کس تلوار سے قتل کیا۔ کس زمین میں دفن کیا۔ یہ فریاد سُنکر حضرت یعقوب کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور
کہا اے نبی اللہ اسوقت آپ نے فرشتوں کو رُلایا اور اپنے اضطراب سے اُنہیں بھی بیقرار کیا صبر کرنا
ہر حالت میں بہتر ہے صبر سے کام درست ہوتے ہیں حضرت یعقوب نے اپنے دل بیقرار کو سنبھالا

[1] راحیل حضرت یوسف کی ماں کا نام ہے ۱۲

اور اللہ تعالی سے دعا کی اور مدد چاہی ✤

اب حضرت یوسف کا حال سنو کہ جب اُنکے بھائی اُنہیں کنوئیں میں ڈالکر چلے گئے تو وہ ابھی کنوئیں کی تہ پر پہنچے بھی نہ تھے کہ حضرت جبرئیل نے اُٹھاکر ایک پتھر پر بٹھا دیا اور وہ کُرتا جو حضرت ابراہیم نے نمرود کی آگ میں خدا کے حکم سے پہنا تھا اور حضرت یعقوب نے اُسے تعویذ بناکر حضرت یوسف کے بازو پر باندھ دیا تھا نکالکر اُنکو پہنا دیا اور علاوہ اِسکے ہر طرح سے اُنکی تسلی کرتے رہے اتفاقاً سوداگروں کا ایک قافلہ شام سے مصر کو جاتا ہوا اُدھر سے گزرا اُس قافلے کے سردار نے جسکا نام مالک تھا اپنے غلاموں کو پانی لانے کے واسطے اُس کنوئیں پر بھیجا وہ حضرت یوسف کو کنوئیں میں سے نکالکر مالک کے پاس لائے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے ایک مخبر وہاں بٹھا رکھا تھا اور اُس سے کہدیا تھا کہ اگر کوئی یوسف کو کنوئیں میں سے نکالے تو ہمیں خبر کر دیجو اُس نے فوراً کنعان میں جاکر اُنہیں اِس امر کی اطلاع دی وہ دوڑے ہوئے آئے اور قافلے والوں سے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے کئی دن سے بھاگ گیا تھا ہم اِس کی تلاش میں تھے بارے آج پتا لگا تم اسے ہمارے حوالے کر دیا تم ہی خرید لو قافلے والوں نے کچھ تھوڑے سے کھوٹے درہم دیکر حضرت یوسف کو خرید لیا اور مصر کیطرف روانہ ہوئے وہاں پہلے ہی اُن کے حُسن وجمال کی شہرت اُڑ گئی تھی اور سب لوگ اُنکے دیکھنے کے مشتاق تھے آخرکار قافلے والے نہایت حشمت وحرمت سے حضرت یوسف کو شہر میں لائے اور اُدھر لوگ جو پہلے سے حضرت یوسف کی آرزو میں اُنکے استقبال کو گئے ہوئے تھے چاند اور ہالے کیطرح حلقہ کیے ہوئے اُنکے گرد آئے قافلے والوں نے حضرت یوسف کو کرسی پر بٹھاکر اُنکے دام کھڑے کرنے کا ارادہ کیا اور شہر کے لوگوں نے جان ودل سے اُنکے لینے پر آمادہ کیا حضرت یوسف نے غمگین اور آبدیدہ ہوکر سر جھکایا فوراً حضرت جبرئیل نے پیغام الٰہی پہنچایا اے یوسف فکر نکر تجھے اس شہر سے ایک قدم باہر نہ لیجاؤنگا جبتک تیری غلامی کا داغ سب کی پیشانی پر نہ لگاؤنگا ✤

اُس زمانے میں ایک شخص قطفیر نامی جسکا لقب عزیز تھا فرعون کے ہاں بڑا اختیار رکھتا تھا

اور بُت پرستی اُسکا مذہب تھا اُس نے زر و جواہر گران بہا دیکر حضرت یوسف کو قافلہ والوں سے
خریدا اور گھر میں لا کر اپنی بیوی سے کہا اسے اچھی جگہہ رکھو اور اسکی خاطر داری کرو شاید اس سے
ہمیں نفع ہو یا ہم اسکو اپنا فرزند بنائیں یہ عورت جسکا نام راعیل تھا نہایت خوبصورت اور نو عمر اور
طیموس بادشاہ کی بیٹی اور زلیخا کے لقب سے مشہور تھی اِسکے دل پر حضرت یوسف کے حسن کا پہلے ہی سے
نقش تھا اب جو اُنکو دیکھا اور اپنے خاوند کا حکم اُنکے رکھنے کے واسطے سُنا تو دل سے بہتر اُنکے
لیے کوئی مقام نجانا اسواسطے اپنے دل میں اُنکو جگہہ دی اور بہت شفقت اور محبت سے رکھا ❖

جب حضرت یوسف جوانی پر آئے تو قادر حقیقی نے اُنکو علم اور حکمت اور حلم و عصمت کے زیور سے
آراستہ کیا زلیخا تو جان و دل سے اُنکی خدمت میں حاضر تھی عزیز مصر کے حکم کو بہانہ سمجھکر اچھے اچھے
رنگا رنگ کے کپڑے اُنکے واسطے تیار کیے اور تاج مرصع بنوا کر اُنکے سر پر رکھا روز بروز حضرت یوسف
کے عشق کا شعلہ اُسکے دل میں بھڑکتا گیا یہانتک کہ اُس نے ایک روز حضرت یوسف سے ہمخوابی چاہی
مگر حضرت یوسف نے خدا کا خوف کرکے اس امر سے انکار کیا اور زلیخا کے پاس سے محل کے
چھ دروازوں سے باہر چلے آئے زلیخا بے تابانہ اُنکے ساتھ دوڑی اور ساتویں دروازے پر
حضرت یوسف کا کُرتا پیچھے سے کھینچکر پھاڑ ڈالا اتنے میں عزیز مصر بھی دروازے کے پاس ملگیا زلیخا نہایت گھبرائی
ہوکر غل مچانے لگی اور بولی اِس شخص کی کیا سزا ہے جو تیری بیوی سے فعل بد کا ارادہ کرے یا تو اُسے قید
کرنا چاہیے یا کسی اَور سخت عذاب میں مبتلا کرنا مناسب ہے عزیز نے بیگناہ حضرت یوسف کو قتل کیا چاہی
ہو تا کہ ایک شیر خوار بچے کو خدا نے گویائی کی طاقت دی اور اُسنے حضرت یوسف کی بیگناہی کی شہادت
دی اور کہا اگر یوسف کا کُرتا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچّی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر پیچھے سے
پھٹا ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسف سچّا ہے جب حضرت یوسف کا کُرتا دیکھا تو واقع میں پیچھے سے پھٹا
ہوا تھا اُسوقت عزیز سمجھ گیا کہ یہ زلیخا کا فریب ہے حضرت یوسف کو کہا کہ تو یہ راز کسی پر ظاہر نکر اور زلیخا کو
سمجھایا کہ حقیقت میں تیری ہی خطا ہے اپنے گناہ سے توبہ کر عزیز نے اپنی طرف سے تہمت نسبت کردیا لیکن عشق
اور مشک کو کون چھپا سکتا ہے یہ راز چندروز میں فاش ہو گیا اور مصر کی عورتوں نے زلیخا پر طعن و تشنیع

شروع کی مگر جب اِن عورتوں نے حضرت یوسف کا حسن دیکھا تو انہیں زلیخا سے بہت ندامت ہوئی اور کہا حقیقت میں زلیخا معذور ہے اور اپنی بے صبری میں ہر طرح سے مجبور ہے * اسکے بعد بھی زلیخا حضرت یوسف کے وصل کی تدبیریں کرتی رہی مگر حضرت یوسف نے یہہ امر ہرگز تسلیم نہ کیا تب اُن عورتوں نے جو زلیخا کیطرف سے حضرت یوسف پاس وصل کا پیام لیگئی تھیں زلیخا سے آکر کہا اگر تم یوسف کو چند روز کے لیے قیدخانے میں بھیجدو تو وہاں مصیبت اُٹھا کر اِس آرام کی قدر جانے اور اُس وقت دل وجاں سے خود تمہارے وصل کا طالب ہو زلیخا کو یہ بات پسند آئی اور عزیز مصر سے کہا کہ اِس عبرانی غلام نے مجھے تمام خلق میں بدنام کر رکھا ہے اگر تم اِسے قیدخانے میں بھیجدو گے تو لوگوں کو یقین آجائیگا کہ میں بے قصور ہوں عزیز بے تمیز نے حضرت یوسف کو قیدخانے میں بھجوا دیا مگر زلیخا دل سے اُنکی تکلیف کی روادار نہ تھی در پردہ قیدخانے کے داروغہ سے کہلا بھیجا کہ یوسف کا طوق و زنجیر اُتار کر اُنکو بہت آرام سے رکھ پھر اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ قیدخانے میں جاکر یوسف کو علم تعبیر سکھا چنانچہ حضرت جبرئیل نے اُنکو علم تعبیر بتایا اور وہ اِس علم میں یکتا ہوئے۔ حضرت یوسف جب عبادت سے فارغ ہوتے تو قیدیوں کی خواب کی تعبیر بتایا کرتے اتفاقاً اُسی زمانے میں فرعون مصر نے جو ریان ابن ولید کہلاتا تھا اور قوم عمالقہ سے تھا دو شخص قیدخانے میں بھجوائے ایک ساقی جو اُس بادشاہ کو شراب پلایا کرتا تھا اور دوسرا نان بائی[1] جو اُسے روٹی پکا کر کھلایا کرتا تھا اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت یوسف ہر ایک قیدی کو خوشخبری دیتے ہیں اور سب کے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہیں اِسکے امتحان کے واسطے بے دیکھے دو خواب بنائے ایک نے کہا مینے دیکھا ہے کہ میں انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں دوسرا بولا کہ میرے سر پہ روٹیاں رکھی ہیں اور پرندے ٹھونگیں مار مار کر اُن میں سے کھا رہے ہیں حضرت یوسف نے فرمایا کہ ساقی تین دن کے بعد مخلصی پاکر درجۂ اعلی پر ممتاز ہوگا اور بادشاہ کو شراب پلایا کریگا اور نان بائی سولی پر چڑھایا جائیگا اور پرندے اُسکے سر میں سے

[1] نان بائی مخفف ہے نان ربائی کا اور اس لفظ کا اطلاق اُس شخص پر آتا ہے جو نان اور بابا یعنی معنی اور شوربا پکے

منحوس لٹکا ملکہا ہینگے ساقی اور نان بائی نے حضرت یوسف کی گفتگو سنکر کہا ہم نے تو خواب نہیں دیکھے
تھے صرف تمہاری آزمائش کیواسطے یہ باتیں بنائی تھیں حضرت یوسف بولے جو ہونا تھا سو
ہو چکا اب خدا تعالی کا حکم نہیں بدلتا اور ساقی کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب تو اپنے عہدے
پر پہنچے تو موقع دیکھکر میری بھی سفارش بادشاہ سے کر دیجو خدا کی قدرت سے تین
دن کے بعد ساقی نے تو اپنی مراد حاصل کی اور نان بائی سولی پر چڑھایا گیا مگر ساقی بادشاہ
کے روبرو حضرت یوسف کا ذکر کرنا بھول گیا اور حضرت یوسف کئی برس تک قید خانے
میں رہے پھر اتفاق سے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات موٹی اور سات دُبلی گائیں
پیدا ہوئی ہیں اور دُبلی گائیں موٹیوں کو کھا گئیں پھر سات سبز اور سات خشک بالیں نمودار ہوئیں
اور خشک بالیں سبز بالوں پر لپٹ گئیں اور اُنکی سبزی اور رطوبت جذب کر لی بادشاہ نے اس
خواب کی تعبیر بڑے بڑے عالموں سے دریافت کی مگر کسی نے معقول جواب ندیا اُسوقت ساقی کو حضرت
یوسف کا خیال آیا اور اُس نے بادشاہ سے اُنکا ذکر کیا بادشاہ نے حضرت یوسف کا حال مفصل
ساقی نے جواب دیا کہ اُنکا قصّہ بہت طویل ہے میں تفصیل سے واقف نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ شریف زادے
اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہے اور جمال صورت اور کمال سیرت سے آراستہ ہے اور عزیز
اپنی بیوی کے کہنے سے اُسے زندان میں بھیجا ہے بادشاہ نے ساقی کو خواب کی تعبیر پوچھنے
کے واسطے حضرت یوسف کے پاس بھیجا حضرت یوسف نے کہا کہ سات موٹی گائیں اور سات سبز بالیں سات
برس ہیں جنمیں بہت اچھی زراعت ہوگی مخلوق کو آسودگی اور رفاہت ہوگی اور سات دُبلی
گائیوں اور سات سوکھی بالوں سے بھی سات برس کا عرصہ مراد ہے جن میں تنگی اور عسرت ہوگی
لوگوں کو معاش کے حاصل کرنے میں بہت دقت ہوگی اور پچھلے سات برس کی خشکی اور قحط
سے پہلے سات برس کی رطوبت اور تازگی بالکل جاتی رہیگی ساقی نے آکر یہ تعبیر بادشاہ سے
بیان کی اور اُسے بہت پسند آئی فوراً حکم دیا کہ حضرت یوسف کو زندان سے خلاص کر کے میرے
پاس لاؤ مگر حضرت یوسف نے کہا کہ جبتک زلیخا کے مقدمہ میں میری بے قصوری نہ ثابت ہو جائیگی تب تک

قید خانے سے باہر نہیں آئیگا بادشاہ نے اس قصہ کو تحقیق کیا حضرت یوسف بالکل بے قصور ثابت ہوئے اور زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کیا اسکے بعد بادشاہ نے خاص اپنی سواری کا گھوڑا حضرت یوسف کو لانے بھیجا اور وہ اُسپر سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ اور تمام ارکان دولت اُنکی صورت دیکھکر حیران رہ گئے پھر بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر حضرت یوسف کی زبان سے سُننی چاہی اُنہوں نے مفصل تعبیر بیان کی بادشاہ نے کہا اب کیا تدبیر کرنی چاہیے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمام ملک کے عاملوں کو حکم دو کہ مصر کے دہقانوں کو نہایت تاکید کریں کہ جسقدر سات برس کے عرصے میں زراعت ہوسکے کیے جائیں اور پیداوار میں سے تھوڑا سا صرف کرکے باقی غلہ انبار رکھیں تاکہ خشکی اور قحط کے برسوں میں یہ غلہ کام آئے بادشاہ نے حضرت یوسف کو اس امر کا مہتمم کیا اور خلعت گرانمایہ اور کمر بند مرصع عنایت کرکے اپنے ملک کے تمام خزانوں کا منتظم کیا اور جب عزیز مصر مر گیا تو اُنکو اور بھی اختیار حاصل ہوا رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ریّان جو مصر کا بادشاہ تھا اُنکا فرمانبردار ہوگیا اور اُس نے حضرت یوسف سے کہا کہ تم تاج و تخت کے مالک ہو میں تمہاری رضا کا تابع ہوں اور تمہاری خواہش کا بندہ ہوں ✤

حضرت یوسف نے غلّے کا خوب انتظام کیا اور سات برس تک زمین کی پیداوار جمع کی اس عرصے میں قحط کے دن آئے اور لوگ مصیبت میں مبتلا ہوئے سب نے اپنا مال و متاع صرف کیا اور سرکار سے غلہ خریدا جب کچھ باقی نرہا تو اُنہوں نے حضرت یوسف کی غلامی اختیار کی مگر پھر حضرت یوسف نے اُنہیں آزاد کیا بلکہ اُنکے ساتھ اور بہت سا سلوک کرکے اُنہیں اپنے احسان کا غلام بنایا ✤

اِس قحط کی ہوا عراق اور شام تک پہنچی اور دور دور سے لوگ غلہ خریدنے مصر میں آئے حضرت یوسف کے بھائی بھی اسی ارادے سے وہاں پہنچے حضرت یوسف بادشاہوں کی طرح لباس شاہانہ پہنے ہوئے

دہقان عربی ہے دہگان کا اور دہگان مرکب ہے دہ اور گان سے دہ کے معنی گانو کے ہیں۔ اور گان واحد میں نسبت کا کلمہ ہے۔ اس صورت میں تمام لفظ مرکب سے گانو والا مراد ہے ✤

سند عزت پر بیٹھے تھے انہوں نے اُنکو نہ پہچانا مگر حضرت یوسف نے اُنکی بہت خاطرداری کی اسکے بعد وہ کنعان میں آئے اور باپ سے ملکر دوبارہ شہر مصر میں حضرت یوسف کے پاس گئے اور انجام یہ ہوا کہ حضرت یوسف نے اُنکی خطائیں معاف کیں اور خدا تعالیٰ سے انکے گناہوں کی بخشش کی دعا کی حضرت یعقوب کی آنکھوں کی بینائی حضرت یوسف کی جدائی کے غم میں بالکل جاتی رہی تھی اسواسطے حضرت یوسف نے جلدی سے اپنا کرتا اُنکے پاس بھیجا کہ وہ اپنے منھ پر ڈالیں اور اُنکی آنکھیں روشن ہو جائیں کرتے کے منھ پر ڈالتے ہی اُنکی آنکھوں میں بینائی آئی اور مرجھائے ہوئے بدن میں توانائی آئی پھر بیٹوں نے حضرت یعقوب کی بہت التجا کی اور اُن سے اپنی مغفرت کی دعا منگوائی اتنے میں حضرت یوسف کے قاصد پہنچے اور اچھے اچھے اونٹ اور عمدہ عمدہ گھوڑے حضرت یعقوب کے پاس لے گئے حضرت یعقوب اپنے عیال و اطفال سمیت کنعان سے مصر کو روانہ ہوئے اور حضرت یوسف اور ریان شاہ مصر اور تمام ارکان سلطنت شہر کے باہر حضرت یعقوب کے استقبال کو گئے حضرت یعقوب نے فرزند عزیز کو سینے سے لگایا اور دونوں اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے پھر حضرت یوسف نے حضرت یعقوب اور اپنی سوتیلی ما کو تخت پر بٹھایا اور آپ بھی اُنکے سامنے اُسی تخت پر بیٹھے اُسوقت حضرت یعقوب اور اُنکی بیوی اور گیارہ بیٹوں نے حضرت یوسف کی تعظیم و تکریم کی تب حضرت یوسف نے کہا جو خواب دیکھا تھا اُسکی یہی تعبیر ہے اسکے بعد حضرت یوسف نے ایام جدائی کا سارا حال اپنے باپ کی خدمت میں عرض کیا اور اپنے بھائیوں کے واسطے علحدہ علحدہ مکان دلکشا معین کر کے ہر ایک کے واسطے کچھ وجہ معاش مقرر کی +

اس طور سے بنی اسرائیل بہت خوشحالی اور فراغبالی سے گزارہ کرنے لگے حضرت یعقوب نے اپنی باقی عمر حضرت یوسف کے پاس گزاری اور جب اُنکی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور حضرت یوسف کو اپنا ولیعہد مقرر کر کے عالم قدس کو روانہ ہوئے حضرت یوسف نے اُنکی وصیت کے موافق اُنکا جنازہ شام میں لا کر حضرت اسحق کی قبر کے پاس دفن کیا اور آپ پھر مصر کو چلے گئے +

حضرت یوسف کے زمانے میں ہزاروں آدمیوں نے اسلام اختیار کیا اور مصر کا بادشاہ ریان
ابن ولید بھی اُن پر ایمان لایا اور وہ حضرت یوسف کی بہت اطاعت اور فرمانبرداری کرتا رہا
مگر جب اُس نے وفات پائی اور قابوس ابن مصعب اُسکی جگہہ فرعون مصر ہوا تو ہر چند حضرت یوسف
نے اسے نصیحت کی مگر وہ راہ راست پر نہ آیا اور حالت کفر میں مرگیا پھر اُسکا بھائی ولید ابن مصعب
تخت سلطنت پر بیٹھا اور وہ اپنی فوج سمیت حضرت موسیٰ کے زمانے میں دریائے نیل میں غرق ہوا +
زلیخا کا حال سلمانوں کی بعض تاریخوں سے اسطرح پایا جاتا ہے کہ اُسکا خاوند عزیز مصر بہت بیمار
ہوا اور اسی حالت میں مرگیا اسکے بعد زلیخا نے بت پرستی چھوڑ کر حضرت یوسف کا دین اختیار
کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کے دل میں اُسکی محبت ڈالی اور وہ اسکے طالب ہوئے اور
حکم الٰہی کے موافق دونوں کا عقد نکاح بندھ گیا زلیخا سے حضرت یوسف کے گیارہ بیٹے پیدا ہوئے
جب حضرت یوسف کی عمر ایکسو دس برس کی ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی یہودا کو بنی اسرائیل
کی ریاست بخشی اور آپ اس دنیائے فانی سے رحلت کی +

حضرت ایوب

حضرت ایوب حضرت عیص ابن حضرت اسحٰق کی اولاد میں سے ہیں حضرت لوط کی بیٹی اُنکی ماں اور افرائیم ابن
حضرت یوسف کی بیٹی اُنکی بیوی تھیں +

یہ پیغمبر بہت آسودہ حال اور صاحب اولاد تھے اور دمشق کے متعلق کئی گانو اُنکے
قبضے میں تھے علاوہ اسکے مویشی اور غلاموں کی بھی اُن کے پاس کثرت تھی اللہ تعالیٰ نے
انکے امتحان کے واسطے انکا تمام مال ومتاع لیکر بالکل مفلس کر دیا مگر وہ دلجمی سے خدا کا شکر
کرتے رہے پھر اُنکی اولاد مرگئی تو بھی کچھ مضطرب نہوئے اسکے بعد اُنکو بہت سخت بیماری لاحق
ہوئی اور گوشت اور پوست پھٹنے لگا مگر اس حالت میں بھی وہ خدا کی رضا پر راضی اور ہر طرح سے
شکرگزار رہے اور عبادت سے ایک لمحہ غافل نہوئے ان تمام مصیبتوں میں انکی بیوی نے انکا بہت ساتھ
دیا اور اطاعت اور خدمتگزاری میں نہایت کوشش کی جب حضرت ایوب امتحان میں کامل نکلے

تو شافی مطلق نے اُنہیں پھر تندرستی عنایت کی اور پہلے سے دوچند اسباب اور مویشی اور غلام مرحمت کیے اور اولاد بھی عطا کی پھر وہ ہدایت کیواسطے روم کیطرف گئے اور ترانویں برس کی عمر میں ہی وفات پائی +

حضرت شعیب

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب کو پیغمبر کر کے مدین اور ایکہ[1] کے لوگوں کی ہدایت کیواسطے حکم دیا یہ لوگ باوجود بُت پرستی کے پیمانے اور وزن میں بے انصافی کرتے تھے اور کھوٹے روپئے اور اشرفیاں چلاتے تھے علاوہ اِس کے مسافروں کے لوٹنے میں بھی دریغ نکرتے تھے حضرت شعیب نے اُنہیں بہت نصیحت کی اُن کے سمجھانے سے صرف چند آدمیوں نے راہ راست اختیار کی اور باقی اپنے افعال بد سے باز نہ آئے اسواسطے خداتعالیٰ نے ایکہ کے لوگوں پر ایک سیاہ ابر سے آگ برسائی اور مدین کے باشندوں کو زلزلے سے ہلاک کیا پھر حضرت شعیب کو حکم ہوا کہ جبتک حضرت موسیٰ پیغمبر اُنکے پاس پہنچیں وہ اپنے رفیقوں کے ساتھ مدین میں رہیں اور اطراف کے باشندوں کو دین حق کی ہدایت کریں +

حضرت موسیٰ

حضرت موسیٰ و حضرت ہارون بڑے پیغمبر اور مقرب بارگاہ الٰہی تھے اور اسلام کی ہدایت کرنے مین بہت کوشش اور جانفشانی کرتے تھے جس زمانے میں وہ دونو پیدا ہوئے اُس زمانے میں مصر کا فرعون ولید ابن مصعب تھا اور وہ بنی اسرائیل پر بڑا ظلم کرتا تھا اُس نے لوگوں سے پہلے بتوں کی پرستش کرائی اور پھر اپنے تئیں سجدہ کرانا چاہا مگر بنی اسرائیل نے اُسکی بات نہ مانی اور اپنے باپ دادا کی شریعت پر قائم رہے اسواسطے ولید نے اُن سے پتھر منگوانے اور محل بنوانے شروع کیے اور بڑی

[1] ایکہ عربی میں شجرستان کو کہتے ہیں اور مدین کے قریب ایک خاص شجرستان کا نام ہے ۱۲

سخت مصیبتیں ہیں اِسکے بعد اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک آگ شام کی طرف سے ظاہر ہوئی اور اُس نے قبطیوں[۱] کے تمام قلعے اور حویلیاں جلادیں اور اُنکے شہر اور گانو کا نشان باقی نرکھا اِس خواب سے وہ بہت بیقرار ہوا اور معبّروں سے اُسکی تعبیر پوچھی اُنہوں نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا اور وہ قبطیوں کی سلطنت کی بیخ و بنیاد اُکھاڑے گا فرعون نے یہ سُنکر حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو فوراً قتل کیا جائے یہ ظلم پانچ برس تک برابر جاری رہا اور بنی اسرائیل کے ہزاروں بچے مارے گئے پھر یہ حکم ہوا کہ ایک سال کے لڑکے قتل کیے جائیں اور ایک سال کے چھوڑ دیے جائیں اِس بندوبست میں حضرت ہارون معافی کے سال میں پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ قتل کے سال میں +

حضرت موسیٰ کا باپ عمران فرعون کا بہت مقرب تھا اور جس رات حضرت موسیٰ کا حمل رہا اُس رات وہ اور حضرت موسیٰ کی ما دونو فرعون کے محل میں تھے +

القصہ ایام حمل کے گزرنے کے بعد جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو اُنکی ما نے ارشاد آلہی کے موافق اُنکو ایک صندوق میں رکھکر دریاے نیل میں ڈالدیا خدا کی قدرت سے وہ صندوق بہتا ہوا فرعون کے محل کے پاس درختوں میں پہنچا اور لونڈیاں اُسے اُٹھاکر جھٹ فرعون اور اُسکی بیوی حضرت آسیہ کے سامنے لائیں اُنہوں نے اُس میں سے بچے کو نکالکر موسیٰ اُسکا نام رکھا اللہ تعالیٰ نے فرعون اور آسیہ کے دل میں حضرت موسیٰ کی محبت ڈالدی اور دونو نے اُنکی پرورش شروع کی اس عرصے میں بعض ارکان دولت نے فرعون سے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو ہماری سلطنت کے ستونوں کو گرائیگا اور فرمانروائی کی محل کو ڈھائیگا اِسکے قتل کرنے میں ایک ساعت توقف نکرنا چاہیے مگر فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے جو بنی اسرائیل سے تھیں

---

[۱] قبط حام ابن نوح کی نسل سے ایک شخص کا نام ہے اور قبطی لوگ جو مصر کے باشندے اور فرعون کے تابع تھے اُسی کی اولاد سے ہیں ۱۲

کہا کہ اسے قتل نکرو یہ ہمیں نفع دیگا یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لینگے یہ سُنکر فرعون اُن کے قتل سے باز آیا پھر حضرت آسیہ نے حضرت موسیٰ کے دودھ پلانے کے واسطے انائیں بلائیں مگر حضرت موسیٰ نے کسیکا دودھ نہ پیا آخر اُنہی عورتوں میں اُنکی ماں بھی آئیں اور حضرت موسیٰ نے کمال رغبت سے اُنکا دودھ پینا شروع کیا حضرت موسیٰ چھوٹی سی عمر میں ایسے کام کرنے لگے کہ فرعون کو اُنکی طرف سے شک واقع ہوا اور اُسنے حضرت موسیٰ کے قتل کرنے کا حکم دیا مگر حضرت آسیہ کے درپے ہونے سے اُنکو چھوڑ دیا ✦

حضرت آسیہ نے حضرت موسیٰ کے تربیت کرنے میں بہت کوشش کی اور چارسو غلام زر بفتی لباس در بر تاج مرصع بر سر طوق زرین در گردن اُنکی ملازمت میں رکھے جسوقت حضرت موسیٰ نہایت حشمت اور تجمل سے سوار ہوتے تھے تو لوگ اُن کو گمان کرتے تھے کہ یہ فرعون کا بیٹا ہے ✦

حضرت موسیٰ اپنے اقتدار کے زمانہ میں بنی اسرائیل پر بہت رحم کرتے تھے اور قبطی لوگ جو اُنہیں ستاتے تھے اس سے ہمیشہ رنجیدہ رہتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ کوئی قبطی بنی اسرائیل کے کسی آدمی پر سختی کر رہا تھا حضرت موسیٰ نے اُس قبطی کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا ناچار اُسے ایک تماچہ مارا اور وہ ملک عدم کو سدھارا جب یہ خبر فرعون کو پہنچی تو اُس نے حضرت موسیٰ کے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور اُنکے حاضر ہونے کا حکم دیا حضرت موسیٰ یہ بات سُنکر مصر سے شہر مدین کو چلے گئے اور وہاں حضرت شعیب پیغمبر سے جو ضعیف اور نابینا ہوگئے تھے ملاقات کی حضرت شعیب بہت خاطرداری سے پیش آئے اور اپنی بیٹی صفورا نامی کا نکاح اُن سے کردیا اور یہ مہر قرار پایا کہ حضرت موسیٰ آٹھ برس تک حضرت شعیب کی بکریاں چرایا کریں اور اگر دس برس تک چرائیں تو اُنکا احسان ہے پھر اُنہوں نے حضرت موسیٰ کو وہ لاٹھی عنایت کی جو حضرت آدم بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ اور کہا کہ اس لاٹھی کو اچھی طرح رکھنا کام آئیگی

ل‍ه انا ہندی میں دایہ کو کہتے ہیں جو بچہ کو دودھ پلاتی ہے ۱۲

حضرت موسیٰ دس برس تک حضرت شعیب کی بکریاں چراتے رہے اور پھر جاڑے کے موسم میں اپنی بیوی سمیت وہاں سے روانہ ہوئے رستے میں ایک روز ابر سیاہ نمودار ہوا اور سردی بھی شدت سے پڑی حضرت موسیٰ رستہ بھول گئے اور اُنکو آگ کی حاجت ہوئی ہرچند چقماق جھاڑی آگ نہ نکلی جنگل کیطرف جو نگاہ کی تو طور[1] سینا کیطرف سے روشنی نظر آئی حضرت موسیٰ اپنی لاٹھی ہاتھ میں لیکر آگ لینے کو اُسطرف روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ والوں کو وہیں ٹھہرا گئے جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نور کا شعلہ آسمان سے کسی سبز درخت تک روشن ہے حضرت موسیٰ یہ دیکھتے ہی حیران رہ گئے پھر تھوڑی سی سوکھی لکڑیاں جمع کر کے درخت کے پاس سلگانے کو گئے وہ شعلہ اونچا ہو گیا حضرت موسیٰ کو اور بھی زیادہ حیرانی پیش آئی اور وہ اُلٹے پھر ا ہی چاہتے تھے کہ اتنے میں ایک آواز آئی اے موسیٰ یہ سُنکر حضرت موسیٰ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہیں آواز دینے والے کا پتا نہ لگا اتنے میں ایک اَور آواز سُنائی دی کہ میں ہوں تیرا اور سب کا پروردگار حضرت موسیٰ کا دل دھڑکنے لگا مگر پھر مستقل ہو کر لاٹھی ہاتھ میں لیکر کھڑے ہو گئے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ میں تیرا پروردگار ہوں اور تو ایک پاک میدان میں ہے جسکا نام طویٰ ہے اپنی جوتیاں اُتار ڈال پھر حضرت موسیٰ کو نبوت کا خلعت مرحمت کیا اور معرفت کے نور سے اُنکے دلکو روشن کر کے فرمایا کہ میں نے تجھے پسند کیا جو تیری پاس وحی بھیجوں وہ سن اسکے بعد اُنسے پوچھا کہ اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے کہا میری لاٹھی ہے اسپر میں تکیہ کرتا ہوں اور بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور اِس سے اَور بہت سے کام نکلتے ہیں فرمایا اسے پھینک دے جونہیں حضرت موسیٰ نے اُسے ڈالدیا وہ ایک ہیبتناک اژدہا بنکر ہر طرف حرکت کرنے لگا حضرت موسیٰ ڈر گئے اُسیوقت حکم ہوا کہ اِسے پکڑ لے اور خوف نکر حضرت موسیٰ نے سنبھلکر اُسے پکڑ لیا وہ بدستور لاٹھی ہو گئی پھر اُنکو دوسرا معجزہ عنایت کیا اور فرمایا کہ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالکر باہر نکال حضرت موسیٰ نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر جونہیں باہر نکالا اُسکی روشنی آفتاب کے نور پر غالب ہوئی اور یہی معجزہ عرب میں

[1] طور سینا ایک پہاڑ ہے اور سینا جسکی طرف طور مضاف ہے ایک درخت کا نام ہے ۱۲

ید بیضا کہلاتا ہے*

جب حضرت موسیٰ کو یہ دونو معجزے مرحمت ہو چکے تو اُن کو فرعون کے پاس جانے اور اُسکی ہدایت کرنے کا حکم ہوا حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ میرا بھائی ہارون بھی اس امر میں میرا شریک ہو یہ عرض قبول ہوئی اور ارشاد ہوا کہ تم دونو بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور اُس سے نرم کلامی سے پیش آؤ اور کہو کہ بنی اسرائیل پر ظلم نکرا اور دین حق اختیار کر*

ادھر تو حضرت موسیٰ مصر کیطرف روانہ ہوئے اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون پر وحی نازل کی اور حضرت موسیٰ کے حال سے مفصل خبر دی حضرت ہارون مصر کے باہر حضرت موسیٰ کے استقبال کو گئے اور اُنکو ساتھ لیکر شہر میں آئے پھر دونو فرعون کے پاس گئے فرعون نے حضرت موسیٰ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اُنکا حال پوچھنے لگا حضرت موسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول کر کے تیری نصیحت کیواسطے بھیجا ہے اور میرے بھائی ہارون کو اس کام میں میرا شریک کیا ہے اب تو دین حق اختیار کر اور بنی اسرائیل کو جن پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے میرے سپرد کر پھر حضرت موسیٰ نے اپنے دونو معجزے اُسے دکھائے پہلے اپنی لاٹھی ہاتھ سے پھینکی وہ فوراً ایک خونخوار اژدہا بنگیا فرعون پر خوف غالب ہوا اور فریاد کرنے لگا کہ اگر تم اس بلا کو دفع کرو گے تو میں تمہاری نبوت قبول کرونگا حضرت موسیٰ نے اُس اژدہا کے مُنہ میں ہاتھ ڈالدیا وہ فوراً لاٹھی ہوگئی پھر گریبان میں ہاتھ ڈالکر باہر نکالا اُسکی روشنی سے سب کی آنکھوں میں چکا چوندی آئی اور کوئی اُسکے دیکھنے کی تاب نلا سکا سب نے امان چاہی حضرت موسیٰ نے پھر گریبان میں ہاتھ ڈالا وہ جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا فرعون نے کہا اب تم اپنے گھر جاؤ ہم اس مقدمے میں صلاح کر کے کچھ تجویز کریں گے پھر اُسنے اپنی بیوی حضرت آسیہ سے اس امر کا ذکر کیا اُنہوں نے جواب دیا کہ کوئی عقلمند ایسی بڑی نعمت کو ضائع نہیں کرتا ہے بے توقف ایمان لاؤ اِسکے بعد ہامان بے سر و سامان سے جو اُسکا وزیر تھا پوچھا وہ بولا تو اب تک عزت میں شہرۂ آفاق تھا اب اپنی ذلت مشہور کرتا ہے اسوقت تک لوگ تیری عبادت کرتے تھے اب تو اوروں کی اُمت منظور کرتا ہے ہامان کی گفتگو سنکر فرعون پھر گیا اور حضرت

عربی میں ید ہاتھ کو اور بیضا آفتاب کو کہتے ہیں ۱۲

موسیٰ کی فرمانبرداری سے انکار کیا مگر اُسکی بیوی حضرت آسیہ صدق دل سے ایمان لائیں فرعون نے اُس مظلومۂ بیگناہ کو نہایت عذاب سے شہید کیا علاوہ اسکے اَور ہزاروں آدمی حضرت موسیٰ پر ایمان لائے تھے اُنہیں بھی طرح طرح کی تکلیفیں دیں ❖

اسکے بعد حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ تو اپنی قوم کو مصر سے باہر لیجا اور دریائے نیل پر مقام کر بنی اسرائیل نے سفر کے سامان کی تیاری کی اور تمام مال و اسباب اور اہل و عیال کو ہمراہ لیکر آدھی رات کے وقت مصر کے باہر نکلے صبح ہی فرعون کو اس امر کی اطلاع ہوئی اُسنے لشکر جمع کرنیکا حکم دیا اور اُسی دن بنی اسرائیل کا تعاقب کرنا چاہا مگر اُس روز کسی خاص سبب سے توقف ہو گیا اور دوسرے دن سارا لشکر لیکر حضرت موسیٰ کے پیچھے روانہ ہوا حضرت موسیٰ اپنی قوم کے ساتھ آگے آگے اور فرعون اپنے لشکر سمیت پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا جب دریا قریب آیا تو اُسوقت حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ تو اپنی لاٹھی دریا پر مار حضرت موسیٰ نے فوراً دریا پر لاٹھی ماری خدا کی قدرت سے دریا پھٹ گیا اور اُسمیں رستہ پیدا ہو گیا حضرت موسیٰ تمام بنی اسرائیل سمیت دریا میں داخل ہوئے اور تھوڑی سی دیر میں عبور کر گئے فرعون جب وہاں پہنچا تو دریا کا یہ حال دیکھکر ہیبت کے مارے کانپنے لگا اور اِس معجزے سے حیرت کے دریا میں غرق ہوا چاہا کہ مصر کو پھر جاؤں یا حضرت موسیٰ کی اطاعت کروں مگر ہامان نے منع کیا اور آگے بڑھنے کی ترغیب دی آخر اُسنے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالدیا اور تمام لشکر نے اُسکی پیروی کی جب چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ دریا میں داخل ہو چکے قادر حقیقی کے حکم سے پانی کے اجزا ملگئے اور دریا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور سب لوگ ہلاک ہو گئے حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل میں سے حضرت یوشع کو چوبیس ہزار آدمیوں کے ساتھ مصر کو بھیجا اُنہوں نے وہاں جاکر قبطیوں میں سے ایک شخص کو اُنکی باقی جماعت پر حاکم بنایا اور آپ حضرت موسیٰ کے پاس چلے گئے ❖

بنی اسرائیل نے کئی دفعہ حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ ہمیں علٰحدہ شریعت چاہیے جسکے موافق ہم عمل کیا کریں اور خدا کی رضامندی اور خوشنودی ہمیں حاصل ہو اُنکی خواہش کے موافق حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی

میں درخواست کی حکم ہوا کہ کوہ طور پر آ اور وہاں آکر روزہ رکھ اُسوقت تیرا مطلب حاصل ہوگا حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ کیا اور آپ بنی اسرائیل میں سے ستّر آدمی ہمراہ لیکر کوہ طور میں گوشہ نشین ہوئے اور روزہ رکھنے شروع کیے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا اور توریت کی دس لوحیں عنایت کیں۔

اِسکے بعد حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ لشکر تیار کر کے بیت المقدس کو قوم عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑاؤ اور ظالموں کو وہاں سے دفع کرو وہ بیت المقدس کیطرف روانہ ہوئے مگر پھر اُنہوں نے اس امر میں پہلوتہی کی اور حضرت موسیٰ نے ہرچند سمجھایا کچھ کام نہ آیا آخر وہ ایک جنگل میں سراسیمہ و حیران ہوئے اور عذاب الٰہی انپر نازل ہوا حضرت موسیٰ نے انکا یہ حال دیکھکر بہت رنج کیا اور اُنکے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کی ارشاد ہوا کہ ایسے فاسقوں کے واسطے غمگین نہ ہو جب اُنکے پاس خرچ تمام ہوا اور ذخیرہ نہ رہا تو حضرت موسیٰ سے بھوک کی فریاد و زاری کرنے لگے حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی میں عرض کی تب احسان الٰہی کا خوان اسطرح سے مقرر ہوا کہ رات کبوقت دھنیے کے سے دانے برف سے سفید اور شہد سے شیریں درختوں پر نازل ہوتے اور عصر کے وقت بھُنے ہوئے پرندے اُترتے چنانچہ قرآن میں جو لکھا ہے کہ بنی اسرائیل پر مَن اور سلویٰ نازل ہوا کہتے ہیں کہ اس سے یہی دونو قسم کی چیزیں مراد ہیں علاوہ اسکے بنی اسرائیل کیواسطے پانی کی یہ سبیل ٹھیری کہ حضرت موسیٰ کا جب مقام ہوتا تو وہ اپنی لاٹھی ایک پتھر پر مارتے اور بارہ سبطوں کیواسطے آب شیریں کے بارہ چشمے پیدا ہو جاتے باوجود اسکے بنی اسرائیل اپنی طمع نفسانی اور کفران نعمت سے باز نہ آئے اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ رات دن اِن چیزوں سے ہمارے منہ کا مزہ بیمزہ ہوگیا ہے ہمسے تو ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں ہوسکتا تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مسور کی دال پیاز لہسن اور ساگ دیوے اللہ تعالیٰ کو اُنکی یہ باتیں ناپسند آئیں اور چالیس برس کے عرصے میں سب کو تباہ کر دیا اُنمیں سے صرف دو شخص حضرت یوشع اور حضرت کالب باقی رہے جو آخر کو نبی ہوئے مگر اس عرصے میں جتنے ہلاک ہوئے خدا تعالیٰ نے اُنکی جگہ

؎ دوسرے نقشہ پر دیکھو ۱۲

اُنکی نسل میں سے پیدا کر دیے +

مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ مصر پر غالب ہوئے اور قبطی ہلاک ہوئے تو وہ مجلس میں اکثر وعظ نصیحت کرتے تھے ایک روز اُنہوں نے خداتعالیٰ سے سوال کیا کہ الٰہی اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہو تو مجھے بتا کہ میں اُس سے فائدہ حاصل کروں حق تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ تجھ سے بھی زیادہ عالم ہے میں نے اپنے علم کے راز اُسکے سینے میں جمع کیے ہیں وہ دریا کے کنارے پر تجھے ملیگا حضرت موسیٰ مجمع البحرین[1] کیطرف روانہ ہوئے اور وہاں حضرت خضر سے اُنکی ملاقات ہوئی حضرت خضر نے پوچھا کیونکر آنا ہوا حضرت موسیٰ نے کہا کہ اس سفر سے میرا مقصد یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت میں رہوں اور خدا نے جو علم تمہیں عطا کیا ہے میں بھی سیکھوں حضرت خضر نے کہا میری رفاقت مشکل ہے کیونکہ شاید میں علم باطنی سے کوئی ایسا کام کروں کہ ظاہر اُسکا شرارت اور کراہت ہو اور انجام اُسکا خیریت اور کرامت ہو اور تم بے پوچھے نہ رہ سکو حضرت موسیٰ نے اُنکی تسلی کر دی کہ میں تمہارے حکم کی تعمیل کرونگا اور دونو ایک کشتی میں بیٹھکر وہاں سے روانہ ہوئے حضرت خضر نے کشتی کے دو تین تختے توڑ کر دریا میں پھینک دیے اور کشتی والوں سے کہا جلد اپنی کشتی کا بند و بست کرو نہیں تو ڈوب جائیگی یہ دیکھکر حضرت موسیٰ بول اُٹھے کہ ایسی مضبوط کشتی کو بیکار کر دینا اور اتنے لوگوں کے ڈوبنے کا خیال نرکھنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہے حضرت خضر نے جواب دیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نکر سکو گے حضرت موسیٰ نے عذر کیا کہ میں نے بھولکر یہ بات کہہ دی تھی آئندہ ایسا نہوگا جب دونو کشتی سے اُترے اور شہر کے پاس پہنچے وہاں کئی لڑکے کھیل رہے تھے حضرت خضر نے اُن میں سے ایک خوبصورت لڑکے کو پکڑ کر زمین پر ڈالدیا اور اُسکا گلا چھری سے کاٹ ڈالا حضرت موسیٰ نے کہا تم نے یہ کیا غضب کیا بے گناہ کا قتل کرنا کس مذہب میں روا ہے حضرت خضر

---

[1] مجمع البحرین سے وہ مقام مراد ہے جہاں فارس اور روم کے سمندر ملتے ہیں مگر بعض کا یہ خیال ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا منابع علم کے دو دریاؤں کا ملنا تھا اس سبب سے اُنکے ملنے کی جگہ کو مجمع البحرین تعبیر کیا ۱۲

بولنے میں پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تم سے صبر نہیں ہو سکنے کا حضرت موسیٰ نے عذر کیا اور کہا اگر ابکی دفعہ بولوں تو میرا ساتھ چھوڑ دینا اس گفتگو کے بعد آگے چلے رات کو ایک گانو میں پہنچے سردی کا موسم تھا گانو والوں کے ہاں مہمان رہنا چاہا مگر اُنہوں نے یہ امر منظور نہ کیا ناچار دونو بھوکے پیاسے پڑ رہے اسی بستی میں ایک جھکی ہوئی دیوار گرنے کو تھی صبح کو حضرت خضر نے اُس دیوار کو بغیر اُجرت لیے درست کر دیا حضرت موسیٰ نے کہا کہ اِس گانو کے لوگوں نے تو یہ بے مروّتی کی کہ مہمان نوازی کی رسم بھی ادا نہ کی اور تم نے اُنکے ساتھ یہ سلوک کیا مناسب تو یہ تھا کہ تم اُن سے مزدوری لے لیتے اور بھوک کا علاج کرتے حضرت خضر نے کہا اب ہمارا تمہارا ساتھ نہیں یہاں سے چلے جائیے مگر یہ فعل جو بظاہر شرع کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اُنکے سبب بھی گوشِ دل سے سُن لیجیے کشتی کے توڑنے کا یہ باعث ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کے شہر میں وہ کشتی جانیوالی تھی اور وہ بادشاہ مضبوط کشتیوں کو چھین لیتا تھا اسواسطے میں نے اُس کشتی کو عیب دار کر دیا کہ اُس بادشاہ کے تصرف سے محفوظ رہے اور لڑکے کے قتل کرنے کا یہ سبب ہے کہ اُسکے ماباپ نیکبخت اور ایمان دار تھے اور لڑکے سے کفر اور نافرمانی اور فساد کے سوا کوئی امر ظہور میں نہ آتا میں نے اندیشہ کیا کہ اسکی بدی کا اثر ماباپ کو پہنچیگا اسواسطے اُسے قتل کر ڈالا اور اب خدا تعالیٰ اُس کے ماباپ کو فرزند صالح عنایت کریگا اور دیوار کے درست کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیم بچوں کی ہے اور اُن کا باپ نیکبخت اور پرہیزگار تھا اور دیوار کے تلے خزانہ ہے اگر وہ دیوار اب گر پڑتی تو دونو یتیم خزانے سے محروم رہ جاتے اسواسطے الہام الٰہی کے موافق مینے اُس دیوار کو بنا دیا کہ اگر لڑکوں کے بالغ ہونے کے بعد گر پڑیگی تو خزانہ اُنکے ہاتھ لگ جائیگا یہ سُنکر حضرت موسیٰ وہاں سے رخصت ہوئے [1]

جب حضرت موسیٰ کی وفات کا زمانہ نزدیک آیا تو اُنہوں نے حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ بنایا اور

[1] کہتے ہیں کہ اُس لڑکے کے ماباپ کے ہاں ایک بیٹی ہوئی اور اُسکا نکاح کسی پیغمبر سے ہوا اور اُن دونو سے ایک اَور پیغمبر پیدا ہوا اور وہ اپنی قوم کو راہِ راست پر لایا ۔

کاتبوں کو جمع کر کے توریت کے نسخے لکھوائے اور ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھکر حضرت جبرئیل سے اُسکا مقابلہ کیا پھر باقی نسخے اُس نسخے سے مقابلہ کرکے اسباط کو تقسیم کیے اور ایک سو بیس برس کی عمر میں اس دنیا سے رحلت کی چونکہ حضرت موسیٰ کو نور آلہی کی تجلی ہوئی تھی اور اُنہوں نے خدا تعالیٰ سے کلام کیا تھا اسواسطے اُنکا لقب کلیم اللہ ہے +

حضرت الیاس

جب بنی اسرائیل کی سلطنت ملک شام میں متفرق ہوگئی اور اُنہوں نے توریت کے احکام پر بالکل عمل نکیا بلکہ بت پرستی اور گمراہی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو پیغمبر کر کے بھیجا اُنہوں نے حضرت موسیٰ کی شریعت اور توریت کے مسائل پر عمل کرنے کی تاکید کی بنی اسرائیل اپنے فعال سے باز نہ آئے بلکہ حضرت الیاس کے مارنے کے درپے ہوئے اسوسطے حضرت الیاس پہاڑ میں چلے گئے اور آٹھ برس تک وہیں رہے شہر بعلبک کے بادشاہ نے اُنکے قتل کرنے کو بہت سے آدمی بھیجے مگر خدا تعالیٰ نے آگ برسا کر اُنہیں ہلاک کر دیا پھر حضرت الیاس پوشیدہ ہو کر مسکینوں اور بیوہ عورتوں کے گھروں میں اوقات بسر کرتے رہے اور جسکے گھر جاتے خدا کی قدرت سے اُسکے ہاں سرسبزی اور خوشحالی ظاہر ہوتی اتفاقاً ایک روز حضرت الیسع ابن اخطوب کے گھر آئے اُنکی ماں بہت بیمار تھی حضرت الیاس کی برکت سے اچھی ہوگئی پھر حضرت الیسع نے اُنکی رفاقت اختیار کی اور دونو نے اپنی قوم میں آکر ہدایت کرنی شروع کی اسکے بعد حضرت الیاس اپنے رفیق حضرت الیسع کے ساتھ پہاڑ میں گئے اور وہاں ایک سجا ہوا تیز رفتار گھوڑا نمودار ہوا حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ بنایا اور گھوڑے کی رکاب میں پانو رکھ چادر منہ پر ڈال لوگوں کی نظر سے غائب ہوگئے اور اب بھی حضرت خضر کیطرح دنیا میں موجود ہیں چنانچہ مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چار شخص حالتِ حیات میں ہیں حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اور حضرت خضر اور حضرت الیاس زمین پر +

حضرت الیسع

حضرت الیسع بنی اسرائیل پر توریت پڑھتے رہے اور حضرت موسیٰ کی شریعت سکھانے میں بہت

کوشش کرتے رہے بنی اسرائیل کبھی اُنکی متابعت کرتے تھے اور کبھی مخالفت آخر الامر ابن دنیا سے کوچ کر گئے +

حضرت شموئیل

جب حضرت شموئیل کو نبوت عطا ہوئی اور وہ وعظ و نصیحت میں مصروف ہوئے تو بنی اسرائیل ایمان لائے اور اُنہوں نے حضرت شموئیل کے پاس آکر درخواست کی کہ ہمیں قوم عمالقہ سے لڑنا ضرور ہے تم ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کردو اُس زمانے میں بنی اسرائیل میں سے ایک شخص طالوت نامی جسے ساؤل بھی کہتے تھے سقایا چرواہا تھا حضرت شموئیل نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اُسے تمپر بادشاہ کرکے بھیجا ہے اُنہوں نے پہلے تو اُسکی بادشاہی سے کچھ عذر کیا مگر پھر اُسکے کار نمایاں دیکھکر بہت خوشنودی سے اُسکی اطاعت اختیار کی اور حضرت شموئیل کے حکم سے اُسکے ساتھ ہوکر جالوت نامی بادشاہ سے انتقام لینے چلے جب جالوت نے یہ خبر سنی تو ایک لاکھ مرد شمشیر زن لیکر طالوت کے مقابلے کو آیا طالوت کے ساتھ پہلے تو بہت آدمی تھے مگر پھر صرف تین سو تیرہ آدمی رہ گئے تھے جالوت اس تھوڑی سی جماعت کو دیکھکر ہنسنے لگا اور تنہا سوار ہوکر میدان میں آیا طالوت نے حکم دیا کہ میری فوج میں سے جو شخص اسکو مارے گا میں اپنی بیٹی کا جو نہایت خوبصورت ہے اُس سے نکاح کردونگا اور علاوہ اِسکے آدھا ملک اُسکے حوالے کردونگا آخر حضرت داؤد جو یہودا کی اولاد میں تھے میدان جنگ میں آئے اور اُنہوں نے جالوت کو مار ڈالا جالوت کا لشکر پریشان ہوکر بھاگا اور بنی اسرائیل نے فتح پائی پھر طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت داؤد سے کردیا اور آپ دو برس سلطنت کرکے شہید ہوا اور بنی اسرائیل کی سلطنت حضرت داؤد کے قبضے میں آئی +

حضرت داؤد

حضرت شموئیل پیغمبر اور طالوت بادشاہ کے بعد نبوت اور سلطنت دونو چیزیں حضرت داؤد کو عطا ہوئیں جب حضرت داؤد کی خلافت مستقل ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اُنکو کتاب زبور عنایت کی اور اس صحیفے میں وعظ اور حکمت اور دعائیں منہبج تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو ایسی خوش آوازی عنایت کی تھی کہ جسوقت وہ زبور پڑھا کرتے تھے وحوش و طیور اُنکے گرد جمع ہوکر سنا کرتے تھے علاوہ اِسکے

انکو یہ معجزہ اور عطا کیا کہ انکے ہاتھ میں لوہا بغیر آگ میں گلے اور کوٹنے پیٹنے کے موم سا نرم ہوجاتا تھا اس معجزے کے سبب سے حضرت داؤد لوہے کی زرہیں بنایا کرتے اور باوجود ثروت سلطنت کے اس کام کی اجرت سے اپنا خرچ کرتے حضرت داؤد نے چالیس برس سلطنت کرکے ستر برس کی عمر میں انتقال کیا +

حضرت سلیمان

حضرت داؤد کے بعد انکے بیٹے حضرت سلیمان بارہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے یہ بادشاہ بھی سلطنت اور نبوت کے جامع تھے اور حاکم حقیقی نے انکو بقدر علم اور ملک عطا کیا تھا کہ ایسا کسیکو نصیب نہیں ہوا چنانچہ انسان اور وحوش وطیور اور ہوا کو انکا فرمانبردار کیا اور اسی سبب سے وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت جلد ہی سے چلے جاتے تھے حضرت داؤد نے اپنی زندگی میں بیت المقدس کی بنیاد ڈالی تھی مگر حضرت سلیمان نے اسکی تعمیر کامل کی چنانچہ انہوں نے سفید سبز اور زرد پتھروں سے مسجد کی چار دیواری بنوائی اور چاندی سونا موتی لعل یاقوت فیروزہ اور طرح طرح کے جواہر بیش قیمت اسکی چھت میں جڑوائے کہ جنکی چمک سے وہ عبادتخانہ اندھیری رات میں روز روشن کی مانند منور معلوم ہوتا تھا روئے زمین کے تمام بادشاہوں نے حضرت سلیمان کی اطاعت اختیار کی اور بلقیس جو شہر سبا کی ملکہ تھی وہ بھی حضرت سلیمان کے پاس آئی اور ایمان لائی پھر حضرت سلیمان سے اسکا نکاح ہوگیا یہ بادشاہ چالیس برس سلطنت کرکے باون برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے آصف ابن برخیا انکا وزیر تھا اور بڑا عاقل و صاحب تدبیر تھا +

حضرت یونس

حضرت یونس مشہور پیغمبروں میں سے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں شہر نینوہ کے لوگوں کی رہبری کیواسطے بھیجا حضرت یونس نے انہیں بت پرستی سے منع کیا اور دین موسوی کی ہدایت کی مگر وہ لوگ اپنی گمراہی سے باز نہ آئے اسواسطے حضرت یونس نے فرمایا کہ اگر تم توبہ نہ کروگے تو تم پر عذاب نازل ہوگا اور خفا ہوکر اپنے اہل و عیال سمیت وہاں سے نکل گئے اور کسی پہاڑ میں مقام کیا انکے جانے کے بعد شہر والوں نے بارگاہ الٰہی میں رجوع کرکے بہت عجز و نیاز سے توبہ کی ہر ایک نے عیش و آرام چھوڑ کر ٹاٹ کے کپڑے پہنے

اور سب کے سب خدا پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر انسے عذاب دفع کر دیا حضرت یونس کو اس
امر کی مطلق اطلاع نہوئی اور وہ قوم کا حال دریافت کرنے کو شہر کی طرف متوجہ ہوئے رستے میں
شیطان نے انکو بہکا دیا کہ نینوی والوں پر عذاب نازل نہیں ہوا اگر تم وہاں جاؤ گے تو لوگ تمہیں
جھٹلائینگے اس سبب سے حضرت یونس شہر نینوی میں نہ گئے بلکہ دل برداشتہ ہو کر کسی اور سمت کو روانہ
ہوئے اور دریا پر پہنچکر ایک کشتی میں ہو بیٹھے اتفاقاً چلتے چلتے کشتی دریا میں ٹھیر گئی ملاح نے کہا
اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے خاوند سے بھاگ کر بیٹھا ہے سو اسلئے کشتی اٹک رہی ہے اور حضرت یونس
پر انکو جمال و جلال کے سبب سے اس امر کا خیال بھی نہ گزرا مگر انہوں نے خود ہی کہا کہ وہ بندہ میں ہی
ہوں مجھے دریا میں پھینک دو کشتی والوں نے بہت عذر کیا انجام کار ناچار ہو کر انکو دریا میں ڈالدیا
حکم الٰہی سے ایک مچھلی انکو نگل گئی اسوقت جناب باری سے مچھلی کو ارشاد ہوا کہ ہم نے یونس کو تیرے
پیٹ کا لقمہ نہیں کیا ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اسکا قیدخانہ بنایا ہے خبردار اسے کچھ آسیب نہ پہنچائیو
حضرت یونس خدا کی قدرت سے کچھ عرصے تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور قادر مطلق نے اپنی حکمت
سے حضرت یونس کیواسطے مچھلی کا پیٹ ایسا شفاف بنا دیا کہ وہ دریا کی عجیب غریب چیزیں دیکھتے
اور تسبیح و استغفار میں مشغول رہتے پھر حاکم حقیقی کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس کو دریا کے کنارے پر
اگل دیا وہاں فوراً ایک سبز درخت پیدا ہوا اور حضرت یونس نے اسکے سائے میں آرام پایا مگر وہ
درخت خشک ہو گیا اور حضرت یونس پر شدت کی دھوپ پڑی اسواسطے حضرت یونس کا دل اس درخت کے
مرجھانے سے پژمردہ ہوا اسیوقت حضرت جبرئیل آئے اور خدا کا پیغام لائے کہ اے یونس تجھے ایک درخت
سوکھنے سے اسقدر غم ہوا ہے مجھے اپنی مخلوق کے تباہ ہونیکا کیوں نہ فکر ہوتا حضرت یونس نے توبہ استغفار
کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مکرر ان کی قوم میں بھیجا لوگ تو انکے مشتاق ہی تھے سب نے دیکھتے ہی
انکی بہت تعظیم و تکریم کی اور عزت و حرمت سے شہر نینوی میں لائے ان کی برکت سے اس
ملک میں آسودگی اور فراغبالی ہو گئی اور وہ حکم الٰہی کے موافق دین شریعت کی تعلیم میں مصروف
ہوئے اور عمر بھر حق کی عبادت اور خلق کی ہدایت میں رہے ✦

حضرت زکریا

حضرت زکریا ابن یاذان حضرت سلیمان ابن حضرت داؤد کی اولاد سے تھے اور یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی ما حضرت مریم بنت عمران کی پرورش کی تھی حضرت مریم بھی حضرت سلیمان ابن حضرت داؤد کی نسل سے تھیں اور اُنکی ماں کا نام حنّہ تھا اور حنّہ کی بہن کا نکاح حضرت زکریا سے ہوا تھا تو اس رشتے سے حضرت زکریا کی بیوی حضرت مریم کی خالہ ہوئیں اور اسی باعث سے حضرت زکریا حضرت مریم کی پرورش کے کفیل ہوئے +

اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت مریم کی ما حنّہ نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے بیٹا دیگا تو میں اُسے دنیا کے کاموں سے آزاد کر کے خالق کی عبادت کیواسطے بیت المقدس میں رکھونگی اور وہ وہاں کی خدمت کیا کریگا خدا کی قدرت سے اُسے حمل رہا اور اُسکا خاوند عمران اُسی حالت حمل ہی میں چھوڑ کر مر گیا جب حمل کے دن پورے ہو چکے تو اُسکے ہاں ہی لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام مریم تھا اگرچہ حنّہ کو اُسوقت کچھ فکر لاحق ہوا اور اُس نے جناب باری میں عرض کی کہ یہ لڑکی ہے اور لڑکی بیت المقدس کی خدمت کیا کرسکے گی مگر پھر بھی اُسے علماء یہود کے پاس مسجد میں لاکر خدا کی نذر کر دیا اُس زمانے میں سب کے پیغمبر اور پیشوا حضرت زکریا تھے اور انپر حضرت مریم کی پرورش کرنے کا حق بھی تھا وہ حضرت مریم کو اُنکی خالہ یعنی اپنی بیوی پاس لے گئے اور وہاں اُنہوں نے پرورش پائی +

جب حضرت مریم بڑی ہوئیں تو حضرت زکریا اُنکو مسجد میں لائے اور معبود حقیقی کی عبادت کیواسطے ایک علٰحدہ حجرے میں بٹھا دیا اور وہاں حضرت زکریا کے سوا اُنکے پاس کوئی نجاتا تھا +

حضرت زکریا کو اپنے ہاں بیٹا ہونیکی بڑی آرزو تھی اور وہ بارگاہ الٰہی میں اس امر کی درخواست کیا کرتے تھے حق تعالیٰ نے اُنکی دعا قبول کی اور حضرت جبرئیل نے اُنسے آکر کہا کہ خدا تعالیٰ اُنہیں ایک بیٹے یحییٰ نامی کی خوشخبری دیتا ہے جو خدا کے کلمے یعنی حضرت عیسیٰ کی تصدیق کریگا اور سردار اور نفس کُش اور نبی ہوگا حضرت زکریا نے کہا میرے ہاں کیونکر بیٹا پیدا ہو سکتا ہے میری بیوی بانجھ ہے

[1] یہ مضمون قرآن کی تیسری سورت کی چونتیسویں آیت کا ہے ॥

اور میں ضعیف ہوں حضرت جبرئیل نے کہا خداتعالیٰ سب شے پر قادر ہے +

القصہ حضرت زکریا کی بیوی کو حمل رہا اور اس امر کے کئی مہینے بعد یہ اتفاق ہوا کہ ایک دن حضرت مریم اپنی خالہ کے ہاں گئیں وہاں حکم الٰہی کے موافق حضرت جبرئیل اُنکے پاس آئے حضرت مریم اُنہیں دیکھکر شرمائیں حضرت جبرئیل نے کہا مجھ سے کچھ اندیشہ نکرنا چاہیے میں تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں حضرت مریم بولیں میرے ہاں بیٹا کیونکر پیدا ہوگا جبکہ مجھے آج تک کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا حضرت جبرئیل نے کہا تیرے خدا نے فرمایا ہے کہ مجھے بغیر باپ کے بیٹا پیدا کرنا آسان ہے اسکے بعد حضرت جبرئیل نے حضرت مریم کے جسم میں حضرت عیسیٰ کی روح پھونک دی +

حضرت زکریا کے بیٹے حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چند مہینے پہلے پیدا ہوئے اور پھر خدا کی قدرت سے حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ کی پیدایش ہوئی +

حضرت یحییٰ

حضرت یحییٰ ابھی بچہ ہی تھے کہ خدا کی اطاعت میں محنت اور مشقت کیا کرتے اور اکثر بیت المقدس میں جاکر عبادت میں مشغول ہوتے اور گریہ و زاری کرتے اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو چھوٹی سی عمر میں نبوت عطا کی اور وہ خلق کو ہدایت اور نصیحت کرنے لگے اور بہت سے لوگوں کو دین حق پر لائے +

حضرت یحییٰ کے وقت میں یہودیوں کے حاکم نے جسکا لقب ہیرودس تھا ایک لڑکی سے نکاح کرنا چاہا اور وہ لڑکی اُسکی ایسی قریب رشتہ دار تھی کہ شرع کے موافق دونوں کا نکاح ناجائز تھا اسواسطے حضرت یحییٰ نے اُس حاکم کو نکاح سے منع کیا یہ امر لڑکی اور اُسکی ماں کی ناراضی کا باعث ہوا اور دونو حضرت یحییٰ کے قتل کے درپے ہوئیں اور ہیرودس کو اُنکی طرف سے بہکاتی رہیں آخر ایک روز ہیرودس نے شراب کی بدمستی میں اُس لڑکی کے کہنے سے حضرت یحییٰ کو قتل کرڈالا اور وہ تیس برس کی عمر میں شہید ہوئے +

حضرت عیسیٰ

مسلمان حضرت عیسیٰ کو بہت بڑا نبی جانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ حضرت مریم گناہ سے بری اور خدا کے نزدیک برگزیدہ تھیں اور حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا معجزے سے خالی نہ تھا چنانچہ قرآن میں یہ بات مفصل لکھی ہے *

اہل اسلام حضرت عیسیٰ کے صرف اُن ہی معجزوں پر اعتقاد نہیں رکھتے جو انجیل میں بیان کیے گئے ہیں بلکہ اُنکے سوا اَور بھی بہت سے معجزے مانتے ہیں *

حضرت عیسیٰ مقام بیت اللحم میں جو بیت المقدس کے پاس ایک گانوں ہے پیدا ہوئے حضرت مریم کو پہلے ہی سے اندیشہ تھا کہ اگر لوگ مجھ سے پوچھینگے کہ یہ بچہ کہاں سے لائی تو میں کیا جواب دوں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُنکی قوم کے آدمی اُنکو تلاش کرتے ہوئے آپہنچے اور پوچھا کہ اے ہارون[1] کی بہن تونے یہ کیا کام کیا اور یہ بچہ کہاں سے لائی حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا کہ اِس سے دریافت کرلو خدا کی قدرت سے حضرت عیسیٰ اُسیوقت بول اُٹھے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی ہے اور نبوت عطا کی ہے آخر یہ معجزہ دیکھکر اُن لوگوں نے حضرت مریم کو چھوڑ دیا اور اُنکو بیت المقدس میں لائے اسکے بعد حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو لیکر مصر کو چلی گئیں اور بارہ برس تک وہیں رہیں پھر ملک شام میں آکر ناصرہ میں ٹھیریں اور حضرت عیسیٰ قریب تیس برس کی عمر تک وہیں مقیم رہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر وحی نازل فرمائی اور اُنکو خلق کی رہبری کیواسطے ارشاد کیا اور کتاب انجیل اُنکو عنایت کی مسلمانوں کی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کی عمر قریب تیس برس کے ہوئی تو وہ نہر اردن کیطرف گئے جسکا نام شریعہ بھی ہے اور وہاں لوگونکو ہدایت کرکے خدا کیطرف متوجہ کیا اسی نہر میں حضرت یحییٰ پیغمبر نے دستور کے موافق حضرت عیسیٰ کو غوطہ دیکر اپنے مریدوں میں داخل کیا تھا اور اُسوقت حضرت یحییٰ کی وفات کا زمانہ قریب تھا۔ جب حضرت عیسیٰ وعظ و نصیحت میں مصروف ہوئے تو اُنہوں نے اپنی نبوت کی تصدیق کے واسطے خلق اللہ کو معجزے دکھلائے چنانچہ مردہ کو زندہ کرنا مٹی کا پرند بناکر اُسمیں روح ڈالنا اندھوں

[1] ہارون حضرت مریم کے بھائی کا نام ہے ۱۲

اور جذامیوں کو شفا دینا پانی پر چلنا اور اور بہت سے معجزے جو اللہ تعالی نے انکو عطا کیے تھے لوگوں کے سامنے ظاہر کیے ◆

حضرت عیسیٰ کے بڑے مصاحب اور مددگار بارہ آدمی تھے جو حواری[1] کہلاتے تھے اور یہ لوگ اکثر انکے پاس رہتے تھے اور ہر امر میں انکی اطاعت کرتے تھے ایک روز سفر میں انہوں نے حضرت عیسیٰ سے ایک آسمانی خوان کی درخواست کی حضرت عیسیٰ نے نماز کی دو رکعتیں پڑھکر خدا تعالی سے اس امر کا سوال کیا جناب باری میں انکی دعا قبول ہوئی اور آسمان سے ایک خوان جسمیں قسم قسم کے کھانے رکھے ہوئے تھے نازل ہوا اب لوگوں نے اس خوان میں سے کھانا کھایا اور لذیذ چیزوں سے مزہ اُٹھایا اسکے بعد کچھ عرصہ تک بدستور خوان اُترتا رہا اور لوگوں کا پیٹ طرح طرح کی نعمتوں سے بھرتا رہا مگر پھر انہوں کا فرقہ شک اور کفران نعمت کیطرف مائل ہوا اسواسطے بجائے خوان کے اُنپر عذاب نازل ہوا ◆

اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں یہودیوں کا کوئی حاکم بڑا گردنکش اور ظالم سرکش تھا حضرت عیسیٰ نے اُسے اپنے دین کی ہدایت کی مگر وہ باز نہ آیا بلکہ حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے کے درپے ہوا اسواسطے حضرت عیسیٰ روپوش ہوگئے اور اُنہوں نے اپنے حواریوں کو بُلا کر وصیت کی کہ میرے بعد قبیلہ قریش سے ایک عربی نبی پیدا ہوگا تم اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ وصیت کرتے جاؤ کہ جو کوئی اُسکے وقت میں موجود ہو اُسپر ایمان لائے اور اُسکا دین اختیار کرے اور علاوہ اسکے اور بھی بہت سی نصیحت کی باتیں اُنکے روبرو بیان کیں بعد ازاں انکا ایک حواری جسے یہودا اسخریوطی کہتے تھے اُنسے پھر گیا اور اُسنے یہودیوں کے حاکم پاس جاکر کہا اگر میں حضرت عیسیٰ کا پتا بتا دوں تو تم مجھے کیا انعام دوگے اُسنے کہا تیس درہم یہودا راضی ہوگیا اور اُسنے تیس درہم لیکر حضرت عیسیٰ کا نشان بتا دیا یہودی لوگ تو حضرت عیسیٰ کے دشمن ہی تھے اُنہوں نے اُنکو سولی پر چڑھانیکا مصمم ارادہ کیا حاکم مطلق کے حکم سے حضرت جبرئیل فرشتے

[1] حواری لغت عربی میں دوست اور مددگار اور دھوبی کو کہتے ہیں ۱۱

نازل ہوئے اور وہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لیگئے اور مخبر کی شکل بعینہ حضرت عیسیٰ کی سی ہو گئی یہودی لوگ اسکو گھسیٹتے ہوئے اپنے حاکم پاس لیگئے اور رستے میں اسکی بہت حقارت کرتے گئے کوئی اُسکے مُنہہ پر طمانچہ مارتا تھا کوئی سر پر کانٹے پھینکتا تھا کوئی کہتا تھا آپ تو مُردہ کو زندہ کرتے تھے ہم سے اپنے تئیں کیوں نہیں چھڑا لیتے یہودا نے ہر چند قسمیں کھائیں کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں مگر اُنہوں نے اُسکی بات تسلیم نہ کی اور کشاں کشاں اپنے حاکم پاس لیجا کر اُسے سولی پر چڑھا دیا پھر حضرت عیسیٰ کے کسی رشتہ دار نے پیلاطوس سے جو شاہ روم کیطرف سے یہودیوں کا حاکم تھا اُسکا جنازہ مانگ کر ایک قبر میں دفن کر دیا +

اسمٰعیل ابوالفدا نے اپنی عربی تاریخ میں جسکا نام المختصر فی اخبار البشر ہے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عیسیٰ آسمان سے اُترکر اپنی ما حضرت مریم کے روبرو ظاہر ہوئے وہ یہودا کی قبر کو اپنے بیٹے کی قبر سمجھکر وہاں بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں حضرت عیسیٰ نے کہا مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے پاس بُلا لیا ہے میں اچھی طرح ہوں دلجمعی رکھو اور میرے حواریوں کو میرے پاس بُلا لاؤ اُنہوں نے حواریوں کو اکٹھا کیا حضرت عیسیٰ نے اُنسے کہا تم روی زمین پر پھیلکر لوگوں کو ہدایت کرو اور انجیل کی منادی کے وسطے جدا جدا مقاموں میں جاؤ یہ کہکر آسمان کیطرف چلے گئے اور حواری اُنکے حکم کے موافق علٰحدہ علٰحدہ ہو گئے اسکے بعد متی لوقا مرقس اور یوحنا نے ایک ایک انجیل مرتب کی +

مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کو زندہ جانتے ہیں اور زمین پر اُنکے دوبارہ آنیکے قائل ہیں چنانچہ اُنکی کتابوں میں قیامت کے آثار میں لکھا ہے کہ اول نصاریٰ کا خوب غلبہ ہوگا پھر ایک شخص اسلامی امام مہدی نامی کی پیدایش ہوگی اور وہ مذہب اسلام کو بڑی رونق دینگے اُسوقت ایک کافر جسکا نام دجال مشہور ہے ظاہر ہو کر طرح طرح کے فریبوں سے لوگوں کو کفر کی ترغیب دیگا اور اُنسے اپنی اطاعت اور عبادت کا اقرار کرانا چاہیگا اسکے بعد حضرت عیسیٰ بھی آسمان سے اُتر کر دین محمدی میں شامل ہونگے اور حضرت امام مہدی کے ساتھ ملکر دجال اور اُسکے رفیقوں کے دفع کرنے اور مذہب اسلام کے پھیلانے میں نہایت کوشش کرینگے یہانتک کہ سب لوگ دین محمدی اختیار کرینگے اور اس مذہب کو کمال ترقی اور رونق ہوگی پھر کچھ عرصے کے بعد قیامت کا ہنگامہ برپا ہوگا +

مسلمان اس امر کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد کے بیچمیں جو زمانہ تھا اُسمیں دین عیسوی بجا اور درست رہا اور بہت سے دیندار عیسائیوں کو جو حضرت محمد سے پہلے تھے معظم و مکرم جانتے ہیں اور اُنکی خداپرستی اور حسن عمل کے قائل ہیں چنانچہ اصحاب کہف[1] اور گڑھے کے شہیدوں کو جنکا حال قرآن میں بھی لکھا ہوا ہے برحق سمجھتے ہیں اور جرجیس[3] اور اَور بہت سے عیسائیوں کی توقیر کرتے ہیں مسلمانونکی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف ملک شام کے باشندے اور مذہب کے عیسائی تھے دقیانوس بادشاہ نے جو کافر تھا اُنہیں قتل کرنا چاہا اس سببسے وہ کسی پہاڑ کے غار میں جا چھپے اور ایک کتے نے اُنکے ساتھ بہت رفاقت کی بلکہ وہی رستہ دکھاتا ہوا اُنہیں غار تک لے پہنچا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سب پر ایسا خواب غالب کر دیا کہ وہ مدت تک غار میں سوتے رہے گڑھے کے شہیدوں کی نسبت یہ لکھا ہے کہ کوئی کافر بادشاہ عیسائیوں سے بڑی عداوت رکھتا تھا اُس نے ایک عیسائی لڑکے کو جس سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوئی تھیں شہید کیا کچھ آدمی اُسکی کرامتیں دیکھکر ایمان لائے بادشاہ اور اُسکے رفیقوں نے زمین میں لنبا گڑھا کھدوا اور اُسی آگ سے بھروا اُن آدمیوں کو وہاں ڈلوا دیا یہی لوگ گڑھے کے شہید ہیں اور بادشاہ اور اُسکے رفیق جنہوں نے گڑھا کھدوا کر اُن عیسائیوں کو آگ میں ڈلوا دیا تھا اصحاب اُخدود[2] کہلاتے ہیں اور قرآن میں ان لوگوں پر لعنت لکھی ہے جرجیس کا ذکر اہل اسلام کی کتابوں میں اسطرح پایا جاتا ہے کہ وہ روم میں پیدا ہوئے تھے اور فلسطین میں رہتے تھے اُنہوں نے موصل کے بادشاہ کو جو بت پرست تھا دین عیسائی کی ہدایت کی وہ باز نہ آیا بلکہ جرجیس سے بت پرستی کرانی چاہی جرجیس نے نہ مانا بادشاہ نے سیخیں گرم کرکے اُنکے بدن میں چبوئیں اور اَور طرح طرح کی سخت تکلیفیں دیں مگر اس امر میں

[1] کہف عربی میں پہاڑ کے غار کو کہتے ہیں چونکہ اصحاب کہف ایک پہاڑ کے غار میں جا کر سوئے تھے اسوجہ اس نام سے نامزد ہوئے اور یہ لوگ اصحاب کہف و رقیم بھی کہلاتے ہیں کیونکہ رقیم ایک لوح کا نام ہے جسپر انکا تمام حال لکھا ہوا تھا اور اُسے کسی بادشاہ نے اُس غار پر لٹکوا دیا تھا اور انگریزی کتابوں میں اُنہیں سون سلیپرز Seven Sleepers لکھا ہے ۱۲ [2] ان لوگوں کو انگریزی کتابوں میں مارٹرز آف دی کیو Martyrs of the Cave لکھا ہے ۱۲ [3] سینٹ جارج St. George ۱۲ [2] اُخدود عربی میں گڑھے کو کہتے ہیں ۱۲

بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوئیں اور وہ اپنے مذہب پر قائم رہے ✣

حضرت محمدؐ

مسلمانونکی کتابوں میں لکھا ہی کہ حضرت آدم کے وقت سے حضرت ابوالقاسم[1] محمدؐ کے زمانے تک جتنے نبی پیدا ہوئے وہ اپنی اپنی اُمت سے حضرت محمد کے اوصاف بیان کرتے رہے اور خدا تعالیٰ نے جو کتابیں پیغمبروں پر نازل کیں اُن سب میں حضرت محمد کی علامتوں اور فضیلتوں سے انبیا کو واقف کیا ✣ اہل اسلام کا بیان ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو حضرت نوح کا سا صبر حضرت ابراہیم کی سی مہمان نوازی حضرت یوسف کا سا حسن حضرت یونس کی سی عبادت اور علیٰ ہذا القیاس اَور پیغمبروں کی تمام صفتیں عنایت کی تھیں اور جو جو اوصاف ہر ایک نبی میں علیحدہ علیحدہ تھے حضرت محمد کی ذات میں سب جمع ہو گئے تھے بلکہ حضرت محمدؐ ان اوصاف میں بھی سب پر غالب تھے کیونکہ انکا حسن حضرت یوسف کے حسن سے بھی زیادہ بیان کرتے ہیں اور لکھا ہی کہ اگر حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تو حضرت محمد نے معراج میں خلوتگاہ خاص میں جا کر گفتگو کی اور انکو وہ قرب حاصل ہوا کہ کسی فرشتے یا نبی کو نہیں ہوا تھا ✣ مسلمانونکے ہاں حضرت محمدؐ کے معجزے نہایت کثرت سے لکھے ہیں اور وہ اُنکو تمام پیغمبرونکا سردار اور نبی آخر الزمان جانتے ہیں اور سوا اُنکی کتابوں میں علاوہ اَور لقبونکے اُنکا لقب سیّد المرسلین اور خاتم النبیّین بھی لکھا ہے اور خیر البشر بھی حضرت محمد ہی سے مراد ہی یہ لوگ جسوقت حضرت محمد کا نام لیتے یا سنتے ہیں اُسوقت درود پڑھتے ہیں اور اِس سبب سے کہ انکا اعتقاد تمام انبیا پر ہی حضرت محمدؐ کے ساتھ اکثر اَور پیغمبرونکو بھی درود میں شامل کر لیتے ہیں حضرت محمدؐ ۵۶۹ء میں جبکہ فارس کا بادشاہ نوشیروان تھا شہر مکّے میں پیدا ہوئے وہ قریش[2] کے قبیلے اور ہاشم کے

---

[1] ابوالقاسم حضرت محمدؐ کی کنیت ہی اور کنیت اُس نام کو کہتے ہیں جو باپ یا ماں یا بیٹا یا بیٹی کے نام سے بولا جاتا اور قاسم حضرت محمد کے ایک بیٹے کا نام تھا جو چھوٹی سی عمر میں دنیا سے انتقال کر گئے تھے ۱۲

[2] قریش ایک شخص کا لقب ہی جسکی اولاد کو بھی قریش کہتے ہیں اور اصل میں قریش تصغیر ہے قرش کی اور وہ ایک مچھلی کا نام ہی جو سب مچھلیوں پر غالب ہی اور چونکہ قبیلہ قریش عزت اور شرافت میں تمام قبیلوں پر غلبہ اور فوقیت رکھتا ہی اس سبب سے وہ بھی اس نام سے مشہور ہوا اور بعض کتابوں میں اس امر کی اَور بھی وجہیں لکھی ہیں ۱۲

خاندان سے تھے اور چاہ زمزم کا اہتمام اور کعبہ کا انتظام انکے ہاں موروثی چلا آتا تھا حضرت محمد کے باپ عبداللہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے تھے سو اسلئے انکی ماں نے انکی پرورش میں کوشش کی اور جب حضرت محمد کی عمر چھ برس کی ہوئی تو انکی ماں بھی اس جہان سے انتقال کر گئیں اور انکے دادا عبدالمطلب جو ہاشم کے بیٹے تھے انکی پرورش کرتے رہے دو برس کے بعد وہ بھی مر گئے اور انہوں نے حضرت محمد کی تربیت ابو طالب کو جو عبداللہ کے حقیقی بھائی اور قریش میں سے ایک زبردست سردار تھے سپرد کی اور وہ انکو اپنے فرزند سے زیادہ سمجھکر خوب طرح تربیت کرتے رہے +

مسلمان بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ظاہر کیا تو حضرت محمد کا نور جو تمام مخلوقات سے پہلے پیدا ہوا تھا انکی پیشانی میں رکھا پھر وہ نور حضرت شیث پیغمبر کے حصے میں آیا بعد ازاں حضرت نوح کی پیشانی میں چمکا اور حضرت نوح سے انکے بیٹے حضرت سام کو عنایت ہوا اسیطرح نقل کرتا ہوا حضرت ابراہیم کی پیشانی میں روشن ہوا اور حضرت ابراہیم سے حضرت اسمٰعیل کو مرحمت ہوا اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں منتقل ہوتے ہوتے عبدمناف کے چہرے پر رونق افروز ہوا اور اُس سے ہاشم پر اور ہاشم سے عبدالمطلب پر اور عبدالمطلب سے حضرت محمد کے باپ عبداللہ پر نازل ہوا +

مسلمانوں کا قول ہے کہ جب حضرت محمد پیدا ہوئے تو تمام بت سرنگوں ہو گئے اور فارس کا آتشخانہ جو ہزار برس سے کبھی نہ بجھا تھا بالکل بجھ گیا اور اسیطرح اور بہت سے عجیب امر ظاہر ہوئے +

جب حضرت محمد کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ابو طالب نے جو تجارت کیواسطے ملک شام کیطرف جاتے تھے انکو بھی اپنے ساتھ لیا اور قافلے والوں کے ساتھ روانہ ہوئے مسلمان کہتے ہیں کہ جب وہ اس سفر میں شہر بصریٰ کے پاس پہنچے تو وہاں کسی صومعہ میں بحیرا نامی ایک راہب سے انکی ملاقات ہوئی وہ آسمانی صحیفوں سے خوب واقف تھا حضرت محمد کو دیکھتے ہی انکی آثار سے جان گیا کہ یہی نبی آخر الزمان ہے

اردو سے یہ سب بت پرست تھے ۱۲ الکہ یہ شہر شام میں واقع ہے اور یہ وہ بصریٰ نہیں ہے جو عراق کا ایک مشہور شہر ہے ۱۲ شہ نصاریٰ کے عبادتخانہ کو عربی میں اکثر صومعہ بولتے ہیں ۱۲ تہ نصاریٰ میں سے جو شخص پارسا ہو کر گوشہ گزین ہوتا ہے اُسے عربی میں راہب کہتے ہیں ۱۲

اور ابو طالب سے کہا کہ اس لڑکے میں نبوت کی علامتیں معلوم ہوتی ہیں تم انہیں لیکر الٹے
چلے جاؤ یہودی انکے دشمن ہیں ایسا ہو مارڈالیں ابو طالب نے راہب کی بات مان
لی اور وہیں بصریٰ میں اپنا مال بیچکر الٹے مکے کو چلے گئے ✦

پھر حضرت محمد کی دیانت اور امانت کی بہت شہرت ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ بات حضرت خدیجہ
بنت خویلد تک جو قوم قریش میں سو بڑی عزت دار اور دولتمند عورت تھیں پہنچی انہوں نے حضرت
محمد سے کہا کہ آپ میری طرف سے ملک شام کو تجارت کے واسطے جائیے اور میرے غلام میسرہ
نامی کو اپنے ساتھ لیجیے حضرت محمد نے منظور کر لیا اور وہ میسرہ کے ساتھ ملک شام کیطرف
روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ جب بحیرا راہب کی منزل میں پہنچے تو وہ عالم عقبیٰ کو روانہ ہو گیا
تھا اور نسطورا نامی ایک راہب اسکی جگہہ مسند نشین تھا اسے بھی آسمانی کتابوں سے
خوب واقفیت تھی اور وہ نبی آخر الزمان کا بھی حال جانتا تھا اس نے میسرہ سے کہا
کہ میں مدت سے اس جمال کے دیکھنے کا منتظر تھا آج میری آرزو حاصل ہوئی لیکن
تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ شام کے جانیکا ارادہ نکر اور انکی خدمت اپنی سعادت سمجھکر انہیں الٹا
لیجا کیونکہ شام کے یہودی انکے دشمن ہیں حضرت محمد بصریٰ میں حضرت خدیجہ کا مال بیچکر میسرہ کے
ساتھ مکے کو روانہ ہوئے اور خود حضرت خدیجہ کے پاس جاکر مال کے بیچنے کا حال بیان کیا حضرت
خدیجہ اُسسے بہت خوش ہوئیں اور میسرہ نے انکی بڑی تعریف کی مسلمان کہتے ہیں کہ اسنے حضرت
خدیجہ سے حضرت محمد کی کراماتوں کا حال بیان کیا اور کہا کہ اکثر دیکھنے میں آیا کہ دھوپ کی شدت کیوقت
دو فرشتے حضرت محمد پر سایہ کرتے چلتے تھے اور نسطورا کا کلام بھی جو کچھ سنا تھا انکے روبرو نقل کیا ✦

اسکے بعد حضرت خدیجہ نے حضرت محمد سے نکاح کرنا چاہا اور حضرت محمد نے یہ بات منظور کر لی ہرچند
قوم قریش کے اور بھی اچھے اچھے سردار حضرت خدیجہ کے حسن اور شرافت اور مال کے سبب سے انکے
نکاح کے خواہاں تھے مگر انہوں نے حضرت محمد کو سب پر ترجیح دی اس نکاح کے وقت حضرت محمد کی پچیس
برس تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی اور اس سے پہلے انکے دو نکاح ہو چکے تھے اور اب بیوہ تھیں

حضرت محمد اور حضرت خدیجہ میں کمال اتحاد رہا اور دونو آپسمیں ایک دوسرے سے بہت شفقت و محبت کرتے رہے حضرت محمد کے ہاں حضرت خدیجہ سے چار بیٹیاں اور کئی بیٹے پیدا ہوئے مگر بیٹوں نے چھوٹی سی عمر میں اس جہان سے انتقال کیا حضرت خدیجہ کی زندگی میں حضرت محمد نے دوسرا نکاح نہیں کیا لیکن پھر اُنکے کئی نکاح ہوئے اور آخرکار دس بیویاں ہوگئیں اُنمیں سے ایک نے حضرت محمد کی حیات ہی میں وفات پائی اور نو باقی رہیں علاوہ برین اُنکے ہاں کئی لونڈیاں بھی تھیں حضرت خدیجہ کی انتقال کے بعد حضرت محمد کی بیویوں میں سے حضرت ابوبکر کی بیٹی حضرت عایشہ کو سب پر ترجیح تھی ✤

جب حضرت محمد کو پینتیسواں برس شروع ہوا تو قوم قریش نے ازسر نو کعبہ کی تعمیر کی اور حضرت محمد بھی اُسکے بنانے میں شریک تھے چنانچہ اس بنا کیوقت حجر اسود اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا اِس تعمیر میں کسی خاص سبب سے کعبے کا ایک مغربی ٹکڑا جسے حطیم کہتے ہیں پہلی بنا سے باہر رہگیا تھا مگر مسلمان طواف کرتے وقت اسے بھی شامل کر لیتے ہیں ✤

بچپن ہی سے حضرت محمد کی طبیعت غور و فکر کیطرف مائل تھی اور اُنکو تنہا بیٹھکر خدا کا دھیان کرنا بہت پسند تھا انجام کار اُنکا یہ دستور ہو گیا کہ وہ اپنا توشہ لیکر کوہ حرا میں جو مکّے کے قریب ہے چلے جایا کرتے اور وہاں کسی غار میں بیٹھکر مدت تک مراقبے[۱] میں رہا کرتے جب اُنکی عمر چالیس برس کی ہوئی تو وہ اپنی عادت کے موافق کوہ حرا میں جاکر اعتکاف[۲] میں مشغول ہوئے اہل اسلام بیان کرتے ہیں کہ اس مرتبہ حضرت جبرئیل فرشتے اُنکے پاس وحی لیکر آئے اور کہا کہ "اے محمد پڑھ" حضرت محمد نے کہا کیا پڑھوں اُنہوں نے سورۂ علق[۳] بتائی اور تین دفعہ حضرت محمد کو اپنے جسم سے لگا کر بھینچا اس عمل سے حضرت محمد کو تمام علم لدنی[۴] حاصل ہو گیا اور اُنہوں نے حضرت جبرئیل کی تعلیم کے موافق سورۂ علق پڑھی پھر حضرت جبرئیل نے وہاں ایک پانی کا چشمہ پیدا کیا اور حضرت محمد کو وضو کرنا بتایا اور نماز کی دو

۱ه اصطلاح میں سب چیزوں کا خیال چھوڑ کر خدا کے دھیان کرنیکو مراقبہ کہتے ہیں ۱۲ ۲ه خدا کے ذکر کی نیت کر کے مسجد میں کسی مدت کے علیحدہ بیٹھنے کو اعتکاف بولتے ہیں ۱۲ ۳ه قرآن کی ۹۶ سورۃ کا نام ہے اور اہل اسلام کا قول ہے کہ سب سے پہلے یہی سورۃ نازل ہوئی تھی ۱۲ ۴ه لفظ لدنی بفتح اول وضم دوم و تشدید سوم منسوب ہے لدن کیطرف اور لدن کے معنی زبان عربی میں پاس اور نزدیک کے ہیں اسی سبب سے علم لدنی اُس علم کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بغیر اُسکی محنت اور کوشش کے اپنے پاس سے عطا فرمائے ۱۲

رکعتیں پڑھائیں *

حضرت محمد نے یہ حال حضرت خدیجہ سے آکر بیان کیا اُنہوں نے کہا مجھ امید ہے کہ آپ اس اُمت کے نبی ہوں یہ کہکر اُنکو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ ابن نوفل کے پاس لیگئیں اور اُسکے روبرو سارا ذکر کیا اہل اسلام کا قول ہے کہ ورقہ ابن نوفل آسمانی صحیفوں سے خوب آگاہ تھا اور توریت اور انجیل کا زبان عربی مین ترجمہ کیا کرتا تھا علاوہ اسکے اُسنے بڑے بڑے یہودی اور عیسائی فاضلوں سے حضرت محمد کی نبوت کی خبر پائی تھی یہ حال سُنکر بولا اے محمد تمہین مبارک ہو جبرئیل فرشتے جو موسیٰ اور اَور پیغمبرون پر نازل ہوا کرتے تھے اب تمہارے پاس وحی لیکر آئے یقین جانو کہ تم نبی آخر الزمان ہو کچھ عرصے کے بعد پھر وحی نازل ہوئی اور متواتر آتی رہی حضرت جبرئیل خدا کے احکام حضرت محمد کے پاس پہنچاتے رہے اور حضرت محمد لوگونکو خدا کی عبادت اور توحید کیطرف ترغیب دیتے رہے *

سب سے پہلے حضرت محمد کی بیوی حضرت خدیجہ ایمان لائیں اسیواسطے مسلمانوں کے ہان حدیث مین انکی بزرگی کا حال مذکور ہے اور لکھا ہے کہ عورتوں میں چار کا بہت بڑا رتبہ ہوا ہے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ عمران کی بیٹی حضرت مریم جو حضرت عیسیٰ کی ماتھیں خویلد کی بیٹی حضرت خدیجہ حضرت محمد کی بیٹی حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ کے بعد لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی جو حضرت محمد کے چچا ابو طالب کے بیٹے اور عمر مین نو برس کے تھے مسلمان ہوئے اور جوانوں مین حضرت ابو بکر نے جو قبیلۂ قریش مین ایک بڑے شریف اور نامی آدمی تھے اسلام اختیار کیا اُنکے بعد حضرت عثمان ابن عفان عبدالرحمن ابن عوف سعد ابن ابی وقاص زبیر ابن العوام اور طلحہ ابن عبیداللہ جو قریش مین بڑے شریف اور معزز سردار تھے مسلمان ہوئے اور پھر اَور لوگ بھی اس دین مین شامل ہوتے گئے *

جبتک حضرت محمد صرف مذہب اسلام کی خوبی اور بھلائی بیان کرتے رہے اور بتون کی مذمت اور برائی کے درپے نہوئے تب تک دین اسلام کے مخالف بھی اُنسے سخت دشمنی سے پیش آئے اور طنز سے کہتے رہے کہ عبدالمطلب کا پوتا آسمانی خبرین دیتا ہے مگر جس وقت حضرت محمد نے اُنکے جھوٹے معبودونکو الزام لگایا اور بتوں کی عیب نکالنے شروع کیے اُسوقت سے قریش کے بت پرست اور قبائل عرب کے بڑے بڑے سردار

حضرت محمدؐ اور اُنکے اصحاب کے دشمن ہوگئے اور اُنہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف دینی شروع کی
اس عرصہ میں حضرت محمدؐ کے چچا جنکا نام حضرت حمزہ تھا ایمان لائے اور پھر حضرت عمر ابن خطاب نے جو قوم
قریش میں سے بڑے شریف اور زبردست سردار تھے اسلام اختیار کیا اس سبب سے دین محمدی کو زیادہ قوت
حاصل ہوگئی حضرت عمر بہت شجاع اور جری اور عالم و فاضل تھے اور قریش لوگ بڑے بڑے کاموں میں اُنکی طرف
رجوع کرتے تھے اور ایسے امور میں اُنکو اپنا پیشوا جانتے تھے چنانچہ حضرت محمدؐ کے دفع کرنے میں جو اُنہوں نے
مشورہ کیا تھا اُسمیں بھی حضرت عمر ہی کو سب سے مقدم جانا تھا مگر وہ اپنی بہن سے سورۂ طٰہٰ[1] سنکر بیتاب
ہوگئے اور بولے جس خدا کا یہ کلام ہے لائق نہیں ہے کہ اُسکی عبادت میں قصور کیا جائے اور فی الفور کلمہ پڑھنے[2]
لگے پھر گردن میں تلوار ڈالے ہوئے حضرت محمدؐ کے پاس گئے حضرت محمدؐ چالیس آدمیونکو ساتھ صفا کے قریب
کسی مکان میں بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے صحن تک حضرت عمر کا استقبال کیا اور معانقہ کرکے کہا اے عمر
کس ارادے سے آئے ہو کیا قیامت تک لڑتے ہی رہوگے حضرت عمر نے جواب دیا اے رسول اللہ میں مسلمان ہونے
اور خدا اور اُسکے نبی پر ایمان لانے آیا ہوں یہ سنکر حضرت محمدؐ بہت خوش ہوئے اور حضرت عمر کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوئے اور اہل مجلس نے اسقدر بلند آواز سے تکبیر کہی کہ اُسکا غلغلہ مکہ والوں کے کان تک پہنچا اِسکے بعد
حضرت عمر نے حضرت محمد سے کہا یہ بات مناسب نہیں ہے کہ لات اور منات[3] کی تو ظاہر پرستش ہو اور اسلام کا مذہب
پوشیدہ رہے آپ بے کھٹکے باہر نکلکر لوگوں کو ہدایت کیجیے یہ سنکر حضرت محمد اپنے اصحاب سمیت خانہ کعبہ کی طرف
چلے گئے حضرت عمر ننگی تلوار لیے ہوئے اُنکے آگے آگے تھے جب قریش نے حضرت عمر کو دیکھا تو پوچھا تیرے پیچھے کیا
ہے اُنہوں نے کلمہ پڑھا اور کہا حضرت محمد رسول اللہ ہیں جو کوئی تم میں سے بیجا حرکت کریگا تو یہ تلوار ہوگی اور
اُسکا خون ہے حضرت محمد نے اُس روز دلجمعی سے کعبے کا طواف کیا اور نماز آشکارا پڑھی اور اسلام کو بہت قوت
حاصل ہوئی کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ الٰہی عمر ابن خطاب اور عمر ابن ہشام یعنی ابوجہل میں
سے جو شخص تیرے نزدیک محبوب ہو اُس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ حضرت عمر ابن خطاب مسلمان ہوگئے

[1] قرآن کی بیسویں سورۃ کا نام ہے ۱۲ [2] بعض کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت محمدؐ نماز پڑھا رہے تھے حضرت
عمر نے اُنکے پیچھے کھڑے ہوکر قرآن سُنا اور اسلام اختیار کیا ۱۲ [3] لات اور منات بتوں کے نام ہیں ۱۲

اور ابوجہل حالت کفر میں بدر[1] کی لڑائی میں مارا گیا اُسوقت حضرت محمدؐ نے کہا خدا کا شکر ہی کہ اِس اُمت کا فرعون مرگیا ❖

جب قریش نے حضرت محمد کو اصحاب پر بہت ظلم کیا تو اُنمیں سی چند آدمی حضرت محمد کے کہنے کے موافق مکّے سے ہجرت کر کے حبشے میں نجاشی[2] بادشاہ کے پاس جو عیسائی تھا چلے گئے اُس نے اُنکی بہت خاطرداری کی اور مکان اُترنے کو دیا مگر قریش نے بھی نجاشی کے پاس اپنے بڑے بڑے سردار بھیجے اور اُس سے حضرت محمد کے اصحاب کو مانگا نجاشی نے اُنکی بات پر کچھ توجہ نکی اور ایک مسلمان بھی انکے حوالے نہ کیا پھر قریش نے نجاشی کو کہلا بھیجا کہ آپنے انکو اپنے پاس تو رکھا ہے مگر ان سے یہ دریافت کیجے کہ یہ حضرت عیسیٰ کے بابمیں کیا کہتے ہیں نجاشی نے اُنسے یہ بات پوچھی مسلمانوں نے جواب دیا کہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن[3] میں حضرت عیسیٰ کے حق میں فرمایا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ مسیح جو مریم کے بیٹے ہیں خدا کے رسول ہیں اور اُسکا کلمہ ہیں جنہیں حضرت مریم کو دیا اور اُسکی طرف سے ایک روح ہیں نجاشی نے یہ مضمون تسلیم کیا القصہ کچھ عرصے تک مسلمان وہان رہے اور پھر اُن میں سے چند آدمی مکّے میں آگئے ❖

مسلمانونکا بیان ہے کہ جب حضرت محمدؐ کی نبوّت کو دسواں سال شروع ہوا تو ابو طالب نے اِس جہان سے انتقال کیا اور اسی سال میں اُنکی بیوی حضرت خدیجہ بھی عالم عقبیٰ کو روانہ ہوئیں ان حادثوں سے حضرت محمدؐ کو غم پر غم ہوا اور اسی سبب سے اس برس کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہتے ہیں ❖

حضرت محمدؐ حج کے موسم میں قبائل عرب کے روبرو اچھی طرح ظاہر ہو کر وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور ہر ایک قبیلہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا کرتے تھے کہ اے لوگو خدا کی اطاعت کرو اور اُسے واحد جانو اور اپنے جھوٹے معبودوں کی عبادت سے باز آؤ جب نبوت کو گیارھواں سال شروع ہوا تو وہ اپنے دستور کے موافق قبائل عرب کے سامنے لوگوں کی ہدایت میں مصروف ہوئے اتفاقاً شہر یثرب کے چھ آدمی جو قبیلۂ خزرج

[1] بدر ایک کنوئیں کا نام ہے جو بدا بن قریش نے کھدوایا تھا اور وہاں اسی نام کا ایک گانو بھی ہے ۱۲
[2] نجاشی حبش کے بادشاہوں کا لقب تھا ۱۲ [3] چوتھی سورۃ کی ۱۶۹ آیت ۱۲

سے اسوقت حضرت محمد سے ملے انہوں نے پہلے یہودیوں سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور اُسکے ظہور کا وقت نزدیک آیا ہے حضرت محمد کا کلام سنتے ہی بہت اعتقاد سے ایمان لائے اور پھر یثربؔ میں جاکر اس مذہب کی کیفیت اور حضرت محمد کی حقیقت بیان کی اور دین اسلام کی مدد کرنے میں ساعی ہوئے اور اسی سبب سے یہ لوگ اور اَور مدینے والے جنہوں نے حضرت محمد کی مدد کی تھی انصار کہلاتے ہیں*

حضرت محمد کی معراج کا بیان اہل اسلام کی کتابوں میں اسطرح لکھا ہے کہ نبوت کی بارھویں سال ایک روز رات کے وقت حضرت جبرئیل نے آکر حضرت محمد کو جگا دیا وہ اُٹھکر کعبے کی مسجد میں گئے اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر حضرت جبرئیل ایک بُراق لائے اور حضرت محمد کو اُسپر بٹھا کر پہلے بیت المقدس کیطرف لیگئے وہاں فرشتوں کی فوج حضرت محمد کی استقبال کو کھڑی تھی سب نے ادب سے سلام کیا حضرت محمد براق سے اُترے اور جس حلقے سے اَور پیغمبر اپنی سواری کی جانور باندھا کرتے تھے اُسی حلقے سے براق کو باندھ دیا اور مسجد میں نماز پڑھی پھر حضرت جبرئیل حضرت محمد کو آسمان پر لیگئے وہاں انبیا سے اُنکی ملاقات ہوئی اور سب نے خوش ہوکر تعظیم و تکریم کی اسکے بعد بہشت اور دوزخ کو ملاحظہ کیا جب اَور بھی عروج پر پہنچے تو حضرت جبرئیل نے رخصت چاہی اور کہا آج میں تمہارے سبب سے یہانتک بھی آیا اور اس سے آگے جانیکی مجھے مجال نہیں ہے ﷺ اگر یک سر موے برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم * القصہ حضرت محمد خلوتگاہ خاص میں پہنچے اور نور الٰہی کو بے حجاب مشاہدہ کیا ہزاروں باریک نکتے معلوم ہوئے تمام مطلب اور مقصد خاطرخواہ درست ہوئے وہاں سے رخصت ہوکر بیت المقدس اور پھر خوابگاہ میں آئے اتفاقاً صبح کو ابوجہل سے ملاقات ہوئی اور اُس سے معراج کا ذکر ہوا ابوجہل نے حضرت ابوبکر سے جاکر کہا اگر آج اپنے یار کی باتیں سنو تو تعجب کرو وہ کہتا ہے میں ایک رات میں بیت المقدس اور پھر تیسرے آسمانوں میں ہو آیا حضرت ابوبکر بولے میں حضرت محمد کی نسبت اس سے بھی زیادہ باتوں کا اعتقاد رکھتا ہوں اگر یہ امر پیش آیا تو کیا عجب ہے اُسی روز سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہوا اور وہ عالم میں خود بخود اس لقب سے مشہور ہوگئے *

لہ یثرب وہی شہر ہے جسکو مدینہ کہتے ہیں ۱۲ * یعنی اگر ایک بال برابر آگے بڑھوں تو تجلی الٰہی کی روشنی میرے پر جلا دے ۱۲

جب قریش مسلمانوں کو بہت تکلیف دینے لگے اور اُنکا ظلم حد سے زیادہ ہوا تو حضرت محمدؐ نے اپنے اصحاب کو مکّے سے ہجرت کرنیکی اجازت دی اور وہ اُنکے ایما کے موافق مدینے کو چلے گئے پھر حضرت محمدؐ بھی مکّے سے ہجرت کر کے اپنے دوست حضرت ابوبکر کے ساتھ مدینے کیطرف روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر نے ہر ایک کی مصیبتوں میں اُنکا بہت ساتھ دیا کہتے ہیں کہ دونو مکّے سے باہر آ کر ایک غار میں جسکا نام ثور تھا تین روز تک رہے اور خدا کی قدرت سے ایک مکڑی نے اس غار کے مُنہہ پر جالا بنایا اور کبوتروں نے انڈے دیے جب دشمن اُنہیں ڈھونڈھتے ہوئے وہاں پہنچے تو یہ علامتیں دیکھکر جان گئے کہ اس غار میں کوئی نہیں گیا ہوگا اور اس معجزے کے سبب سے حضرت محمدؐ اور حضرت ابوبکر دشمنوں سے محفوظ رہے +

یہی ہجرت جو مکّے سے مدینے کیطرف ہوئی تاریخ اسلام کی ابتدا ہے اور اسی سے سنہ ہجری شمار کیا جاتا ہے اسوقت حضرت محمدؐ کی عمر ترپن برس کی تھی اور مسلمانوں کے ہاں لکھا ہے کہ اُنکی نبوت کو تیرہ برس گزرے تھے +

حضرت محمدؐ ابھی مدینے میں پہنچے بھی نہ تھے کہ بہت سے لوگ اُنکے استقبال کو آئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لیگئے حضرت محمدؐ نے ابوایوب انصاری کے گھر میں قیام کیا اور پھر وہاں ایک مسجد بنوائی جسے مسجد نبوی کہتے ہیں اور مسجد اور گھر کے تعمیر ہونے تک وہ ابوایوب ہی کے مکان میں رہے اور اُنہوں نے اپنے آل و عیال کو بھی مدینے میں بلوالیا +

مسلمانوں کی کتابوں سے دریافت ہوتا ہے کہ وہ پہلے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ماہ شعبان سنہ ۲ ہجری میں دوشنبے کے دن حضرت محمدؐ مسلمانوں کی جماعت کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اُنہوں نے وحی الٰہی کے موافق دفعتہً کعبے کیطرف مُنہہ کر لیا اُنکے مقتدی بھی اُنکے ساتھ ہی پھر گئے اور اُسوقت سے کعبہ نماز کا قبلہ مقرر ہوا +

جب مہاجر[1] اور انصار لوگوں کے سبب سے اسلام کی بنیاد مستحکم ہوگئی تو حضرت محمدؐ نے بھی قریش

[1] ۲۲ جون سنہ ۶۲۲ء ۱۱ شعبان جو لوگ حضرت محمدؐ کی رفاقت میں مکّے سے ہجرت کر کے مدینے میں آئے تھے وہ مہاجر کہلاتے

انتقام لیتے اور زبردستی اسلام کے جاری کرنے میں نہایت کوشش کی اور کئی دفعہ مکے کے قافلوں پر حملہ کرنے کے واسطے فوجیں بھیجیں ماہ رمضان ۲ سنہ ہجری میں مسلمانوں اور قریش کے لوگوں میں بدر کی لڑائی ہوئی اور اُسکا سبب یہ تھا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مکے کو جاتا تھا جب بدر کے قریب پہنچا تو حضرت محمد کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور وہ تین سو تیرہ آدمی جنمیں ستتر مہاجر اور باقی انصار تھے اپنے ہمراہ لیکر بدر کیطرف گئے ابوسفیان نے جھٹ ایک سوار مکے کو روانہ کرکے قریش کی مدد چاہی قریش کے بڑے بڑے سردار اُسکی کمک کیواسطے روانہ ہوئے اور ابوسفیان کے پاس نو سو پچاس سپاہی اکٹھے ہو گئے جب حضرت محمد بدر پر گئے تو صحابے نے دھوپ کی محافظت کے لیے اُنکے واسطے لکڑیوں کا ایک سایہ دار مکان بنا دیا اور حضرت محمد اور حضرت ابوبکر دونو مسلح اُسجگہہ ٹھیرے اُسوقت حضرت محمد نے قوم قریش کو دیکھکر جناب باری میں دعا کی کہ یا الٰہی یہ قوم بہت فخر اور غرور سے آئی ہے تو نے میری فتح اور نصرت کا وعدہ کیا ہے اب مدد بھیج حضرت محمد دعا ہی میں مشغول تھے کہ قریش کے لوگ بہت نزدیک آپہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی جب قریش نے غلبہ کرکے اُس مکان کو جہاں حضرت محمد تھے آگھیرا تو وہ دفعتہً ہوشیار ہوکر حضرت ابوبکر کیطرف مخاطب ہوئے کہ اے ابوبکر اب اللہ تعالیٰ کی مدد آئی اور یہ کہکر آگے بڑھے اور لوگوں کو لڑائی پر برانگیختہ کیا پھر کنکروں کی ایک مٹھی دشمنوں کیطرف پھینکی فوراً تمام دشمن پریشان ہو کر بھاگے اور بہتیرے مارے گئے مسلمانوں نے اُنکا تمام مال و متاع لوٹ کر آپسمیں تقسیم کر لیا اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس لڑائی میں فرشتوں نے حضرت محمد کی مدد کی اور جسوقت حضرت محمد نے کنکروں کی مٹھی اُنکی طرف پھینکی تو کوئی کافر باقی نہ رہا جسکی آنکھوں اور ناک کے نتھنوں میں کنکر نہ بھر گئے ہوں اور حضرت محمد نے حُنینؔ[1] کی لڑائی میں بھی جو ۸ سنہ ہجری میں ہوئی تھی یہی عمل کیا تھا ✦

۳ سنہ ہجری میں قوم قریش سے مقام اُحد[2] پر ایک لڑائی اَور ہوئی اور اگرچہ اِس لڑائی میں قریش کو غلبہ رہا مگر پھر بھی حضرت محمد کی طاقت روز بروز زیادہ ہوتی گئی اور اُنہوں نے اسلام کو پھیلانے کیواسطے

[1] حنین مکے اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے [2] اُحد مدینہ کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے ۱۲

جا بجا فوجیں بھیجنی شروع کیں یعنی یہودیونکو بھی مدینے سے نکالدیا اور اس قوم کی آٹھ سو آدمی قتل کیے آنکی عورتوں اور بال بچوں کو بیچ ڈالا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ ایکدفعہ مکّہ والوں نے بڑا لشکر لیکر مدینے کو محاصرہ کیا تھا اُسوقت ان لوگوں نے بھی اُنسے سازش کرلی تھی +

سنہ ۵ ہجری میں حضرت محمد نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا یہ عورت پہلی زید ابن حارثہ سے جو حضرت محمد کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُنکا متبنٰی تھا بیاہی گئی تھی مگر پھر زید نے اُسے طلاق دیدی اور طلاق کے بعد حضرت محمد نے اس سے نکاح کرلیا اور اسکا ذکر قرآن میں بھی ہے +

سنہ ۶ ہجری میں قریش نے حضرت محمد سے صلح کرلی اور دس برس کیواسطے صلحنامہ لکھا گیا +

سنہ ۷ ہجری میں حضرت محمد نے مصر اور حبشہ اور اَور ملکوں کے بادشاہونکے پاس قاصد اور نامے بھیجے اور اُنمیں سے بعض نے اسلام اختیار کیا اور حضرت محمد کا دین دُور دُور پھیل گیا +

سنہ ۸ ہجری میں حضرت محمد اور قریش کی صلح کا عہد قریش کیطرف سے ٹوٹ گیا اور اگرچہ اُنہیں اپنی عہد شکنی سے ندامت ہوئی اور ابوسفیان دوبارہ صلحنامہ مرتب کرانے مدینے میں آئے مگر یہ امر کچھ فائدہ مند نہوا اور وہ اُلٹے مکّے کو چلے گئے اُنکے جانے کے بعد ماہ رمضان میں حضرت محمد مہاجرین اور انصار اور قبائل عرب کو ساتھ لیکر مکّے پر چڑھ گئے اور اُسوقت اُنکے ساتھ دس ہزار آدمی تھے جب یہ لوگ مکّے کے پاس پہنچے تو حضرت عباس لشکر سے باہر نکلے تاکہ کسی پھرنے چلنے والے سے حضرت محمد کے آنے کی خبر قریش سے کہلا بھیجیں اور قریش حضرت محمد کے پاس آکر امن کے خواہاں ہوں ورنہ سب مارے جائینگے اتنے میں ابوسفیان سے جو جاسوسی کو آئے ہوئے تھے اُنکی ملاقات ہوئی وہ پہلے ہی اس عظیم الشان اور مسلح لشکر کو دیکھکر گھبرا رہے تھے بولے کہ میں اپنی نجات کی کیا تدبیر کروں حضرت عباس نے کہا تو میرے ساتھ حضرت محمد کے پاس چل میں تیری خلاصی کے باب میں کوشش کرونگا ابوسفیان اُنکے ساتھ حضرت محمد کے لشکر میں آئے جونہیں حضرت عمر کے خیمے کے برابر پہنچے اُنہوں نے ابوسفیان کو پہچانا اور تلوار کھینچکر باہر آئے حضرت عباس بہت جلد اُنہیں حضرت محمد کے پاس لے پہنچے اور کہا میں اسے امان دیکر لایا ہوں حضرت عمر اُسوقت چپکے کھڑے ہوئے اور

دوسرے دن جسکو حضرت ابوسفیان نے اسلام اختیار کیا حضرت عباس نے حضرت محمد سے انکی سفارش کی اور کہا کہ ابوسفیان عزت طلب جاہ دوست ہے اسپر کچھ ایسی مہربانی کیجیے کہ وہ اپنی ہمچشموں میں ممتاز ہو حضرت محمد نے جواب دیا کہ جو کوئی ہمارے لشکر کے داخل ہونے کیوقت کعبے کی مسجد یا ابوسفیان کے گھر میں ٹھیریگا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیگا اُسے امن دیا جائیگا القصہ حضرت ابوسفیان نے پہلے ہی سے آکر مکے والوں کو اِس امر کی اطلاع دی اور اُسکے بعد حضرت محمد اپنی لشکر سمیت مکے میں داخل ہوئے اور تمام شہر کو فتح کر کے اپنے قبضے میں لائے پھر حضرت خالد ابن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ بھیجکر بتخانہ عزیٰ[1] کی عزت کھوئی اور بتخانہ سواع اور لات اور منات کو بھی توڑا اور ہزاروں آدمی ایمان لائے مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کعبے کے گردو پیش تین سو ساٹھ بُت تھے حضرت محمد اُنکی طرف لکڑی سے اشارہ کرتے جاتے تھے اور قرآن کا ایک فقرہ پڑھتے جاتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ترجمہ حق ظاہر ہوا اور باطل جاتا رہا ٭ وہ بُت خود بخود سرنگون ہو کر گرتے جاتے تھے ٭

حضرت محمد نے مکے کو فتح کر کے اپنی فوج اور مکے کے دو ہزار سپاہی سے قوم ہوازن کو مقام حُنین پر شکست دی اور پھر شہر طائف کو گھیر لیا مگر یہ شہر اُسوقت فتح نہوا تھوڑے عرصے کے بعد مغلوب ہوا ٭

جب حضرت محمد پھر مدینے میں آئے تو اُنکے پاس تمام قبائل عرب کیطرف سے وکیل آنے شروع ہوئے اور اُنہوں نے ہر ایک قبیلہ کی طرف سے سلام کے بعد اسلام کی تسلیم کا پیام دیا اور دین محمدی کی کمال ترقی ہوئی ٭

سنہ ۱۰ ہجری میں حضرت محمد نے آخر حج کیا اور لوگوں کو حج کے مناسک[2] اور اور ضروری باتوں سے خوب طرح آگاہ کیا پھر فارغ ہو کر مدینے میں آگئے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں کیونکہ حضرت محمد نے اُسکے بعد

---

[1] یہ سب بتوں کے نام ہیں ۱۲ منہ ستر ھویں سورۃ کی ۸۰ آیت ۱۲ منہ [2] مناسک اصل میں حج کرنیوالوں کی عبادت گاہوں کو کہتے ہیں اور مجازاً حج کے اعمال پر بھی اسکا اطلاق آتا ہے ۱۲

کوئی اُور حج نہیں کیا +

اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جب حضرت محمدؐ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو سب سے آخر میں قرآن کی ایک آیتؔ[1] نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہی ترجمہ آجکے دن مینے تمہارا دین کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور مینے تمہارے واسطے دین اسلام پسند کیا +

حضرت ابوبکر سمجھ گئی کہ یہ آیت حضرت محمدؐ کی وفات کی خبر دیتی ہی اور اسکے سُننے سے ان کو بہت رنج ہوا +

آخر ماہ صفر سنہ ١١ ہجری میں حضرت محمد بیمار ہوئے اور حالت مرض میں اُنہوں نے سب لوگونکو احکام الٰہی کی پابند رہنے کی وصیت کی اور یہ بھی ذکر کیا کہ اگر مجھ پر کسیکا حق ہو یا میں نے کسیکو بُرا بھلا کہا ہو تو وہ اِسوقت مجھ سے انتقام لے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ سے کہا کہ تم بہشت میں عورتوں کی سردار ہوگی اور میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملوگی +

حضرت محمد اپنی بیماری میں بھی آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے مگر جب اُنکی عمر کے تین دن باقی رہے تو اُنہوں نے یہ کام حضرت ابوبکر کے سپرد کیا اور لوگوں کو وصیت کی کہ ابوبکر کو اپنا امام بنا[2] حضرت ابوبکر حضرت محمد کی جگہ خالی دیکھکر نہایت غمگین ہوئے مگر حضرت محمد کے کہنے سے اُنہوں نے امامت کی اور حضرت محمد کو اس امر سے بہت خوشنودی حاصل ہوئی مسلمان جو اہل سُنّت یا سُنّی کہلاتے ہیں اُنکا یہی قول ہے کہ اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہی کہ حضرت جبرئیل نے حضرت محمد سے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلام کہا ہی اور فرمایا ہی کہ اگر تمہارا دل دنیا میں رہنے کو راغب ہی تو جب تک چاہو رہو ورنہ میں تمہارا اشتاق ہوں حضرت محمدؐ نے جواب دیا کہ تم مجھے میرے رفیق کے پاس جو سب میں اعلیٰ ہی پہنچا دو پھر ملک الموت آکر ادب سے دروازے پر کھڑے ہوئے اور حضرت محمد کی اجازت سے مکان کے اندر گئی اتنے میں پھر حضرت جبرئیل آئے اور حضرت محمد نے اُنسے بہت سی باتیں کیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ اب دنیا میں وحی پہنچانے کیواسطے میرا آنا نہیں ہونے کا میں تمہارے ہی واسطے آیا کرتا تھا یہ کہکر سلام کیا اور رخصت ہوئے اِسکے بعد حضرت محمد نے ملک الموت کو روح قبض کرنے کی

[1] پانچویں سورۃ کی پانچویں آیت ١٢ [2] اسی فصل میں حضرت علی کا بیان دیکھو ١٢

اجازت دی اور اُس نے اپنا کام تمام کیا پھر تجہیز و تکفین کرکے اُنہیں حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن کردیا یہ حادثہ ماہ ربیع الاوّل ۱۱ سنہ ہجری میں واقع ہوا اور اُسوقت حضرت محمد کی عمر تریسٹھ برس کی تھی ٭

مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف جو حضرت محمد کے وقت میں نازل ہوا تھا سب کا سب ایک ہی دفعہ نہیں اُترا بلکہ وحی کے ذریعہ سے مختلف موقعوں میں مختلف آیتیں اور سورتیں نازل ہوئیں ٭

جن آیتوں اور سورتوں کی نسبت مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ حضرت محمد کی نبوت کی ابتدا میں شہر مکے میں اُتریں اُنمیں ویسی ہی نصیحتیں ہیں جیسی انجیل میں ہیں اور مذہب اسلام کے مخالفوں کی نسبت کسیطرحکا تشدد نہیں ہے مگر جب حضرت محمد کی طاقت زیادہ ہوگئی اور اُن لوگوں نے دین اسلام نہ اختیار کیا اور مقابلہ سے پیش آئے تو قرآن شریف کے اُس حصے میں جسکا نازل ہونا مدینے میں بیان کرتے ہیں اُنکی نسبت تشدد کے احکام جاری ہوئے ٭

حضرت محمد کے بعد اُنکے چار خلیفہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی برسرِ کار مامور ہوئے اور اُنہوں نے دینِ اسلام کے جاری کرنے میں نہایت کوشش کی اور بہت سے ملک فتح کئے یہ چاروں خلیفہ قوم قریش کے شریفوں میں سے تھے اور ہم جد ہونے کے سبب سے حضرت محمد سے رشتہ بھی رکھتے تھے اور حضرت علی تو حضرت محمد کے چچا ابوطالب ہی کے بیٹے تھے اِس رشتے کے علاوہ اُنکا اور حضرت محمد کا اَور بھی رشتہ تھا چنانچہ حضرت ابوبکر کی بیٹی حضرت عایشہ اور حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ حضرت محمد سے بیاہی ہوئی تھیں اور حضرت عثمان سے حضرت محمد نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح کیا تھا جب اُنہوں نے وفات پائی تو اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کا نکاح اُنسے کردیا اور اِسی سبب سے حضرت عثمان کو ذوالنورین کہتے ہیں جب حضرت اُم کلثوم بھی اِس دنیا سے رخصت ہوئیں تو حضرت محمد نے کہا اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اُسے بھی عثمان ہی کو دیتا اور حضرت علی سے حضرت محمد کی بیٹی حضرت فاطمہ کا نکاح ہوا تھا اور پھر حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی بیٹی حضرت ام کلثوم حضرت عمر کے نکاح میں آئی تھیں سُنّی مسلمانوں کی کتابوں میں حضرت محمد کے تمام اصحاب خصوصاً

ان چاروں کی بہت سی فضیلتیں اور کرامتیں لکھی ہوئی ہیں *

حضرت ابوبکر

حضرت ابوبکر کا نام عبد اللہ اور کنیت ابوبکر اور لقب صدیق اور اُنکے باپ کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے وہ حضرت محمد کے بعد پہلے خلیفہ ہوئے اور لوگوں نے اُنکی بیعت اختیار کی سنیوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے تو اُنہوں نے اپنا تمام مال و متاع خدا کی راہ میں صرف کیا اور حضرت محمدؐ نے کہا ہے کہ کیسے مال نے مجھے ایسا نفع نہیں دیا جیسا ابوبکر کے مال نے علاوہ اِسکے اُنکی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر میں کئی فضیلتیں ایسی تھیں کہ وہ کسی اَور میں نہیں پائی جاتیں چنانچہ اُنہوں نے بارہا تنہا حضرت محمد کا ساتھ دیا *

حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے زمانے میں دین محمدی کی ترقی میں بہت تدبیریں کیں اور جابجا لشکر بھیجکر یہ مذہب جاری کیا اور جو لوگ حضرت محمدؐ کے بعد مذہب اسلام سے پھرنا چاہتے تھے اُنہیں اِس ارادے سے باز رکھا حضرت ابوبکر دو برس تین مہینے خلیفہ رہے اور تیئسویں جمادی الاخری ۱۳ سنہ ہجری میں تریسٹھ برس کی عمر میں عالم عقبیٰ کو روانہ ہوئے اور حضرت عائشہ کے حجرے میں حضرت محمد کے پہلو میں دفن کئے گئے جب حضرت ابوبکر کے زمانے میں بہت سے حافظ لڑائیوں میں کام آئے تو اُنہوں نے قرآن کو لوگونکی زبانی یادداشت اور متفرق تحریروں کی مدد سے جمع کیا اور اُسکی ایک نقل حضرت حفصہ بنت حضرت عمر کے گھر میں رکھی *

حضرت عمر

حضرت عمر ابن خطاب کی کنیت ابو حفص اور لقب امیر المومنین[1] و فاروق[2] ہے سنیوں کی کتابوں میں حضرت عمر کی فضیلت اور زہد اور تواضع اور عدل و انصاف اور شجاعت کی بہت سی تعریف لکھی ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت محمدؐ نے اُنکی باب میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر حق حضرت عمر کی زبان اور دل پر مقرر کر دیا ہے *

حضرت عمر بہت سی لڑائیوں میں حضرت محمد کے ساتھ رہے اور اُنہوں نے اپنی خلافت کے زمانے میں چار ہزار مسجدیں بنائیں اور بہت سے ملک اور شہر فتح کیے وہ باوجود ایسی بڑی سلطنت اور ریاست کے

[1] امیر المومنین پہلے پہل حضرت عمر کا لقب ہوا تھا پھر اَوروں بھی اس لقب سے معروف ہوئے۔ [2] یعنی حق اور باطل میں فرق کرنیوالا

اپنی وضع اور تواضع میں کچھ فرق نہ لائے اور شجاعت کی سبب سے بغیر چوکی پہرے اور چوبدار کے پھرا کرتے تھے ۲۳ سنہ ہجری کے آخر میں ایک روز حضرت عمر صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ مغیرہ ابن شعبہ کے ایک عجمی غلام نے جسکا نام فیروز اور کنیت ابو لولو تھی اُنکو ایک زہر کا بجھا ہوا خنجر مارا اور اُنہوں نے اسی صدمے سے تریسٹھ برس کی عمر میں سلخ ذی الحجہ ۲۳ سنہ ہجری میں وفات پائی حضرت عمر کی خلافت ساڑھے دس برس رہی اور وہ حضرت عائشہ کی اجازت سے حضرت محمدؐ اور حضرت ابوبکر کے پاس دفن ہوئے

حضرت عثمان

حضرت عثمان ابن عفان کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذو النورین ہے وہ ماہ محرم ۲۴ سنہ ہجری میں تخت خلافت پر مسند نشین ہوئے حضرت عثمان بہت خوشحال اور فارغ البال تھے اُنکے زمانے میں بھی بہت سے شہر فتح ہوئے وہ اکثر رات بھر قرآن پڑھا کرتے تھے اور بڑے عابد اور صائم الدہر؎ اور حیا اور کرم و بخشش میں معروف تھے اور سنیوں کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت محمدؐ نے اُنکی نسبت کہا ہے کہ میں اُس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں +

۳۰ سنہ ہجری میں حضرت عثمان کو خبر پہنچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں کی رائے کچھ مختلف ہے اہل عراق کہتے ہیں ہمارا قرآن صحیح ہے اور اہل شام اپنا قرآن صحیح بتاتے ہیں اور اسیطرح اور ملکوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے حضرت عثمان نے اس امر میں بڑے بڑے صحابہ سے مشورہ کیا اور سبکی صلاح سے اُس قرآن پر جو حضرت ابوبکر نے حضرت حفصہ بنت عمر کے گھر میں رکھا تھا نظر ثانی کی اور جن لفظوں میں اختلاف تھا اُنکا تلفظ قریش کی بولی کے موافق رکھا کیونکہ اہل اسلام قرآن کا قریش ہی کی بولی میں نازل ہونا بیان کرتے ہیں آخر سب کی رائے سے یہی قرآن جاری کرایا اور کاتبوں سے اُسکی نقلیں کرا کر جا بجا بھجوا دیں اسی سبب سے حضرت عثمان کا لقب جامع القرآن مشہور ہوا +

اٹھارہویں ذی الحجہ ۳۵ سنہ ہجری میں مصر کے چند مفسدوں نے حضرت عثمان کا گھر گھیر لیا اور ہمسائے کے کوٹھے سے اُنکے مکان میں کود کر اُنکو قتل کیا اُنکی عمر بیاسی برس کی ہوئی اور خلافت بارہ برس رہی +

؎ ہمیشہ روزے رکھنے والا ۱۲

حضرت علی

حضرت علی ابن ابیطالب کی کنیت ابو الحسن اور لقب مرتضیٰ اور اسد اللہ ہی مسلمانونکی کتابونمیں لکھا ہی کہ حضرت علی شجاعت اور سخاوت اور نفس کُشی اور اور بہت سی فضیلتونمیں کامل تھی اور اُنہون نے حضرت محمدؐ کو ساتھ اکثر امور مشاہدہ کیے تھے اور حضرت محمدؐ نے حضرت علی سے کہا ہی کہ تمہارا رتبہ میرے نزدیک ایسا ہی جیسے حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے نزدیک یعنی جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بھائی تھے ویسے ہی تم میرے بھائی ہو +

حضرت عثمان کو قتل ہونے اور ابو سفیان کے بیٹے معاویہ کی برگشتہ ہونے سے حضرت علی کی خلافت میں بڑے بڑے جھگڑے اور فساد برپا رہی اور وہ اُنہی مصیبتونمیں مبتلا رہی +

ایک دفعہ حضرت علی مسجد میں نماز کو جاتے تھے کہ وہاں ایک شخص نے جو ستون کی اوٹ میں چھپا کھڑا تھا زہر آلودہ تلوار اُنکی سر پر ماری اور اُنہونے اسی صدمہ سے اکیسویں رمضان سنہ ۴۰ ہجری کو تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور اُن کی خلافت کا زمانہ چار برس نو مہینے ہی اُس وقت سے مسلمانونکی دو فرقے سُنّی اور شیعہ سے نامزد ہو گئے لفظ سُنّی منسوب ہے سنت کیطرف اور سنت کے معنی طریق کے ہیں اور طریق سے طریق نبوی مراد ہی جو لوگ اپنے تئیں سُنّی یا اہل سنت بتاتے ہیں وہ چاروں خلفا کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں کسیکو برا بھلا نہیں کہتے اور بیان کرتی ہیں کہ خلافت کی ترتیب جسطرح واقع ہوئی بجا اور درست اور خدا اور رسول کی مرضی کی موافق ہوئی لفظ شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں اور گروہ سے مراد حضرت علی کا گروہ ہی یہ وہ لوگ ہیں جو پہلی تینوں خلفا کو برا بھلا کہتے ہیں اور حضرت محمد کی بعد حضرت علی کو حقدار بتلاتے ہیں اسو سطے اُنہونے اپنا نام شیعۂ علی یعنی حضرت علی کا گروہ قرار دیا ہی تمام رومی مصری عربی اور ہندوستان کے اکثر مسلمان سُنّی ہیں ایرانی اور بہت سے تاتاری اور ہندوستان کے بعض مسلمان شیعہ ہیں +

شیعہ لوگون کے عقیدے کے موافق امام بارہ ہوئے ہیں اور اِن میں سے حضرت علی پہلے حضرت حسن دوسرے اور حضرت حسین تیسرے ہیں اور نو امام اُنکی اولاد میں سے [illegible] تھے اور کہتے ہیں کہ بارھویں امام زندہ ہیں اور وہی قیامت کے قریب امام مہدی کے نام سے [illegible]

نظر و نہیں ظاہر ہو جاینگی حضرت علی کے بعد بھی کچھ فساد قائم رہا اور انجام کار اُنکی دو بیٹیوں حضرت حسن اور حضرت حسین کو یزید ابن معاویہ نے جو اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا تھا بڑی بے رحمی سے مروا ڈالا یہ دونو حضرت محمد کے نواسے تھے مگر حضرت محمد نے ان دونو کو متبنی کر لیا تھا اور وہ انہیں بہت چاہتے تھے اور مسلمانوں کی کتابوں میں اُنکی بہت فضیلتیں مذکور ہیں چنانچہ ابن عساکر کی روایت میں عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت محمد نے کہا کہ جس شخص نے حضرت حسن اور حضرت حسین سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونو سے بغض کیا اُس نے مجھ سے بغض کیا اور حضرت محمد نے یہ بھی کہا ہے کہ حسن اور حسین دونو بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں ✦

حضرت امام حسن

حضرت حسن کی کنیت ابو محمد اور لقب مجتبیٰ اور سبط اکبر ہے اور اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ نہایت کریم رحیم زاہد عابد سخی اور با وقار تھے اور اُنہوں نے دو دفعہ اپنا سارا مال اور تین دفعہ آدھا راہ خدا میں دے ڈالا جب اُنکی عمر سنتالیس برس کی ہونے کی ہوئی تو یزید نے مدینے میں اُنکو زہر دلوا دیا اور یہ معاملہ ماہ ربیع الاول ۴۹ سنہ ہجری میں واقع ہوا ✦

حضرت امام حسین

حضرت امام حسین کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب سید الشہدا اور سبط اصغر ہے اور اُنکا قصہ نہایت دردانگیز ہے وہ اور اُنکے مددگار بڑی بہادری سے مقام طف میں جسے اب کربلا کہتے ہیں پیاسے العطش کہتے ہوئے مقتول ہوئے حضرت امام حسین کے ساتھ اُنکے رشتہ دار اور اصحاب اور غلام صرف بیاسی تھے اور دشمنوں کی تعداد بائیس ہزار تھی علاوہ اسکے ان لوگوں نے دریائے فرات پر بھی جو میدان جنگ کے قریب واقع تھا اپنا قبضہ کر لیا تھا اور حضرت امام حسین اور اُن کے ہمراہیوں میں سے کسیکو پانی کا ایک قطرہ نہ پینے دیتے تھے یہانتک کہ جب حضرت امام حسین اپنے ننھے بیٹے علی اصغر کو جو شیر خوار تھے دشمنوں کے سامنے لا کر اُنکے واسطے پانی مانگنے لگے

تو اُنہوں نے پانی کے عوض تیر ونکی بوچھاڑ کی اور وہ معصوم آب پیکان سے سیراب ہو کر باپ ہی کی گود میں گزر گیا حضرت امام حسین اور اُنکے مددگاروں نے ہزاروں مخالفوں کو مار کر وفات پائی اور یہ حادثہ جمعے کے روز عاشورے کے دن یعنی دسویں محرم ۶۱ سنہ ہجری کو واقع ہوا حضرت امام حسین کی عمر پچپن برس کئی مہینے کی ہوئی +

مسلمانوں کے ہاں جو محرم کی مشہور تقریب ہوتی ہے اُس میں وہ لوگ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کا نہایت غم و الم رکھتے ہیں اور کربلا کے تمام شہیدوں اور اہل بیت کی تکلیفوں کو یاد کر کے بہت حسرت و افسوس کرتے ہیں +

اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت محمدؐ نے پہلے ہی سے اِس واقعہ کی خبر دی تھی چنانچہ طبرانی نے حضرت عائشہ سے روایت لکھی ہے کہ حضرت محمدؐ نے بیان کیا کہ مجھے جبرئیل نے اِس امر کی اطلاع کی کہ میرا لڑکا زمین طف یعنی کربلا میں شہید ہوگا اور جبرئیل نے اس مقام کی مٹی بھی مجھہ لا کر دکھا دی اور ابو نعیم نے حضرت اُم سلمہ سے روایت لکھی ہے کہ ایک دن حضرت حسن اور حسین دونوں گھر میں کھیلتے تھے کہ اتنے میں حضرت جبرئیل آئے اور حضرت امام حسین کیطرف اشارہ کر کے کہا اے محمد بیشک تمہاری اُمت اس لڑکے کو شہید کریگی اور تھوڑی سی لال مٹی حضرت محمد کو لا دی حضرت محمد نے اُسے سونگھا اور کہا کہ اِس خاک میں سے کرب و بلا کی بو آتی ہے پھر میری طرف مخاطب ہو کر بولے اے اُم سلمہ جب یہ خاک خون ہو جائے تو جان لینا کہ حسین شہید ہوئے چنانچہ اُم سلمہ نے وہ خاک ایک شیشہ میں رکھ چھوڑی اور حضرت امام حسین کی شہادت کے وقت تک وہ زندہ تھیں اُنکا بیان ہے کہ عاشورے کے دن جو میں نے اُس خاک کو دیکھا تو وہ خون تھی اور اُسکے کنکروں سے خون جاری تھا +

کہتے ہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت امام حسین کے خون کا انتقام خوب طرح سے ہوا چنانچہ کتاب صواعق محرقہ میں حضرت زہری سے روایت کی گئی ہے کہ جتنے آدمی اس خون ناحق میں شریک تھے عذاب میں گرفتار ہوئے یا قتل ہوئے یا اندھے ہوئے یا اُنکی حکومت و سلطنت تھوڑے دنوں میں خاک میں مل گئی +

یزید بھی ماہ ربیع الاول ۶۴ سنہ ہجری میں اڑتیس ۳۸ برس کی عمر میں بہت بُری حالت

عالم آخرت کو روانہ ہوا اور اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا معاویہ ابن یزید ابن معاویہ جو پہلے سے ولیعہد تھا تخت نشین ہوا اُسنے منبر پر چڑھکر مسلمانوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ میرے باپ نے رسول کی اولاد کو ناحق قتل کیا اور طرح طرح کی بے ادبیاں کیں میرے آگے اِس سلطنت کی کچھہ حقیقت نہیں ہے میں اسے پسند نہیں کرتا اور نہ مجھے کوئی شخص مثل حضرت عمر ابن خطاب کے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے خلیفہ بناؤں میں نے اپنی بیعت سے سب کو آزاد کیا تمہیں اختیار ہے جسے چاہو خلیفہ بنالو یہ کہکر منبر سے اُترا اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہوکر تمام عمر خدا کی عبادت میں مصروف رہا اور اس واقعہ کے چند روز کے بعد اکیس برس کی عمر میں دنیا سے کوچ کر گیا +

مسلمانوں کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت امام حسین کے شہید ہونے کے بعد بھی ایسی کرامتیں اور علامتیں ظاہر ہوئیں جن سے لوگوں کو اچھی طرح عبرت ہو اور درگاہ الٰہی میں اُنکا قرب بخوبی ظاہر ہو جائے چنانچہ کتاب صواعق محرقہ اور اَور کتابوں میں اِس مضمون کی بہت سی حدیثیں لکھی ہیں اور ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں دمشق میں تھا کہ حضرت امام حسین کا سر وہاں گیا اور اُسکے آگے ایک شخص سورہ کہف[1] پڑھ رہا تھا جب اس آیت[2] پر پہنچا جسکا مضمون یہ ہے + ترجمہ کیا تو گمان کرتا ہے کہ اصحاب کہف[3] ورقیم کا قصہ ہماری نشانوں میں سے کچھہ تعجب کا نشان ہے + اُسوقت بہت فصاحت اور بلاغت سے اس سر میں سے ایک آواز آئی جسکا ترجمہ یہ ہے ترجمہ میرے قتل کرنے اور نیزے پر اُٹھانے کا قصہ اِس سے بھی عجیب ہے +

دوسری فصل

مسلمانوں کے عقاید اور اعمال

اسلام پانچ باتوں پر مبنی ہے اوّل اِس امر کی گواہی دینی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اُسکا بندہ اور رسول ہے دوسری نماز پڑھنی تیسری زکوٰۃ دینی چوتھے ماہ رمضان کے روزے رکھنے پانچویں حج کرنا چنانچہ کتاب مشکوۃ المصابیح میں ابن عمر کی روایت سے اسلام کی بنیاد انہی پانچ باتوں پر لکھی ہے +

[1] قرآن کی اٹھارہویں سورۃ کا نام ہے ۱۲ [2] آٹھویں آیت ۱۲ [3] اصحاب کہف ورقیم کا حال اسی فصل میں حضرت عیسیٰ کے بیان میں لکھا گیا ہے ۱۲

مسلمانوں کے ہاں ایمان سب نیکیونکا مدار اور تمام عبادتونکی جڑ ہے اور اسکا مبارکن یہ ہے کہ جو باتیں حضرت محمدؐ نے بیان کی ہیں اُنپر صدقِ دل سے اعتقاد کرے اور زبان سے اقرار کرنا دنیا میں اسلام کے حکموں کے جاری ہونیکی شرط ہے اسیوا سطے مسلمانونکے ہاں مومن حقیقی ہونیکو اسطرح صدق دل سے اعتقاد کرنا تو لازم ہی ہے مگر زبان سے اقرار کرنا بھی ضرور ہے +

مسلمان یقین جانتے ہیں کہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ایک ہی ہے کوئی اُسکا شریک نہیں وہ سب عیبوں سے بری ہے تمام چیزیں اُسی کے اختیار میں ہیں کوئی اُسکے حکم کو رد نہیں کرسکتا قادر مطلق اور خالقِ حقیقی وہی ہے فرشتے بھی اُسکے بندے ہیں وہ گناہ سے پاک ہیں نور سے اُنکی پیدائش ہے جس جس کام پر خدا نے اُنہیں مقرر کر دیا بے عذر اُسکی تعمیل کرتے ہیں اور کھاتے پیتے کچھ نہیں خدا کی بندگی اُنکی زندگی ہے اُنمیں سے چار بڑے مشہور ہیں حضرت جبرئیل جو آسمانی صحیفے اور خدا کے پیغام پیغمبروں کے پاس لایا کرتے تھے حضرت میکائیل جنکو بندوں کی روزی پہنچانے اور اُور اسی قسم کے کاموں کا اہتمام سپرد ہے حضرت اسرافیل جو صُور منہ میں لیے ہوئے حکم الٰہی کے منتظر ہیں اور قیامت کے دن پھونکیں گے حضرت عزرائیل جنکو روحوں کے قبض کرنے کی خدمت دیگئی ہے +

اہل اسلام اس امر کے معتقد ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو نبی پیدا کیے ہیں سب برحق اور گناہ سے بری ہیں اور جو جو معجزے اُنہیں عنایت ہوئے اور جو جو صحیفے اُنپر نازل ہوئے بجا اور درست ہیں انبیا کو تمام مخلوقات پر فضیلت ہے اور سب سے پہلے نبی حضرت آدم ہیں اُنکے بعد اُنکی اولاد میں سے اُور بہت سے نبی ہوئے اور حضرت محمدؐ پر نبوت ختم ہوگئی اور وہ سب پیغمبرونکے سردار اور تمام مخلوقات میں افضل ہیں خدا کیطرف سے جو پیغمبروں پر صحیفے نازل ہوئے ہیں ایک سو چار ہیں اور اُنکی ترتیب یہ ہے حضرت آدم پر دس حضرت شیث پر پچاس حضرت ادریس پر تیس حضرت ابراہیم پر دس حضرت موسیٰ پر ایک جسے توریت کہتے ہیں حضرت داؤد پر ایک جو زبور مشہور ہے حضرت عیسیٰ پر ایک جو انجیل سے نامزد ہے حضرت محمدؐ پر ایک جسکا نام قرآن شریف یا فرقان مجید ہے +

مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو امر شرع محمدی کے موافق ہے بجا ہے اور قرآن اور حدیث میں

لہ صور عربی میں بجانیکے سینگ کو کہتے ہیں ۱۲ ؎ یہ تعداد اعتقادی امور میں داخل نہیں ہے ۱۲

جو جو انگلے پچھلے حال لکھے ہیں سب درست ہیں حضرت محمد کے صحابہ اور اہل بیت کی بزرگی کا حال
قرآن اور حدیث میں مذکور ہی اسیواسطے مسلمان اُنکی تعظیم و تکریم کرنی اپنا اعتقادی امر جانتے
ہین اور اولیا کی کراماتیں بھی مانتے ہیں +

اہل اسلام کا عقیدہ ہی کہ جب مُردی کو قبر میں رکھ چکتے ہیں تو اُسکے پاس دو فرشتے جو منکر اور نکیر
کہلاتے ہیں آکر تین سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہی تیرا دین کیا ہی۔ تیرا نبی کون ہی اگر وہ ان
سوالوں کو درست جواب دیتا ہی اور کہتا ہی اللہ میرا رب ہی اسلام میرا دین ہی محمد میرا نبی ہی تو اُسپر
خدا کی رحمت ہوتی ہے ورنہ عذاب میں مبتلا ہوتا ہے +

مسلمانوں کے نزدیک قیامت کا آنا یقینی ہی اور حضرت محمد نے جو آثار قیامت کے بیان کیے ہیں
مثلاً اول نصاری کا غلبہ کرنا پھر حضرت امام مہدی کا پیدا ہونا دجال کا ظاہر ہونا حضرت عیسیٰ کا
آسمان پر سے اُترنا اور مذہب اسلام کی رونق ہونی یہ سب امر سچا اور درست ہیں آدمیونکے تمام قول
و فعل خواہ نیک ہوں یا بد ہر وقت اُسکے اعمالنامے میں لکھے جاتے ہیں اور قیامت کے دن میزان عدل
میں اُنکا مقابلہ ہوگا اور کمی بیشی کا لحاظ کیا جائیگا گناہوں کی بیماری کا علاج توبہ اور پشیمانی ہی جو شخص
عجز و انکسار سے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں رجوع کرتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکے گناہ معاف فرماتا ہی +

اہل اسلام یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ دوزخ کی پشت پر ایک رستہ ہی جسے صراط کہتے ہیں وہ بال سے باریک
اور تلوار سے تیز ہی سبکو اُسپر سے گزرنا ہوگا نیک لوگ فوراً گزر جائینگے اور بد آدمی کٹ کٹ کر دوزخ میں
گر پڑینگے اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کیواسطے بہشت اور بدوں کے لیے دوزخ پیدا کیا ہی نیک لوگوں
کو اُنکے اعمال کے موافق بہشت کے درجوں میں سے کوئی درجہ ملیگا اور وہاں اُنہیں طرح طرح کی نعمتیں
عنایت ہونگی اور سب نعمتوں میں افضل خدا کا دیدار ہی قرآن میں مذکور ہی کہ بہشت میں ہر قسم
کا میوہ موجود ہوگا شراب کی ندیاں بہتی ہونگی شیریں چشمے جاری ہونگے تخت

لہ اہل اسلام کہتے ہیں کہ بہشت میں وہ شراب نہیں ہونگی جو یہاں دنیا میں ہی بلکہ کسی اور ہی قسم کی لذیذ اور خوشبودار
ہونگی جس سے نفس کو لذت آنکھوں کو طراوت حاصل ہو نہ اُس سے خمار ہوگا نہ عقل میں فتور ۱۲

بہت آراستہ اور پُر تکلف بچھے ہونگے سایہ دار درختوں کے نیچے نیک آدمی عمدہ عمدہ پوشاکیں پہنے ہوئے آرام سے بیٹھے ہونگے اُنکی خدمت کیواسطے حُور[1] و غلمان[2] ہر وقت حاضر ہونگے حوریں جو اہل جنت کو ملینگی بڑی بڑی آنکھوں والی اور ایسی خوبصورت اور خوش وضع ہونگی جیسے سیپ کا موتی صاف اور خوش رنگ ہوتا ہے غلمان شراب کے پیالے بھر بھر کر بہشت کے لوگوں کو پلائینگے اور اپنے حسن و جمال کے سبب سے مجلس میں پھرتے ہوئے ایسے معلوم ہونگے جیسے آبدار موتیوں کے دانے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں نیک آدمیوں کے ساتھ اُنکی ماباپ اور بیویاں اور اولاد جنہوں نے دنیا میں اچھے عمل کیے ہیں سب کے سب بہشت میں داخل ہونگی اور اُنہیں حکم ہوگا کہ یہاں ہمیشہ آرام سے رہو نہ کبھی موت آئیگی نہ کسیطرح کی تکلیف ہوگی نہ کوئی غم و الم کی بات سُنی جائیگی اہل ایمان کو اُنکی نیک عمل بیویوں کے ساتھ بہشت میں رہنے کا حکم ہوگا اور وہاں کی عورتوں کی پیدائش عجیب قسم کی ہوگی سب کی سب خوبصورت جوان باکرہ اور ہم عمر ہونگی مسلمانوں کے ہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اہل جنت کا کلام ذکر الہی اور حکمت کی باتیں ہونگی اور اُنہیں ایک قسم کی شراب جسے شراب طہور کہتے ہیں مرحمت ہوگی اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ اِس شراب کا نام طہور اسواسطے ہے کہ لغت میں طہور کے معنی پاک کرنیوالے کے ہیں اور یہ شراب بہشت کے لوگوں کو دیدار خدا کے سوا سب چیزوں کی رغبت سے پاک کردیگی اور دیدار الہی سب نعمتوں میں اولی ہے اور یہی درجہ سب درجوں میں اعلیٰ ہے ۔

دوزخ کے سات طبقے ہیں ہر ایک طبقے میں گنہگار اپنے اپنے درجے کے موافق رہینگے مگر سب سے نیچے کا طبقہ جہاں نہایت سخت سزا ہوگی منافقوں کے

[1] حور زبان عربی میں حوراء کا جمع ہے مگر فارسی اور اردو میں یہ لغت مفرد مستعمل ہوتا ہے حوراء اُس عورت کو کہتے ہیں جسکے جسم اور آنکھونکی سفیدی اور آنکھوں اور بالونکی سیاہی بہت تیز اور خوشنما ہو ۱۲ [2] غلمان غلام کی جمع ہے اور لغت میں اس لفظ کو معنے لڑکے کے ہیں ۱۲ [3] ایسے مقاموں پر قرآن میں مصدر تزویج کے مشتق جینے مذکور ہیں اور تزویج کے معنی اُردو ترجموں میں بیاہنے کے لکھے ہیں اور تفسیر بیضاوی میں تقرین یعنی قرین اور ہمنشین کرنیکے بیان کیے ہیں اور اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ ان صیغونکے آگے لفظ حور پر بے واقع ہوئی اور جب تزویج کا صلہ بے ہوتا ہے تو اُسکے معنی تقرین کے ہوتے ہیں ۱۲

واسطے ہے جو ظاہر میں مسلمان کہلاتے ہیں اور باطن میں کفر کے کام کرتے ہیں اُس سے اوپر کا طبقہ مشرکون کی جگہہ ہی جو معبود حقیقی کو مانتے ہیں مگر اُسکے ساتھہ اَور ون کو بھی شریک اور مختار جانتے ہیں دوزخیوں میں سے جس شخص کے دل میں کچھہ بھی نورِ ایمان ہوگا وہ انجام کار اپنے گناہوں کی سزا پاکر بہشت میں چلا جائیگا اور جو لوگ ایمان سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ سزاے ابدی میں مبتلا رہینگے ✦

بہشت اور دوزخ کے بیچ میں ایک جگہہ ہی جسے اعراف کہتے ہیں اور تفسیر مدارک التنزیل اور اَور کتابوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسمیں وہ لوگ جنکے نیک اور بد فعل برابر ہیں اور اَور کئی قسم کے آدمی رہینگے مگر آخر کو یہ بھی بہشت میں جائینگے ✦

مسلمانوں کے ہاں لکھا ہی کہ قیامت کے دن حضرت محمدؐ اور تمام انبیا اور اولیا اور نیک آدمی گنہگار ونکی شفاعت میں سعی کرینگے اور حضرت محمد کو ایک حوض جسکا نام کوثر ہی عطا ہوگا اُسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں مشک سے زیادہ خوشبودار ہی حضرت محمد اُس سے لوگونکو سیراب کرینگے اور جو کوئی اُسکا پانی پیئیگا پھر کبھی پیاسا نہوگا ذبح کیے ہوئے جانور بہشت کی خاک ہونگے اور حضرت صالح کی اونٹنی جو معجزے کے طور پر پتھر میں سے پیدا ہوئی تھی اور حضرت یونس کی مچھلی اور حضرت اصحاب کہف کا کتّا اور حضرت محمدؐ کی سواری کی اونٹنی اور اَور بعض پیغمبروں کے جانور بصورت مجسم بہشت میں جائینگے اور براق جسپر حضرت محمد سوار ہوکر معراج کو گئے تھے خود بہشتی جانور ہی

مسلمانوں کے ہاں دن رات میں پانچ مقرر وقتوں کی نماز فرض ہے اور اُنکے نام یہ ہیں فجر ظہر عصر مغرب عشا فجر کی نماز کا وقت صبح صادق[1] کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے تک ہی اور ظہر کی نماز کا وقت دوپہر ڈھلے سے اُس لمحے تک رہتا ہی کہ ہر چیز کا سایہ اُسکے اصلی سایہ یعنی اُس سائے کے سوا جو ٹھیک دوپہر کے وقت ہو دوچند ہو جائی اور حضرت امام محمد اور حضرت امام ابو یوسف کا یہ قول ہی کہ جب اصلی سائے کے سوا اُسکے مثل ہی کو پہنچ جائے اور عصر کی نماز کا وقت

[1] صبح صادق وہ روشنی ہی جو رات کی تاریکی کے بعد آسمان کے کنارے پر مشرق میں پھیل جاتی ہے ۱۲

ظہر کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے سے کچھ پہلے تک ہے اور مغرب کی نماز کا وقت آفتاب کے غروب ہونے کے بعد سے اُس لحظہ تک ہے کہ شفق نہ غائب ہونے پائے اور عشا کی نماز کا وقت شفق کے غائب ہونے سے اُس لحظہ تک رہتا ہے کہ صبح صادق نہ ظاہر ہو نماز کے وقتوں کی حدیں یہی ہیں جو لکھی گئیں مگر عین وقت پر سب نمازونکا ادا کرنا بہتر ہے اور موسموں کے لحاظ سے اُن ہی حدوں میں بعض نمازیں جلد اور بعض توقف سے پڑھنی اولیٰ ہیں +

اِن نمازونکے سوا مسلمانوں کے ہاں اَور بھی نمازیں ہیں مثلاً جمعہ کی نماز دونو عیدوں کی نمازیں جنازے کی نماز صلواۃ تسبیح اشراق کی نماز جو آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے تہجد کی نماز جو پچھلی رات کو پڑھتے ہیں استسقا کی نماز جو مینہ کی درخواست کیواسطے پڑھی جاتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ اَور بھی بہت سی نمازیں پڑھتے ہیں +

اہل اسلام اپنے بچوں پر نماز کی بہت تنبیہ کرتے ہیں اور بچپن ہی میں اُنسے نماز شروع کراتے ہیں اُنکے ہاں سات برس کی عمر میں بچوں کو نماز کی تاکید کرنی ضرور ہے اور دس برس کی عمر میں اس فرض کے ادا کرنے کے واسطے اُنہیں مارنا لازم ہے بہتیرے مسلمان ہر روز قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے ہیں اور وظیفے اور دعائیں جو اُنکے ہاں حدیث میں لکھی ہوئی ہیں اپنا ورد رکھتے ہیں +

اہل اسلام زکوٰۃ دینی فرض جانتے ہیں اور قرآن میں بیاسی جگہ نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ہی ذکر ہے اس فرض کے ادا کرنیکے واسطے ہر قسم کے مال میں خواہ نقد خواہ مواشی خواہ کوئی اَور جنس ہو ایک نصاب یعنی حد مقرر ہے کہ جو شخص اپنے ضروری خرچوں کے بعد اُس نصاب کا مالک ہو تو سال بھر کے پیچھے اُسے زکوٰۃ دینی ضرور ہے علاوہ زکوٰۃ کے اہل اسلام کے ہاں اَور بھی کئی قسم کے صدقے مقرر ہیں مثلاً عید الفطر کے روز یعنی ماہ شوال کی پہلی تاریخ مالک نصاب پر ایک مقرر صدقہ ادا کرنا لازم ہے سوا اسکے فقیروں اور مسکینوں کو خیرات دینا اور کھانا پکوا کر کھلانا اور ہر طرح سے اُنکی مدد کرنا مسلمانوں کے نزدیک بہت اچھا ہے جو شخص نصاب کا مالک ہے اُس پر عید اضحیٰ کے دن یعنی ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ قربانی کرنی واجب ہے

اور اگر خاص عید کے روز قربانی نہ کر سکے تو گیارھویں تاریخ کو کر دے +

مسلمانوں کے ہاں تمام ماہ رمضان کے روزے رکھنے فرض ہیں اور اس مہینے میں یہ لوگ عبادت میں زیادہ تر مصروف رہتے ہیں چنانچہ مقرر نمازوں کے علاوہ رات کے وقت تراویح[1] کی بیس رکعتیں پڑھتے ہیں قرآن کی بھی بہت تلاوت کرتے ہیں اور کچھ آدمی اعتکاف[2] میں بیٹھتے ہیں رمضان کے روزوں کے سوا اہل اسلام کے ہاں اور بھی روزے رکھنے بہت اچھے ہیں چنانچہ یہ لوگ ماہ ذی الحجہ کی نویں اور ماہ شعبان کی پندرھویں اور ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ اور علیٰ ہذا القیاس اور چند بعض دنوں کے روزے رکھنے بڑے ثواب اور اجر کے حاصل ہونیکا باعث سمجھتے ہیں +

مسلمان کعبہ کا حج کرنا فرض جانتے ہیں اور فتاویٰ درمختار میں لکھا ہے کہ حج اس مسلمان پر فرض ہے جو تندرست اور نابینا نہو اور ضروری خرچوں کے سوا زاد راہ اور سواری کا بھی مقدور رکھتا ہو اور رستے میں بھی امن ہو +

ان باتوں کے علاوہ مسلمانوں کے ہاں بہت سی باتیں ایسی ہیں جنکا اختیار کرنا نہایت ضرور ہے اور بہتیری ایسی ہیں جنسے پرہیز کرنا لازم ہے +

اہل اسلام کے ہاں سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی نہایت تاکید ہے اور اس امر کا ذکر قرآن اور حدیث میں بہت جگہ لکھا ہوا ہے یہ لوگ سچ بولنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا اپنا اعتقادی امر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جھوٹ سب برائیوں کی جڑ ہے مگر تین جگہ مضایقہ نہیں اول دو آدمیوں کے تنازع اور فساد کے دفع کرنے اور صلح کرانے میں دوسرے لڑائی کے وقت غنیم کے قتل اور چکما دینے میں تیسرے اپنی بیوی کے خوش کرنے اور اسکے راضی رکھنے میں اور ان مقاموں میں بھی یہ شرط ہے کہ جھوٹ بولنے کے سبب سے کسی طرح کی بدشگنی یا کوئی اور قباحت نہ لازم آتی ہو ورنہ مطلق حرام ہے اور کسیطرح جائز نہیں

مسلمانوں کا عام مسئلہ یہ ہے کہ آدمی کو اکل حلال[3] اور صدق مقال اختیار کرنا مقدم ہے +

ماں باپ استاد اور بزرگوں کا ادب کرنا ہمسائے کے حق کا خیال رکھنا وجہ حلال سے معاش پیدا

---

[1] تراویح ایک قسم کی نماز کا نام ہے جو مسلمان لوگ رمضان کے مہینے میں رات کے وقت پڑھا کرتے ہیں اور اسکی بیس رکعتیں ہوتی ہیں ۔ [2] اس لفظ کی شرح پہلی فصل میں حضرت محمدؐ کے بیان میں گذر چکی ہے ۔ [3] یعنی حلال کھانا اور سچ

کرنی عزیز واقربا کا حق سمجھنا مہمان نوازی اور سخاوت کرنی لوگوں سے خوش خلاقی اور تواضع سے پیش آنا علم کی بڑائی اور عالمونکی تعظیم کرنی اور اَور اسی قسم کی باتیں عمل میں لانی اہل اسلام کے ہاں نہایت ضرور ہیں + مسلمان سودی روپیہ قرض دینا بہت برا جانتے ہیں اور یہ بات اُنکے مذہب میں بالکل ناجائز ہے بلکہ جو شخص مسلمان ہوکر سود لے اُسکے ہاں کھانا بھی درست نہیں اور سود دینے والے کا بھی بہت برا درجہ لکھا ہے +

نشہ خواہ کسی قسم کا ہو مسلمانوں کے ہاں ہرگز جائز نہیں بلکہ مُسکرات کی کارخانے کی نوکری بھی درست نہیں اِن لوگونکے مذہب میں رشوت بالکل حرام ہے اور لکھا ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونو دوزخ میں جائیں گے غیبت کرنی کسیکو ناحق ستانا یتیمونکا مال کھانا ظلم کرنا اپنے تئیں اچھا جاننا اکڑ کر چلنا تکبر کرنا اترانا کسی پر ناحق تہمت لگانی امانت میں خیانت کرنی خدا کی رحمت سے نا امید ہونا وعدہ کرکے پورا نکرنا قرآن پڑھکر بھول جانا جھوٹی گواہی دینی سچی گواہی چھپانی خدا کے سوا اورکسیکو سجدہ کرنا کسیکا ناحق گلہ سننا وجہ حرام سے معاش پیدا کرنی حرام کا لقمہ کھانا خلق کی تکلیف سے خوش ہونا چوری کرنی جوا کھیلنا کھیل کود میں مشغول ہونا نجومیوں اور اَور ایسے ہی لوگوں کی باتوں پر اعتقاد کرنا شرع کی باتوں پر ہنسی کرنی مُنہہ سے بیہودہ بات نکالنی مُردے کو پیٹنا یا پکار کر رونا حقارت کی نظر سے کھانے کو بُرا کہنا لوگوں کے دکھانے کو عبادت میں مصروف ہونا ہنسی ٹھٹھا کرنا ظالموں کی خوشامد کرنی اور اَور اسیطرح کی باتیں مسلمانوں کے مذہب میں نہایت بُری ہیں اور اُنکی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسلمان وہ ہے جسکا دل اور زبان یکسان ہو +

مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں چار بیویوں تک رکھنے کی اجازت ہے مگر اُسمیں یہ ضرور ہے کہ ہر چیز میں سب کا حق برابر سمجھیں اور عدل وانصاف سے پہلوتہی نکریں علاوہ اسکے وہ جس قدر چاہیں لونڈیاں بھی

سکتے ہیں اگر کسی لونڈی کے ہاں اُسکے آقا سے اولاد ہو جائے تو اُسکی بیع جائز نہیں اور وہ اپنے آقا کے مرتے ہی آزاد ہو جائیگی ۔

مسلمان اپنی بیویونکو طلاق بھی دے سکتے ہیں اور اگرچہ یہ فعل اُنکی ہاں مباح ہے مگر بہت ہی نازیبا کہتے ہیں چنانچہ اُنکی کتابونمیں اس امر کو ابغض المباحات یعنی مباح چیزوں میں سے نہایت ہی بُرا لکھا ہے ۔ ہر مسلمان اپنی بیوی کو طلاق دیکر دوبارہ اپنے تصرف میں لا سکتا ہے مگر تیسری طلاق کے بعد وہ اُسکے نکاح میں نہیں داخل ہو سکتی جب تک وہ کسی اَور شخص کے نکاح اور قبضے میں آکر طلاق نہ پائے ۔

اہل اسلام کے ہاں عورت کے دوبارہ نکاح کرنیکی اجازت بلکہ تاکید ہے اور شرع کی رو سے اِس مسئلہ کے ناجائز سمجھنے والے کو کفر سے منسوب کرتے ہیں مگر ہندوستان کے مسلمان خصوصاً گانو کے رہنے والے بیوہ کا نکاح کم کرتے ہیں ۔

بعض صورتونمیں مسلمانوں کو اجازت ہے کہ اپنی بیویوں کو ماریں مگر اِسمیں یہ شرط ہے کہ بیجا اور اسطرح کی ضرب نہ پہنچائیں جس سے ہڈی پر صدمہ آئے یا اُس سے زیادہ تر تکلیف ہو انکی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ خاوند بیوی کو شریعت کی راہ بتائے اور دین کے مسئلوں سے آگاہ کرے اگر وہ نہ سیکھے تو پہلے نرمی سے سمجھائے اس سے نہ مانے تو اختلاط ترک کرے اس سے بھی باز نہ آئے تو مارے اور انجام کار طلاق کا درجہ ہے ۔ ہندوستان میں یہ رسم ہے کہ بارہا امیر اور دولتمند آدمی اور کبھی غریب بھی کئی بیویاں کر لیتے ہیں مگر اکثر مسلمان صرف ایک ہی نکاح کرتے ہیں انگریزوں کی عملداری میں لونڈیوں کی خرید فروخت نہیں ہوتی اسوجہ سے یہاں کے مسلمان لونڈیاں کم رکھتے ہیں اور بعض آدمی جو اَور عورتیں کہ نہ بیویاں ہوتی ہیں نہ لونڈیاں اپنے گھر میں ڈال لیتے ہیں یہ امر مسلمانوں کی شرع کے خلاف ہے ۔

سُنّی مسلمان مذہبی امور میں چار اماموں میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں اور انکے نام یہ ہیں حضرت امام ابوحنیفہ جنہیں حضرات امام اعظم بھی کہتے ہیں حضرت امام شافعی حضرت امام مالک حضرت امام احمد ابن حنبل یہ چاروں امام مذہب کے مجتہد ہیں اور مسلمانونکی کتابونمیں لکھا ہے کہ وہ بڑے عالم فاضل عابد زاہد عارف صادق اور منصف تھے جو لوگ جس امام

مقلد ہیں وہ اُسی امام سے نامزد ہیں چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ کی تقلید کرنیوالے حنفی کہلاتے ہیں اور اِسیطرح باقی تین اماموں کے مقلد شافعی مالکی اور حنبلی مشہور ہیں ◆

مسلمانوں میں فقیروں کے بھی بہت سے فرقے ہیں جنمیں سے اکثر خانقاہوں اور اور اسی قسم کے مکانوں میں رہتے ہیں اور گوشہ گزین ہو کر پرہیزگاری سے اپنی زندگانی بسر کرتے ہیں بعض فرقے مثلاً قلندر اور رسول شاہی بالکل آزاد منش ہیں اور کسی بات کے پابند نہیں رسول شاہی فرقے کی ابتدا کو بہت عرصہ نہیں ہوا اِس فرقے کی بنیاد ایک شخص رسول شاہ نامی نے ڈالی ہے اور اُسکے جانشین علیف شاہ نے اُسے رونق دی یہ فرقہ نشے کی چیزوں سے کچھ پرہیز نہیں کرتا بلکہ نشے میں مست رہنا دنیا کی بے تعلقی کا وسیلہ جانتا ہے مگر جو لوگ شرع کے پابند ہیں وہ ایسے فرقے کے لوگوں کو مسلمان نہیں کہتے ◆

تھوڑے ہی عرصے سے سنی مسلمانوں کے دو فرقے اور مشہور ہو گئے ہیں ایک وہابی کہلاتا ہے دوسرا بدعتی اور اُسکی اصل یہ ہے کہ اُنیسویں صدی عیسوی کے شروع میں ایک شخص عبدالوہاب نامی نے مکے کے گرد نواح میں رونق پائی اور بعض احکام بہ تشدد جاری کرنے شروع کیے چنانچہ نیاز نذر ماننی اور قبروں پر روشنی کرنی اور غلاف چڑھانے سے لوگوں کو سختی سے منع کیا یہانتک کہ سنہ ۱۸۰۳ء عیسوی میں اُس نے بہت سے آدمیوں کے ساتھ ہو کر شہر مکے پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے بعض عالیشان مقبرے اور قبے ڈھا دیے اور رفتہ رفتہ اور مقاموں پر بھی قابض ہو گیا آخر سنہ ۱۸۱۸ء عیسوی میں محمد علی مصر کے فرمانروا نے اُن لوگوں کو شکست دی پس فرقہ بدعیہ اکثر مسلمانوں کو اسی عبدالوہاب کیطرف منسوب کر کے وہابی کہتا ہے مگر وہابی لوگ اپنے تئیں اہل سنت و جماعت بتاتے ہیں اور اگر لفظ وہابی بھی اپنے واسطے تسلیم کرتے ہیں تو وہاب کیطرف جو خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے اپنے تئیں منسوب سمجھتے ہیں برخلاف اُسکے وہابیہ فرقہ بہتیرے مسلمانوں کو لفظ بدعت کیطرف نسبت کر کے بدعی[1] یا بدعتی مشہور کرتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بدعت مذہب کی نئی بات کو کہتے ہیں جسکا اختراع کسی مثال سابق پر نہو تو وہابی لوگ اس نظر سے کہ فرقہ بدعیہ نے بہت سی نئی باتیں جو حضرت محمد اور اُنکے اصحاب اور اُنکے تابعین کے وقت میں نہیں

[1] عربی کے قاعدے کے موافق لفظ بدعت میں یائے نسبت لگا کر بدعی بولنا بہتر ہے جیسے ہجرت سے ہجری ◆

مذہب اسلام میں جاری کردیں ان لوگونکو بدعتی بولتے ہیں مگر یہ لوگ اس لفظ کو اپنے واسطے تسلیم نہیں کرتے اور وہ بھی اپنے تئیں اہل سنت جماعت کہتے ہیں اور کوئی سی نئی بات جو اُنہوں نے مذہب میں اختیار کی اُسکو بدعت حسنہ[1] بتلاتے ہیں

تیسری فصل

اہل اسلام کی ذاتوں کا بیان

تمام مسلمانونکے نزدیک اہل عرب جو سام ابن نوح کی اولاد میں ہیں خصوصاً وہ لوگ جو حضرت اسمٰعیل ابن حضرت ابراہیم کی نسل میں ہیں سب میں شریف اور بزرگ گنے جاتے ہیں اور اُنکی فضیلت حدیث سے ظاہر ہے چنانچہ حضرت ابن عباس نے حضرت محمد کی زبانی بیان کیا ہے کہ عربیا لوگونکو تین سببوں سے دوست رکھو میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہی ہے اُنہیں قبیلہ قریش جسمیں حضرت محمد پیدا ہوئے ہیں شرافت کے لحاظ سے اور بھی فوقیت رکھتا ہے اور یہ امر بھی حدیث سے بخوبی ثابت ہے چنانچہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح میں لکھا ہے کہ حضرت سعد نے حضرت محمد سے روایت کی ہے کہ جو شخص قریش کی اہانت چاہیگا اللہ تعالیٰ اُسکی اہانت کریگا اور حضرت عبد اللہ ابن مطیع نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت محمد نے مکے کے فتح ہونیکے دن کہا ہے کہ آجکے بعد قیامت تک قریش لوگ قید ہوکر نہ قتل کیے جائیں اور حضرت ابو ہریرہ نے حضرت محمد سے روایت کی ہے کہ سلطنت قریش میں ہی چاہیے اور کتاب عقاید نسفی میں لکھا ہے کہ امام فرمانروا اور حاکم پیشوا کا قریشی ہونا ضرور ہے یعنی شیخ ہو یا سید مگر قبیلہ قریش میں سے ہو کیونکہ حضرت محمد نے کہا ہے کہ امام قبیلہ قریش میں سے ہو اگرچہ اس قبیلے میں اسلام پہلے جاری ہوا اور ابتدا میں جو لوگ اس قبیلے سے مسلمان ہوئے وہ اس سبب سے کہ شیخ کے معنی بزرگ کے ہیں شیخ کہلانے لگے اور خود حضرت محمد بھی اسی قبیلہ میں سے تھے ان سب قریشی شیخوں کو اسلام کی بزرگی کے باعث سے کمال فوقیت حاصل ہوئی پھر انمیں سے جو لوگ خاص حضرت پیغمبر کی بیٹی حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوئے وہ سید کے نام سے معروف ہوئے اور اَور لوگونپر بدستور شیخ کا نام قائم رہا مگر قریشی شیخ جو باقی تینوں خلفا کی اولاد میں ہیں وہ بھی علحدہ علحدہ اُنہی خلفا کے نام سے پکارے گئے چنانچہ جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں ہیں وہ شیخ صدیقی کہلانے لگے اور جو حضرت عمر فاروق کی اولاد میں ہیں شیخ فاروقی مشہور ہوئے اور جو حضرت عثمان غنی کی

[1] بدعت حسنہ ہے جو قرآن شریف اور طریق نبوی اور قول و فعل خلفا اور اجماع علما کے خلاف نہو ۱۲

اولاد میں وہ شیخ عثمانی سے نامزد ہوئے حضرت علی کی اولاد جو حضرت فاطمہ کے سوا انکی اور بیبیوں سے ہے وہ سید علوی کہلاتی ہے جو لوگ انصار کی اولاد میں ہیں وہ شیخ انصاری پکارے جاتے ہیں +

مغلوں اور پٹھانوں کی اصلیں مختلف طور سے لکھی ہوئی ہیں مگر اکثر کتابوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ مغل لوگ یافث ابن حضرت نوح کی اولاد میں ہیں اور انکی ابتدا اسطرح سے ہے کہ یافث کی چھٹی پشت میں ایک شخص مغل نامی پیدا ہوا جو لوگ اسکی نسل میں ہیں وہ مغل کہلاتے ہیں اور ان لوگونمیں حضرت محمدؐ کی کئی سو برس بعد مذہب اسلام جاری ہوا پٹھانونکی اصل کا حال انہی کی اکثر کتابوں سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص افغان نامی حضرت سلیمن ابن حضرت داؤد کیوقت میں تھا اسکی اولاد افغان سے نامزد ہوئی پھر حضرت محمد کے زمانے میں جب دین اسلام کی بنیاد قائم ہوئی تو انمیں سے ایک شخص قیس نامی ستر آدمیوں سمیت افغانستان سے حضرت محمد کے پاس آکر اسلام لایا اور اس نے اپنے ملک میں جاکر تمام قوم میں یہ مذہب جاری کیا جو کہ افغانونمیں اسلام کی ابتدا اس شخص سے ہوئی تھی اسواسطے ان لوگوں میں اسکا لقب بتان مشہور ہو گیا کیونکہ بتان انکی زبان میں جہاز کے نیچے کے تختے کو کہتے ہیں تو جیسے جہاز کی پایداری اس تختے سے ہوتی ہے ویسی افغانونمیں اسلام کی پایداری قیس سے ہوئی اور وہ بھی بتان کہلانے لگا یہی لفظ بگڑتے بگڑتے پٹھان ہو گیا اور افغانوں میں جو لوگ خاص قیس کی نسل میں ہوئے وہ بھی اس لفظ سے مشہور ہوئے +

اگرچہ مسلمانوں میں بالاتفاق قریشیونکو سب پر فضیلت ہے مگر پھر بھی ہندوستان میں چار قومیں شیخ سید مغل اور پٹھان شریف مشہور ہیں +

انکے سوا اور بھی بہت سی قومیں ہیں اور انمیں سے اکثر اپنے پیشوں کے نام سے معروف ہیں مگر وہ شریف نہیں گنی جاتیں +

جو شخص کسی اور مذہب میں سے دین اسلام میں آئے حقیقت میں مسلمانوں کے ہاں پہلی چار ذاتوں میں سے اسکی ذات کچھ نہیں ہوتی مگر چونکہ شیخ کے معنی بزرگ کے ہیں تو وہ لوگ نومسلم پر بھی اسکی بزرگی کے لحاظ سے شیخ کا اطلاق کرتے ہیں +

چھٹا باب

جہاں آرا بیگم اور محمد یوسف

یا

گیتی آرا بیگم اور محمد جمیل الدین کا قصہ

جو کلام مصنف نے اپنی طرف سے لکھا ہے اُسکے پہلے م ہے

اور جو غیر کی جانب سے لکھا ہے اُسکے اول غ ہے

م ایک روز کا ذکر ہے کہ کسی جگہ آندھی بڑے زور شور سے آ رہی تھی درختوں میں ہوا سنسنا رہی تھی چاروں طرف کالی گھٹا چھا رہی تھی بادلوں میں بجلی خوب آب و تاب دکھا رہی تھی لوگوں کی نظروں میں موت کا سما پھر رہا تھا غیر موسم کی گھٹا سے سب کے دلوں پر فکر کا بادل گھر رہا تھا اُسی جگہ سڑک کے کنارے پر ایک آباد سرا تھی جو نہایت پختہ اور خوشنما تھی معمول کے موافق وہاں بہت سے مسافر آئے ہوئے تھے مگر اس حادثہ سے گھبرائے ہوئے تھے سرا کے ایک کونہ میں چھوٹا سا مکان بنا ہوا تھا اُسکے اندر کسی کوٹھڑی میں ایک شخص بیہوشی کی حالت میں پلنگ پر پڑا ہوا تھا اُسکے سرہانے دونو طرف دو مامائیں مونڈھوں پر بیٹھی ہوئی رومال ہلا رہی تھیں اور وہیں دو خوبصورت لڑکیاں جہاں آرا بیگم اور گیتی آرا بیگم چپکے چپکے باتیں کرکے رنج و مصیبت کو بھلا رہی تھیں ایک دوسرے کو خدا کی یاد دلا رہی تھیں تسلی کی باتوں سے دل کے غنچۂ پژمردہ کو کھلا رہی تھیں باہر کسی اَور مکان میں اُنکے نوکر چاکر تھکے ماندے پڑے ہوئے تھے پالکی ۔ گھوڑا ۔ رتھ اور بیل وہیں کھڑے ہوئے تھے ۔

دونو لڑکیاں آندھی اور طوفان کا ذکر کر رہی تھیں کہ اتنے میں آندھی اُسکی شدت

؎ اس قصہ میں جن لوگوں کا بیان ہے اُنمیں سے اکثر خاندانی اور شریع کے بہت پابند تصور کئے گئے ہیں اسی سبب سے اُنکو اُن تمام بیہودہ رسموں کا پیرو نہیں خیال کیا ہے جو ہندوستان میں کثرت سے مسلمانوں میں رائج ہیں اور نہ اُنکو پٹ گانے اور اسی قسم کی چیزوں کا شائق سمجھا ہے اسواسطے کہ جو لوگ شریع پر چلتے ہیں وہ ایسی چیزیں ناپسند کرتے ہیں ۱۲

؎ مسلمانوں کے ہاں جو عورت خدمت کیواسطے نوکر رکھی جاتی ہے اُسے ماما کہتے ہیں ۱۲

ہوئی ہوا کے زور سے شمع* کافور ہوگئی چراغ گل ہوگیا - دونوں اندام اندھیرے میں ایک دوسرے کی صورت دیکھنے سے رہ گئیں اگرچہ تاریکی کی حالت میں دقت کی کچھ تمیز ہوتی تھی مگر جب اُنکے بالوں اور چہروں پر بجلی کی چمک پڑتی تھی تو رات دن کا ایک ہی وقت میں سما بندھ جاتا تھا +

تھوڑی دیر بعد مینہہ کا جھڑا کا شروع ہوا اور اسقدر برسا کہ سب طرف پانی ہی پانی دکھائی دینے لگا یہ خوفناک ماجرا دیکھکر جہاں آرا بیگم بولی **غ** دیکھو بُوا* گیتی آرا جب ہم عجیب آباد سے چلے تھے تو اس مصیبت کی کیا خبر تھی کہ ابّا جان* کا یہ حال ہوجائیگا افسوس اس جنگل میں دوا دارو کہاں سے لاؤں ابّا جان کو کیا پلاؤں یہاں نہ حکیم* ہے نہ طبیب نوکر اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں بیچارے مصیبت میں گرفتار ہیں ادھر تو مجھے ابّا جان کا خیال ہے اُدھر بھائی جان کا دل میں جدا تصور ہے کہ وہ دہلی میں بیٹھے انتظار کر رہے ہونگے اُنہیں ہماری تکلیف اور مصیبت کی کیا خبر ہوگی نہیں وہ جسطرح ہوسکتا اپنے تئیں یہاں پہنچاتے اور دُکھ درد میں شریک ہوتے خیر اللہ تعالیٰ اسی میں کچھ بہتری کریگا اُسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے **م** گیتی آرا بیگم جسکی نسبت جہاں آرا بیگم کے بھائی سے ہوچکی تھی اُسکا ذکر سنتے ہی کچھ شرما گئی اور بولی **غ** بُوا خدا سبکا مالک ہے آپ اس سے مایوس نہونا چاہئے ایک دم میں ہزار دم ہیں کیا تعجب ہے ابھی خدا تعالیٰ چچا جان کو شفا بخشے کیوں ایسی گھبرائی جاتی ہو اب دہلی پہنچ جاتے ہیں وہاں ہر فن کا کامل آدمی موجود ہے جاتے ہی کسی بڑے حکیم کو بلا ئینگے اچھی اچھی دوائیں پلا ئینگے خدا تندرست کر دیگا ہراساں ہونے سے کیا ہوتا ہے صبر کرنا بہتر ہے **م** دونوں لڑکیاں اس قسم کی دردناک باتیں کر رہی تھیں اور خدا کو یاد کرتی جاتی تھیں کہ اتنے میں آندھی کم ہوگئی اور کچھ روشنی نمودار ہوئی +

اسکے بعد اُس اجنبی آدمی کا حال جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ محمد ناصر الدین نامی ایک شریف زادہ

---

* شمع کا کافور ہونا کنایہ ہے اسکے بجھنے سے کیونکہ کافور کی یہ خاصیت ہے کہ وہ اڑ جاتا ہے ۱۲ * مسلمانوں میں اس لفظ کا اطلاق چھوٹی بہن پر ہوتا ہے اور یہ محبت کا بھی ایک لفظ ہے عورتیں آپسمیں گفتگو کرتے وقت کہہ بولتی ہیں ۱۲ * ابّا باپکو کہتی ہیں اور جان فارسی لفظ ہے عزیز اور پیارے کی جگہ اسکا استعمال ہوتا ہے ۱۲ * حکیم دانا اور اس شخص کو کہتے ہیں جو حکمت کے تمام علموں سے واقف ہو اور مجازاً یہ لفظ طبیب پر بھی بولا جاتا ہے ۱۲

دہلی کا نامور رئیس ذات کا شیخ بڑا خاندانی اور معزز آدمی تھا اسکے باپ دادا کسی زمانہ میں جاگیردار تھے اور بادشاہوں کے وقت میں بڑے بڑے منصبوں پر سرفراز رہے تھے علاوہ اسکے وہ خود بھی بڑا لائق تھا اور ایک مدت سے اپنی لیاقت اور کارگزاری کے باعث سے ضلع لودیپور کے پرگنے عجیب آباد کا تحصیلدار ہو گیا تھا وہ تیس برس تک سرکار انگریزی میں متعلق رہا اور ہمیشہ بہت دیانت و امانت سے کام کرتا رہا نہ کبھی کسی سے رشوت لی نہ کسی مقدمہ میں کسیکی جانب داری کی ہر دم خدا سے خوف کرتا رہتا اور اپنی عزت اور خاندان کے نام کا بڑا خیال رکھتا حاکم محکوم سب لوگ اُس سے راضی تھے اور دل سے اُسکی بہتری چاہتے تھے اُسکا ایک بیٹا تھا محمد جمیل الدین اور ایک بیٹی تھی جہان آرا بیگم وہ ان دونوں سے بہت محبت کرتا تھا مگر اپنی بڑی بھائی کی بیٹی کو بھی جسکا نام گیتی آرا بیگم تھا ان دونوں سے کچھ کم نہ چاہتا تھا گیتی آرا کے ماں باپ اسے بچپن ہی سا چھوڑ کر مر گئے تھے اس سبب سے یہہ لڑکی اپنے چچا ناصر الدین کے پاس رہتی تھی جمیل الدین گیتی آرا بیگم سے دو برس بڑا تھا جب اُسکی عمر بارہ برس کی اور گیتی آرا بیگم کی دس برس کی ہوئی تو ناصر الدین نے ان دونوں کی نسبت کردی مگر نکاح مدت کے بعد ہوا اور اسوقت تک دونوں کو آپس میں ایک دوسرے سے جدا رکھا اور انہیں پردہ کرنا ضرور سمجھا گیا گیتی آرا بیگم کے ماں باپ زندہ نہ تھے اور ناصر الدین اس سے محبت بھی بہت کرتا تھا اس سبب سے اسنے اپنی بھتیجی کی جدائی گوارا نہ کی بلکہ جمیل الدین کو عجیب آباد سے اپنے چھوٹے بھائی محمد فیض الدین کے پاس دہلی میں بھیجدیا کہ وہ وہاں رہکر علم تحصیل کرنے میں کوشش کرے جب ناصر الدین تیس برس تک لیاقت اور دیانت سے سرکار کا کام انجام دے چکا تو اُسنے پنشن کی درخواست کی سرکار تو اُس سے راضی ہی تھی فوراً پنشن منظور ہو گئی اسنے دہلی آنیکا قصد کیا اور سفر کا سامان جو کچھ ضرور تھا سب تیار کر لیا جہان آرا بیگم اور گیتی آرا بیگم مدت سے عجیب آباد میں رہتی تھیں اس سبب سے وہاں کی عورتوں کو جو انکے گھر میں کبھی کبھی آیا کرتی تھیں ان لڑکیوں کی جدائی کا بہت قلق ہوا اور چلنے کے دن سبکی سب اپنی اپنی سواریوں میں بیٹھکر اُنسے ملنے آئیں باہر مردانی مکان میں ناصر الدین کے رخصت کرنے کیواسطے پرگنے کے بہت سے آدمی جمع ہوئے ناصر الدین نے اپنے آدمیوں سے سارا اسباب چھکڑوں پر

---

۱ مسلمانوں کو اس چھوٹی عمر میں شادی نہیں کرنی اور پہلے سے نسبت کا ہونا ضرور نہیں ہے بیاہ صرف نکاح ہی سے مراد ہے ۱۲

۲ جب لفظ آدمی کی کسی شخص کی طرف نسبت کرتے ہیں تو اس سے اُس شخص کا خدمتگار مراد ہوتی ہے مثلاً میرا آدمی اور آپکا آدمی اس سے میرا خدمتگار اور آپکا خدمتگار مراد ہے ۱۲

لدوایا اور دو لونڈیوں کو ایک رتھ میں سوار کرکے اُنکی خدمت اور نگہبانی کے واسطے دو ماماؤں کو
اُنکے پاس بٹھایا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو رتھ چھکڑوں اور نوکروں چاکروں کو ساتھ لے وہاں سے
روانہ ہوا اُسکے اخلاق کا لوگوں کے دلوں پر نقش تھا کوئی اُسکی جدائی نہ چاہتا تھا سب آدمی جو با
بیٹھے تھے چشم پر آب افسوس کرتے ہوئے مشایعت کیواسطے اُسکے ساتھ ہوئے اور کئی کوس تک
پہنچا کر اُلٹے چلے آئے ناصر الدین نے دو منزل تک تو آرام سے سفر کیا پھر اتفاق سے راستے بخار
آگیا اور تین روز تک برابر چڑھا رہا کچھ ہلکا نہوا۔ دہلی کئی منزل رہ گئی تھی اس سبب سے کسی قصبے میں
ٹھیر گئے وہاں مدت سے دہلی کا ایک طبیب رہتا تھا اُسے طلب کیا اور گھر میں اچھی طرح پردہ کرکے اندر
بلایا مریض کے پلنگ کے برابر بٹھایا طبیب نے آتے ہی نبض دیکھی تمام حال دریافت کیا پوچھا غ شیخ
صاحب بخار کب سے ہے سردی سے آتا ہے یا گرمی سے کیا ہر وقت چڑھا رہتا ہے یا کسی وقت ہلکا بھی
ہو جاتا ہے م ناصر الدین نے تمام حقیقت اُسکے روبرو بیان کی طبیب نے جواب دیا غ رستے کی ماندگی
اور آب و ہوا کے اختلاف سے یہ بخار عارض ہو گیا ہے عادی نہیں ہے اب آپ یہیں ٹھیر لیے یہ قصبہ بھی
اچھا ہے ضروری دوائیں یہاں بھی آ سکتی ہیں اور بندہ بھی ہر وقت خدمتگزاری کو موجود ہے جب شفا
ہو جائیگی تو یہاں سے دہلی تشریف لیجائیے گا م ناصر الدین نے کہا غ آپ کی عنایت میں
کچھ شک نہیں مگر دہلی بھی قریب ہے وہاں سب منتظر ہونگے اسیطرح ہو سکے جلد شہر میں پہنچ جانا مناسب ہے
مرض سخت معلوم ہوتا ہے دیکھا چاہیے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے مصرع ہرچہ از غیب میرسد نیکوست م
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں ایک نوکر پرتکلف خاصدان لایا اُسمیں پان کی گلوری اور الایچیاں اور
پانچ روپے رکھے ہوئے تھے طبیب نے گلوری کھالی اور روپے دیکھکر بولے غ آپکو یہ تکلیف کرنی کیا
ضرور تھی میں تو آپکا تابعدار ہوں خدمت ہی میں حاضر ہونا اپنی عزت کا باعث جانتا ہوں م ناصر الدین
نے کہا غ آپ کیا فرماتے ہیں یہ حقیر شے آپکے لائق نہیں ہے مگر اسکا قبول کرنا بھی مہربانی سے بعید نہیں
ہے م طبیب نے اُسوقت اپنے ایک خدمتگار کو آواز دی اور روپے اسکے پاس رکھوا دیے

ا کسیکو رخصت کرنیکو ملنے تھوڑی دور جانیکو مشایعت کہتے ہیں ۱۲ ؎ جو غیب سے ظاہر ہوتا ہے وہی اچھا ہے ۱۲

پھر کچھ اَور تسلی اور تشفی کی باتیں کر کے وہاں سے رخصت ہوا ادھر ناصر الدین نے بھی دہلی چلنے کا قصد کیا اور دوسرے روز صبح ہوتے ہی پالکی میں سوار ہو اپنے تمام ہمراہیوں کو ساتھ لے دہلی کیطرف روانہ ہوا رات کو ایک جگہہ مقام کیا اور طبیب کی تجویز سے جو دوائیں اپنے ساتھ لیتا آیا تھا انکا استعمال کیا علی الصباح وہاں سے آگے بڑھا اور اُسی سرا میں آیا جسکا ذکر قصے کی ابتدا میں بیان کیا گیا ہے یہاں اُسے ایسا بیہوشی کا بخار چڑھا کہ سب ساتھہ والوں کے حواس ٹھکانے نہ رہے علاوہ اسکے آندھی اور مینہہ کی وہ شدت ہوئی کہ مسافر جو گاڑیاں بھول گئے اُنکے نیچے آگھر گئے چھکے چھوٹ گئے سب کے دلوں پر دہلا کا بیٹھہ گیا ہر ایک آدمی اسی کشمکش میں پڑ گیا جہاں آرا اور گیتی آرا دونو لڑکیاں یہ حالت دیکھکر چپکے چپکے اپنے رنج و مصیبت کی باتیں کرنے لگیں اور تکلیفوں کے دور ہونے کے واسطے خدا تعالی سے دعائیں مانگنے لگیں ناصر الدین کو رات بھر شدت سے بخار چڑھا رہا صبح کو کچھہ افاقہ ہوا تو اُسے پالکی میں لٹاکر دہلی لیچلے اور شام کے وقت سب کے سب شہر میں پہنچگئے وہاں فیض الدین اور جمیل الدین دونو منتظر تھے ناصر الدین کے آنیکی خبر سنتے ہی اپنے نوکروں چاکروں سمیت تھوڑی دور استقبال کے واسطے گئے اور گھر تک اُسکے ساتھ ساتھ آئے ان لوگونکو جسقدر اُسکے آنیکی خوشی ہوئی اُس سے زیادہ اُسکی بیماری کا رنج ہوا اخیر جسطرح ہوسکا پالکی سے اُتار کر گھر میں لیگئے اور ایک پلنگ پر لٹایا پھر پردہ کر کے لڑکیوں کو رتھہ میں سے اُتارا اور سارا اسباب بھی چھکڑوں میں سے نکالکر ٹھکانے سے لگایا ٭

گیتی آرا بیگم کے گھر میں جاتے ہی جمیل الدین کا وہاں جانا موقوف ہوا اور وہ باہر دیوانخانے میں رہنے لگا ضرورت کے وقت کبھی کبھی پردہ ہوجاتا اور وہ گھر میں آکر اپنے باپ سے ملجاتا محمد ناصر الدین کے پاس اُسکے تمام رشتہ دار اور شہر کے سارے امیر و رئیس آئے ہر ایک نے اُسکی خبر پوچھی اور تسکین و تسلی کی باتیں کیں

ناصر الدین کو بیماری کی شدت ہوتی گئی اور روز بروز اُسکا حال بگڑنے لگا جب اُسے اپنی زندگی کی کچھہ توقع نہ رہی تو اُسنے اپنے بھائی فیض الدین کو یہ وصیت کی کہ میرا تمام مال و متاع اور جائداد

٭ ان تمام فقروں سے بیقرار ہونے اور گھبرانے سے کنایہ ہے ۱۲

شرع کے موافق تقسیم کرنا جہاں آرا کیواسطے کوئی اچھا خاندانی عزت دار اور پڑھا لکھا لڑکا تجویز کرنا میں اپنی بیٹی اور بھتیجی کو یکساں سمجھتا ہوں میرے بعد بھی گیتی آرا کو کسیطرح کی تکلیف نہ دینا اور ہر طرح سے اُسکی خاطرداری کرتے رہنا جسقدر جلدی ہوسکے جمیل الدین سے اُسکا نکاح کردینا میرے مرنے سے کچھ ہراساں نہ ہونا ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کو ہرگز نہ چھوڑنا +

جب ناصرالدین کی موت کا وقت قریب آیا اور نزع کی حالتمیں اُسکا مُنہ خشک ہونے لگا تو خشکی کے دور ہونیکے واسطے اُسکے منہ میں پانی ٹپکایا تھوڑا سا شربت پلایا اُسکے بیٹے جمیل الدین نے جو حافظ قرآن تھا اور اُسوقت اُسکے سرہانے بیٹھا ہوا تھا آہستہ آہستہ سورۂ یٰسین† پڑھنی شروع کی پھر سب لوگ جو وہاں موجود تھے کلمہ پڑھنے لگے وہ بھی اپنے منہ سے کلمہ پڑھتا رہا اور اُسی حالت میں اُسکی جان نکل گئی یہ سنتے ہی سب مردوں اور عورتوں نے افسوس کرکے قرآن کی عبارت کا ایک فقرہ‡ جو مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے اپنی اپنی زبان سے نکالا اور اُسکا ترجمہ یہ ہے ترجمہ بالتحقیق ہم خدا ہی کیواسطے ہیں اور اُسی کیطرف رجوع کرنیوالے ہیں +

اُسوقت کچھ آدمی چشم پُرآب ہوکر آہستہ آہستہ رونے لگے اور کسی نے چیخ مار کر آواز نہ نکالی دونو لڑکیاں جو خُردسال تھیں اپنے تئیں ضبط نہ کرسکیں اور آواز سے رونے لگیں بڑی عورتوں نے اُنہیں سمجھایا **غ** دیکھو اسطرح رونا شرع میں منع ہے صبر کرنا چاہیے صبر کا اجر خدا دیتا ہے اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے **م** فیض الدین نے بھی اُنکی بہت تشفی کی اور محبت کی باتوں سے اُنکی دلجمعی کی یارے وہ بھی چپکی ہو رہیں جونہی ناصرالدین مرگیا وہیں اُسکا منہ اور آنکھیں بند کردیں اور دونو پانو کے انگوٹھے ملاکر کسی کپڑے کی دھجی سے باندھ دیے تاکہ منہ اور آنکھوں کے کھلے رہنے اور پانو کے جدا جدا ہونے سے اُسکی ہیئت ہیبتناک نہوجائے۔ اب اِس امر کی تاکید شروع ہوئی کہ جسقدر جلدی ہوسکے نہلا دھلا کفن دیکر دفن کردینا چاہیے فوراً دو تین واقف کار آدمی شہر کے باہر جہاں اُنکے

† قرآن کی چھتیسویں سورۃ کا نام ہے اور مسلمانوں کے ہاں اکثر نزع کے وقت تکلیف کو دفع کرنے کیواسطے یہ سورۃ پڑھا کرتے ہیں ۱۲ ‡ دوسری سورۃ کی ۱۵۱ آیت ۱۲

خاندان کا قبرستان اور مقبرہ بنا ہوا تھا قبر کھدوانی کو بھیج دیے اور یہاں اُسکے نہلانی کو پانی گرم کرنا شروع کیا اور گرم ہوتے وقت پاکیزگی اور صفائی کے واسطے اُسمیں بیری[1] کے پتے اور خطمی کے پھول ڈالدیے پھر مُردے کے نہلانے کی تجویز کرکے ایک علحدہ مقام میں لنبا سا گڑھا کھودا تاکہ اُسکے غسل کا پانی سب طرف نہ پھیلے اور وہیں گڑھے میں اکٹھا ہو جائے اسکے بعد ایک لنبا تختہ خوب دھوکر اور تین دفعہ خوشبو دیکر اُس گڑھے پر بچھایا اور مردے کو لاکر اُسپر چت لٹایا پھر اُسکے عزیزوں اور رشتہ داروں نے مذہب اسلام کی شرطوں کے موافق نہلایا اور غسل دینے میں تین دفعہ دائیں طرف سے پھر بائیں طرف سے اُسکے اُوپر پانی بہایا ادھر تو اُسکے نہلانے دھلانے کا سامان ہو رہا تھا اُدھر ایک بڑی چارپائی منگوا کر اُسکے اُوپر نیا بوریا بچھایا اور سفید کپڑے کا بہت عمدہ کفن تیار کرایا کفن میں یہ تین کپڑے تھے لفافہ ازار اور قمیص لفافہ اور ازار صرف دو چادریں تھیں اور قمیص جسے خاص مُردے کی نسبت کفنی بھی کہتے ہیں لنبے کُرتے کے طور پر ایک کپڑا بیچ میں سے چاک کیا ہوا تھا جب چارپائی پر بوریا بچھا چکے تو اُسکے اوپر لفافہ اور پھر ازار بچھائی اور پھر چاک کی ہوئی جگہہ تک کفنی پھیلائی اور باقی موڑ کر سرہانے کیطرف رکھدی جب مُردے کو اچھی طرح نہلا دھلا چکے تو اُسکے بدن کو کپڑے سے پونچھا اور صندل اور کافور پیسکر اُسکی پیشانی ہاتھوں۔ گھٹنوں اور دونو پانو کو یعنی اُن عضا کو جو سجدے میں زمین پر ٹکتے ہیں لگا دیا اور یہی خوشبو کفن کے کپڑوں میں بھی چھڑک دی چارپائی پر کفن جن ہی رکھا تھا اُسپر مُردے کو لاکر لٹا دیا اور کفنی کے چاک میں سے اُسکا سر نکالکر باقی کفنی کو جو مُڑی ہوئی اُسکے سرہانے رکھی تھی اُسکے اُوپر پھیلا دیا اِسکے بعد ازار اور پھر لفافے کو لپیٹ دیا۔ سر۔ کمر اور پانو کے پاس تنگے[2] کپڑے کی دھجیوں سے تین بند باندھ دیے تاکہ کفن ہوا سے نہ اُڑے کفن جو مرد کے ساتھ قبر

[1] اگر اشنان جو ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے ملجائے تو پانی میں اُسکا ڈالنا بہتر ہے ورنہ بیری کے پتے ڈالدینے چاہئیں اور جو وہ بھی نہوں تو صرف پانی ہی کافی ہے ۱۲ جو لوگ آپ مُردے کو نہلانا نہیں جانتے وہ اِس امر کے واقف کار کو بلا لیتے ہیں ۱۲

[2] عورت کے کفن میں مرد کے کفن سے دو کپڑے زیادہ ہوتے ہیں ایک تو دامنی جو سر پر اُڑھائی جاتی ہے اور جسمیں بال پیٹکر دونو طرف رکھے جاتے ہیں دوسرے سینہ بند جو بغل سے زانو تک ہوتا ہے ۱۲

میں جاتا ہے وہاں ہی تین کپڑوں کفنا ہوتا ہے مگر اس ہیئت کی پوشش کے لیے ایک بڑی لمبی چادر
جو مردے کو چارپائی سمیت اچھی طرح ڈھانک لے اسکے اوپر ڈال دی اور اڑنے اور سرکنے
کی اندیشے سے اس کے چاروں کونے چارپائی کے چاروں پایوں سے باندھ دیے اور
پھر عود کی بتی روشن کر کے سب طرف سے خوشبو دیدی ٭

ناصرالدین کے رشتہ دار اور شہر کے بعض رئیس باہر دیوانخانے میں بیٹھے ہی ہوئے تھے جنازہ اپنے
کندھوں پر اٹھا کر قبرستان کیطرف لیچلے شہر میں سے اور بھی مسلمان ثواب کے خیال سے جنازے
کے ساتھ ہوئے اور نوبت بنوبت کندھا دیتے گئے جنازے کا سرہانا آگے کیطرف اور پائنتی پیچھے
کیطرف تھے سب آدمی کلمہ پڑھتے ہوئے موت کو یاد کرتے ہوئے اسکے پیچھے پیچھے معتدل
رفتار سے چلے جاتے تھے جنگل میں ایک اچھا صاف سا مقام دیکھکر جنازے کی نماز کے واسطے
ٹھیرے وہاں کسی کوئیں پر لوگوں نے وضو کیا پھر جنازے کا سر شمال اور پاؤں جنوب کیطرف
رکھکر سب لوگ صفیں باندھکر نماز کیواسطے کھڑے ہو گئے ناصرالدین کے بیٹے جمیل الدین کو جو ولی تھا
امام بنایا اسنے جنازے کی نماز پڑھائی اور اس نماز میں چار تکبیریں کہیں پہلی تکبیر کے بعد
خدا کی پاکی اور صفت وثنا اور دوسری تکبیر کے بعد درود اور تیسری تکبیر کے بعد مغفرت
اور ایمان کی دعا پڑھی اور چوتھی تکبیر کے پیچھے دائیں بائیں سلام کہکر نماز تمام کر دی جب
نماز سے فارغ ہو چکے تو جمیل الدین نے اذن عام پکار دیا اسوقت کچھ لوگ رخصت ہو گئے
اور باقی قبرستان میں جنازے کے ساتھ گئے وہاں پہلے ہی سے قبر تیار ہو چکی تھی اور بشکل مستطیل
جو کھوتی کھدی ہوئی تھی اسکا طول شمالی اور جنوبی اور عرض مشرقی اور مغربی سمت
میں تھا اور مغرب کیطرف مردے کے رکھنے کے واسطے ایک لحد بنی ہوئی تھی

٭ اس سمت سے وہ خط مراد ہے جسپر سمت قبلہ عمود ہوا ٭ امامت کا حق اول بادشاہ کا ہے اگر وہ نہو تو قاضی کا اسکے بعد
قبیلہ کے امام کا پھر ولی کا اور ولی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں جو بلحاظ میراث کے مردے سے زیادہ تر قریب رشتہ
رکھتا ہو ٭ یہاں بھی شمالی اور جنوبی سمت سے وہ سمت سمجھنی چاہیے جسپر سمت قبلہ عمود ہوا اور مشرقی اور مغربی سمت کہ
سمت قبلہ مراد ہے ٭ قبر کے پہلو میں جو مردے کے رکھنے کے واسطے اور جگہہ بناتے ہیں اسے لحد کہتے ہیں یہاں
لحد صرف تحت زمین میں کھود دی جاتی ہے ٭

وہاں لیجا کے جنازے کو قبر کے پاس رکھدیا پھر اسکو اوپر کی چادر اٹھائی اور مُردے کو قبلے کیطرف سے قبر میں اُتار کر لحد میں داخل کیا اور اُسکا چہرہ ذرا قبلے کیطرف مائل کیا اسکے بعد گورکنوں سے قبر کو پٹوادیا اور اُسکی صورت مسنّم بنوا کر وہاں پانی چھڑکوا دیا کہ قبر کی مٹی بالکل جم جائے ہوا کے اثر سے اُڑنے نپائے اچھی طرح تھم جائے +

جب اِن کاموں سے فارغ ہو چکے تو سب نے فاتحہ پڑھی اور نوکروں نے اناج روٹیاں اور نقدی جو پہلے سے ہاتھوں پر اپنے ساتھ لیتے گئے تھے مسکینوں اور فقیروں کو تقسیم کی اِن لوگوں کا وہاں جمگھٹا لگا ہوا تھا سب راضی اور خوش ہو گئے دعائیں دیتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے +

مردے کو دفن کر کے سب لوگوں نے گھر آنے کا ارادہ کیا بعید رشتہ دار اور شہر کے بعض رئیس ستی ہی سے جمیل الدین اور سیف الدین سے اجازت لیکر رخصت ہو گئے اور باقی عزیز و اقربا ناصر الدین کے گھر آئے کھانا پکا پکایا بعض رشتہ داروں کے یہاں سے وہاں آگیا تھا سب نے ملکر کھالیا +

تیسرے دن صبح کے وقت اکثر رشتہ دار اور شہر کے بہت سے امیر و رئیس ذاتی مکان میں جمع ہوئے اور بہت سے مسکین اور فقیر لوگ بھی آئے قرآن کے تیسوں سپارے جنکی جلدیں علحدہ علحدہ بندھی ہوئی تھیں وہاں بیچ میں رکھے ہوئے تھے ہر ایک نے وہاں سے لیکر ایک ایک دو دو سپارے پڑھے اور تھوڑی دیر میں کئی قرآن ختم ہو گئے اور دو تین لاکھ دفعہ کلمہ پڑھا گیا جب فاتحہ ہو چکی تو لوگوں نے جمیل الدین کے آگے اسکے باپ کی تعزیت کی اور اُسے صبر و شکر کرنے اور خدا کی رضا پر راضی رہنے کی نصیحت کی آجکے دن بہت اہتمام سے کھانا پکا تھا مسکینوں اور فقیروں کو بھی تقسیم کرایا گیا عزیزوں اور قریبیوں کو بھی کھلایا گیا تھوڑی دیر بعد سب لوگ رخصت ہو کر چلے گئے کنبے کی عورتیں کچھ تو ناصر الدین کے گھر رہیں اور کچھ اگلے دن سواریوں میں بیٹھکر اسکے گھر گئی تھیں اُنمیں سے اکثر آج ہی اپنے اپنے گھر چلی آئیں اور کچھ رہ بھی گئیں +

اسکے بعد چند روز تک اُٹھ رہی رشتہ دار اور دوست آشنا تعزیت کو وہاں آیا کیے باہر مردانے میں انکا

* یعنی اُن مٹ گی گو ان کی سی ۲۱۲ سپارہ مختصر ہے لفظ سی پارہ کا اور سی پارہ قرآن کے تیسوں حصوں میں سے ہر ایک حصے کو کہتے ہیں

میں جمیل الدین اور فیض الدین اور اندر زنانے میں فضل الدین کی بیوی نجم النسا بیگم اور دونو لڑکیاں مہمانوں کی خاطرداری کرتی رہیں اور علاوہ اسکے جمیل الدین اور اُسکی بہن جہان آرا بیگم دونو اپنے باپ کے مال میں سے غریبوں اور فقیروں کو بہت سا کچھ تقسیم کرتے رہے +

ناصرالدین کے مرنے کے بعد جہان آرا بیگم اور گیتی آرا اپنی چچی نجم النسا کے پاس رہیں اور وہ اُن دونو سے بہت محبت کرتی رہی جمیل الدین باہر مردانے مکان میں رہتا اور مولوی فخرالدین سے جو فارسی اور عربی میں ایک مسلّم اُستاد اور معقول و منقول میں فاضل بےبدل تھا علم تحصیل کرتا رہتا اور پڑھنے لکھنے میں بہت توجہ کرتا کبھی ضرورت کے وقت پردہ کرا کے اپنی چچی سے ملنے کو چلا جاتا ورنہ ہمیشہ اپنے اُستاد کی خدمت میں حاضر رہتا اور فخرالدین کی فرمانبرداری اپنے دین کے فخر کا باعث سمجھتا +

جب ناصرالدین کو مرے ہوئے ایک برس کا عرصہ گزر گیا تو جہان آرا بیگم کی خالہ[1] زاد بہن مریم کا ہدیہ[2] اور اُسکے بھائی رحمٰن بخش کی بسم اللہ[3] قرار پائی جہان آرا کی خالہ نے سب عورتوں کو بلا بھیجا اور اُسے بھی اپنے گھر میں بلایا ساری عورتیں نفیس نفیس پوشاکیں اور عمدہ عمدہ زیور پہنکر پردہ دار سواریوں میں بیٹھکر اُسکے گھر گئیں اور اپنی اپنی ماماؤں اور نوکروں کو بھی ساتھ لیتی گئیں ہرچند جہان آرا کے دل سے باپ کا غم دور نہوا تھا اور وہ نا کتخدا[4] بھی تھی شرم و لحاظ غالب تھا ہر جگہ جانا نامناسب تھا مگر ایسے پاس کے رشتہ میں اُسکی چچی ہرگز انکار نہ کرسکی اور اپنے ساتھ لے گئی جہان آرا نے پردہ دار پالکی میں سے اُترتے ہی اپنی خالہ کو بڑی تعظیم و تکریم سے سلام کیا بہت ادب قاعدے سے کلام کیا اُس نے اُسے گلے سے لگایا اور محبت سے اپنے پاس بٹھایا پھر وہ اپنی چچی کے اشارے سے اُٹھکر مہمانوں سے علٰحدہ چپکی ایک کونے میں جا بیٹھی اور اُسکی دَدا[5] گلاب بھی اُسکے ساتھ رہی اس عرصہ میں وہی لڑکی مریم جسکا ہدیہ ہونیوالا تھا اُسکے پاس آئی اور آتے ہی

---

[1] خالہ عربی میں ماں کی بہن کو کہتے ہیں ۱۲ [2] ہدیہ اصطلاح میں قرآن کو ختم کرنیکی تقریب کو کہتے ہیں ۱۲ [3] بسم اللہ اصطلاح میں وہ تقریب کہلاتی ہے جسمیں بچہ پہلے پہل پڑھنا شروع کرتا ہے ۱۲ [4] کدخدا اور کتخدا دونو درست ہیں اور اسکے لغوی معنی صاحب خانہ ہیں اور اصطلاح میں بیاہے ہوئے آدمی کو کہتے ہیں ۱۲ [5] یہ لفظ دوہی اور اصل میں ترکی ہے اُس عورت کو کہتے ہیں جو بچہ پالنے کے واسطے نوکر رکھی جاتی ہے ۱۲

جہاں آرا بیگم کو سلام کیا جہان آرا نے اُسے اپنے پاس بٹھالیا اور اُسکے پڑھنے کا حال پوچھتی رہی مریم نے خوش آوازی سے اُسکو قرآن کا ایک رکوع[1] سنایا جہان آرا بہت خوش ہوئی اور بولی غ بُوا تم بڑی ذہین ہو تم نے اتنی سی عمر میں قرآن شریف ختم کرلیا عجب نہیں ہو کہ تم جلدی سے فارسی کی بھی کچھ کتابیں پڑھ لو م یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ رحمٰن بخش جو چار برس کا تھا وہاں آگیا اور سلام کرکے جہان آرا کی گود میں ہو بیٹھا جہان آرا نے اُسے پیار کیا اور پوچھا غ میاں[2] بھلا بتاؤ تو کیوں جہان جمع ہوئے ہیں اور اپنا سپارہ تو دکھاؤ کہاں ہو ہم نے سُنا ہو تمہارے واسطے لکھاپ[3] کا مجھما یا جزدان سیا گیا ہو م رحمٰن بخش نے اپنی دوا لطیفہ نامی سے کہا غ اچھی دوا میرا سپارہ لائیو میں آپا جان[4] کو دکھاؤں م یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک بیاہی ہوئی لڑکی جسکا نام دل افروز بیگم تھا اُس بچہ کی پیاری پیاری باتیں سُنکر وہاں آبیٹھی اور وہ بھی اُس سے باتیں کرنے لگی رحمٰن بخش گو کم عمر تھا مگر اُسکی بات مزے کی تھی چالاکی سے جواب دیتا تھا دل افروز جہان آرا کو پہلے سے جانتی تھی مگر اُسوقت جان بوجھ کر اُس بچہ سے ہنجانا پوچھنے لگی غ میاں جنکی گود میں تم بیٹھے ہو یہ تمہاری کون ہیں م اُسنے کہا غ تم کیا نہیں جانتی ہو یہ میری آپا جان ہیں م دل افروز نے کہا غ تمہاری آپا جان بڑی غریب ہیں جو ایک کونے میں خاموش بیٹھی ہیں کچھ تم ہی سے باتیں کرتی ہیں ہم سے تو بولتی بھی نہیں م جہان آرا بیگم نے کچھ جواب نہ دیا مگر لطیفہ جو اُن دونو کے تعارف سے واقف نہ تھی جھٹ بول اُٹھی غ بیگم تم اِنہیں نہیں پہچانتیں خدا رکھے[5] جہان آرا بیگم ہیں ابھی اُنکی شادی نہیں ہوئی ہے بات بھی کہیں نہیں ٹھیری ہے اِسلیے شرم و لحاظ سے کونے میں بیٹھی ہیں اِن کے باپ کا انتقال ہوگیا شادی کا ارمان جی کا جی ہی میں رہگیا ہزاروں روپے اُن کی زبان میں تھے بیسے دَوڑ دَوڑ سے تھے اب بھی اللہ تعالٰی نے سب کچھ دے رکھا ہے بلکوں کی بہتیری آمدنی ہے

[1] رکوع اصطلاح میں قرآن کی تھوڑی سی مقرر عبارت کو کہتے ہیں [2] میاں ہندی میں خاوند اور آقا کو کہتے ہیں اور محبت کا بھی ایک لفظ ہو اکثر کلام کر تو وقت ایسے بولتی ہیں [3] لکھاپ فارسی میں ٹیں کو کہتے ہیں یعنی خوب چمکتا ہوا اور اس قسم کا اکثر بچوں کے سامنے بولا کرتے ہیں [4] آپا بڑی بہن کو کہتے ہیں [5] یہ جملہ دعائیہ ہو یعنی خدا انہیں زندہ رکھے

ہر چیز موجود ہی مگر خدا جلدی سی اُن کے بیاہ کا دِن دکھائے آپکی مراد کے موافق شادی ہو جائے
م جہاں آرا جو پہلی ہی دل افروز کے آنے سی شرما گئی تھی لطیفہ کی یہ باتیں سُنکر اور بھی لحاظ کرنے لگی
یہ دیکھکر دل افروز بولی س غ بُوا تم مجھ سے اتنی کیوں شرماتی ہو میں تو کوئی غیر نہیں ہوں ہمیشہ
تمہارے گھر والوں سے ملتی رہتی ہوں دیکھو تمہارے اباجان مجھے کیسا پیار کیا کرتے تھے اپنے
ہاں کی لڑکیوں سے کچھ کم نہ چاہتے تھے اب تمہاری چچی بھی جنکو میں خالہ جان کہتی ہوں مجھ سے
بہت محبت رکھتی ہیں کیا بتاؤں کیسی اُلفت کرتی ہیں م جب دل افروز نے جہاں آرا سے
اِس قسم کی باتیں کیں تو اُس نے بھی خیال کیا کہ یہ میرے سارے گھر سے واقف ہے اور یہ سمجھکر
اُس سے کچھ گفتگو کی اور بولی س غ بُوا جب سے اباجان مرحوم کا انتقال ہوا ہے مجھے اُنکا بہت غم و الم
رہتا ہے اُنکی محبت کا خیال آتا ہے تو چھاتی پر سانپ سا لوٹ جاتا ہے پھر دل کو سمجھاتی ہوں کہ دنیا ناپائدار
ہے خدا کی ذات کے سوا کسیکو بقا نہیں خیر صبر کرتی ہوں جو گزرتی ہے دل ہی پر گزرتی ہے م
دل افروز نے کہا س غ بُوا صبر عجب چیز ہے تم اپنے دل کو بہلایا کرو آؤ چلو صحن میں پھرو اسطرح کیوں
گھسی بیٹھی ہو ذرا باہر نکلو +

م اِس عرصہ میں کھانے کا وقت آگیا پُر تکلف دسترخوان چنا گیا کھانا رکھا گیا سب نے ملکر کھایا پھر
دسترخوان بڑھایا اِسکے بعد چلمچی آفتابہ لاکر مہمانوں کے ہاتھ دُھلائے پان بنے ہوئے رکھے تھے سب کو کھلائے
جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو عورتوں نے وضو کرکے نماز پڑھی پھر ہدیہ کی تیاری ہونے لگی مریم کو نہلا
دُھلا کر بہت نفیس پوشاک اور عمدہ عمدہ زیور پہنائے دالان میں پہلے ہی سے اچھا فرش بچھا ہوا تھا
قرینے سے تکیے لگے ہوئے تھے وہاں صدر جگہ مسند پر مریم کو لا بٹھایا اتنے میں عصر کی نماز کا وقت
ہو گیا مریم اور اَور لڑکیوں اور بڑی عورتوں نے نماز پڑھی پھر بہت شایستگی سے سب کی سب تکیوں
سے لگ کر بیٹھ گئیں بیچ میں دو کشتیاں رکھی گئیں ایک میں مریم کی اُستانی کا بہت عمدہ جوڑا اور دوسری
میں اُسکی نذر دینے کے لیے سو روپے نقد رکھے ہوئے تھے علاوہ اسکے اسی جگہ مٹھائی کے بھی بہت سے

لہ چھاتی پر سانپ سا لوٹنا نہایت اضطراب اور غم سے کنایہ ہے ۱۲ لہ یہ لفظ ترکی ہے اور اصل میں اسکا صحیح تلفظ با خوفا کی سے ہے مگر عوام چلمچی بولتے ہیں اور بعض آدمی جو سیلابچی کہتے ہیں یہ تحلف سے خالی نہیں ۱۲

خوان چنو ہوئے تھے اُستانی جو مریم کے گھر ہی میں رہتی تھی بہت تعظیم وتکریم سے لائی گئی اور صدر
مجلس میں مسند پر مریم کے پاس بٹھائی گئی اسنے آتے ہی نظم میں کچھ دعا پڑھی اور دعا کے ہر شعر پر سب لڑکیوں
نے جو مریم کی ہم عمر تھیں بلند آوازی سے آمین کہی جب دعا ختم ہو چکی تو مریم نے کھڑی ہو کر پہلے اُستانی کو اور
پھر سب عورتوں کو بہت ادب سے سلام کیا ساری مجلس میں اپنا نام کیا اسکے بعد مریم کی ماکو سبنے مبارکباد دی اُ
اُسی وقت دو نو کشتیوں پر سے کشتی پوش اُتار کر جوڑا اور سو روپے نذر کے طور پر اُستانی کے روبرو پیش کیے
اور کہا غ میں آپکا حق کسیطرح نہیں ادا کر سکتی اسے قبول فرمائیے م اُستانی نے کچھ تامل کے بعد دونو
چیزیں لیں اور لڑکی کو بہت سی دعائیں دیں پھر نجم النسا جہاں آرا اور دل افروز نے مریم کے ہاتھ میں پانچ پانچ
روپے دیے اور اَور عورتوں نے بھی اپنے اپنے رشتے اور مقدور کے موافق یہی ڈھنگ برتا پھر خوانوں
کے خوان پوش اُتارے گئے اور بلوریں تشتریوں میں شیرینی تقسیم ہوئی گھر میں عورتوں کو دیگئی اور باہر دیوانخانے
میں جو بعض عزیز بیٹھے تھے اُنہیں بھی بھیجی گئی اتنے میں مغرب کا وقت آگیا سبنے نماز ادا کی اور تھوڑی دیر
بعد کھانا کھایا پھر عشا کی نماز پڑھکر بڑی رات گئے سونے کی تیاری کی پلنگ ڈالا تو تھے بچھے ہی ہوئے تھے
اپنے اپنے ٹھکانے سے جالیٹیں جہاں آرا اپنے پلنگ پر سو رہی اور اُسکے پاس اُسکی دوا گلاب بھی ایک
چارپائی بچھا کر لیٹ رہی پچھلی رات کو کچھ عورتیں جاگیں اور وضو کر کے تہجد کی نماز اور وظیفہ پڑھتی رہیں
صبح بہت سویرے ہی باقی عورتیں بھی اُٹھیں سبنے وضو کیا نماز ادا کی بہت دیر تک وظیفہ پڑھا خدا
کی درگاہ میں دعا کی +

تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ دل افروز کے گھر سے اُسکا نوکر نور خان آیا اُس نے اندر اطلاع
کرا کے دل افروز کی دوا سوسن کو بلایا اُسکی آواز سنتے ہی وہ گھبرائی اور جھٹ ڈیوڑھی پر آئی نور خان بولا
غ میں ایک خوشخبری لایا ہوں بیگم صاحب سے کہدو ابھی حضور کے بھائی صاحب آئے ہیں جلدی سے آپکو بلایا ہے
گھوڑے پر سے اُترتے ہی مجھے ادھر بھیجا ہے آپ نوکروں چاکروں سے اسباب اُتروا رہے ہیں +

م یہ شخص محمد یوسف نامی ایک بڑا لائق اور نوعمر جوان تھا اور اپنے سب رشتہ داروں کے ساتھ
دلی ہی میں رہتا تھا مگر سرکاری نوکری کے سبب سے چار برس سے باہر گیا ہوا تھا اور سرکار انگریزی کو

اپنی سرکار گزاری اور لیاقت دکھا کر چھوٹی ہی عمر میں رسالہ کا جمعدار ہو گیا تھا محمد یوسف اور اسکے عزیز و اقربا ذات کے سید اور بہت عزت دار آدمی تھے اسکا باپ محمد یعقوب پہلے انگریزوں کے ہاں رسالدار بہادر تھا اور سکھوں کی لڑائی میں لاہور پر بہت بہادری اور ثابت قدمی سے لڑا تھا مگر اب اُسنے پنشن لے لی تھی اور بہت اچھی طرح فراغبالی سے زندگی بسر کرتا تھا انگریز اُسکی بہت توقیر کرتے تھے اور اُسی کے سبب سے سرکار انگریزی میں اُسکے بیٹے کی بھی بڑی عزت تھی ۔

جب دل افروز نے سوسن کی زبانی اپنے بھائی کے آنیکا حال سنا تو وہ بہت خوش ہوئی اور اُسکو اُس سے ملنے کا ایسا اشتیاق ہوا کہ یکا یک جہاں آرا سے کہنے لگی غ تو پیاری خدا حافظ اب میں پھر گھر جاؤنگی اور بھائی سے ملونگی م جہاں آرا کی دد ا گلاب جو وہیں بیٹھی تھی بولی غ بیگم ایسی کیوں گھبراتی ہو خدا تعالے نے تمہارے بھائی کو بھیج دیا اب بھی سمجھا کر مل لینا آج لڑکے کی بسم اللہ ہونیکو ہے ساری جہات ٹھیر گئے ہیں تمہارا رہنا بھی ضرور ہے بیٹی تمہارا اور اُنکی خالہ کا ایسا معاملہ نہیں ہے کہ تم بسم اللہ کا انتظار نکرو اور ابھی چلی جاؤ م دل افروز نے کہا غ دد ا اگر مجھے بھائی کے آنیکی خبر ہوتی تو کچھ مضایقہ نہ تھا میں ٹھیر جاتی مگر اس خوشخبری کے سننے کے بعد تو مجھ سے نہیں رہا جاتا یہی جی چاہتا ہے کہ ابھی بھائی سے جا کر ملوں م اتنے میں چمن بخش کی دد ا لطیفہ بولی غ بیگم تمہارے بھائی ایسے کہاں گئے ہوئے تھے جو تم اُنکے آنیکی خبر سنتے ہی گھبرائیں اور چلنے کو تیار ہو گئیں م دل افروز نے لطیفہ کیطرف مخاطب ہو کر اپنے بھائی کا حال بیان کرنا شروع کیا اور کہا غ دد ا یہ میرا چھوٹا بھائی ہے مجھے اس سے بہت محبت ہے اور وہ بھی مجھ سے ایسی الفت کرتا ہے کہ کیا بیان کروں چشم بد دور صورت شکل والا ہے اور اتنی سی عمر میں ایسی بہادری کے کام کرتا ہے جنکے سننے سے تعجب آتا ہے وردی کے کپڑے اُسپر لاکھ لاکھ زیب دیتے ہیں اور سفید پوشاک کو تو خود اُسی سے رونق ہو جاتی ہے ۔

م یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں دل افروز کے بھائی نے اپنے دوسرے آدمی کے

۱؎ نشانات لینے سے اشارہ ہے اور آگاہی کا بھی کلمہ ہو الخ یہاں بحث کے طور پر اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے ۔

ساتھ پالکی بھیجی اور بلانے کی تاکید کی دل افروز فوراً جانیکے واسطے کھڑی ہوگئی اور رخصت ہونیکو ادہر ادہر
سب سے ملنے لگی اُسوقت مریم کی ماں دل افروز کے پاس آکر کہا ع بیٹی تمہاری مزاج میں بڑی جلدی ہے
بھلا کوئی مہمان بے کھائے بھی کسیکے گھر سے جاتا ہے بھائی کی بسم اللہ کا انتظار نہیں کرتیں تو کھانا تو کھاتی
جاؤ تیار ہے دسترخوان بچھتا ہے م یہہ سنکر وہ تھوڑی دیر ٹھہری رہی پھر کھانا کھاکر اپنے گھر روانہ ہوئی اور
تو وہ جاکر اپنے بھائی سے ملی ادھر بسم اللہ کی تیاری ہوتی رہی عزیز و اقربا اور شہر کے امیروں اور رئیسوں کے
لیے پہلے ہی سے رقعے بھیجے گئے تھے عصر کی نماز پڑھتے ہی سب لوگ آئے اور مردانے مکانمیں تکیوں سے لگاکر
قرینے سے ہو بیٹھے رحمن بخش کو نہلا دھلا بہت عمدہ پوشاک پہنائی اور ایک شخص اُسکو گود میں اُٹھاکر باہر لایا
اور صدر مقام میں اُسکو تکیے سے لگاکر مسند پر بٹھایا اُستاد جنسے بسم اللہ پڑھوانی منظور تھی وہاں آئی اور انہیں
سب لوگ اعزاز و اکرام سے صدر مجلس میں لائے پاس کے رشتہ دار بھی اُسوقت مسند کے پاس آ بیٹھے
رحمن بخش کے پاس ایک کمخاب کا جزدان تھا اور اُسمیں *سرخ طلائی کاغذ پر بسم اللہ اور سورہ علق
لکھی ہوئی تھی اُستاد نے جزدان میں سے کاغذ نکالکر ایک تکیے پر رحمن بخش کے آگے رکھا
شیرینی کے خوان پہلے ہی سے وہاں موجود تھے اُنمیں سے ایک خوان اُسکے آگے سرکاکر
کہا ع اگر تم پڑھ لوگے تو جتنی مٹھائی چاہنا آپ لینا اور جتنی چاہنا اور لڑکوں کو دیدینا م
پھر اُستاد جو جو اپنے منہہ سے بولتا گیا لڑکا جلدی جلدی پڑھتا گیا اسکے بعد اُستاد
اور ساری مجلس کے لوگوں نے دعا کی اور پھر سبنے مبارکباد دی اُستاد کو ایک
اشرفی سات روپے اور بھاری جوڑا دیا گیا اور آیندہ بھی ہر موقع پر اُسکے حق کا بہت خیال
کیا گیا اسکے بعد لوگوں نے رحمن بخش کے ہاتھ میں کچھ روپے دیے پھر مردانے اور زنانے میں
شیرینی تقسیم کی گئی لڑکے کی ماکو بھی بہت بہت مبارکباد دیگئی جب شام ہوئی تو سب مردوں نے
باہر کھانا تناول کیا اور بہت اچھی خوشبودار گلوریاں جو منہہ صاف کرنے کے

* سرخ طلائی کاغذ صرف بچے کو خوش ہونیکے واسطے لکھا جاتا ہے ۱۲ منہ اہل اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن کی پہلی سورت
پہلے پہل نازل ہوئی تھی اور اسکا ذکر پانچویں باب کی پہلی فصل میں حضرت محمد کے بیان میں گزر چکا ہے ۱۲

واسطے تیار ہو کر آئی تھیں کھاکر رخصت ہوئے دوسرے روز عورتیں بھی سواریوں میں بیٹھ بیٹھکر اپنے اپنے گھر چلی گئیں جو لوگ اس تقریب میں نہیں آسکے تھے دستور کے موافق اُنکے حصّے خوانوں میں چنوائے گئے اور اُنکے گھر بھجوائے گئے ❖

اِسکے بعد دل افروز کو جہاں آرا کی ایسی محبت ہوگئی کہ وہ ہفتہ تیسرے چوتھے دن اُسکی خبر کیواسطے اپنا آدمی بھیجتی رہتی اور اُسکی چچی نجم النسا کے مزاج کی کیفیت بھی دریافت کرتی رہی ایک روز اُسکے آدمی نے آکر کہا ؏ حضور میں ڈیوڑھی پر گیا تھا ماما نے کہا بیگم صاحب آرام کرتی ہیں آج اُنکی طبیعت کچھ ماندی ہے میں جگا نہیں سکتی ؎ دل افروز یہ بات سنکر بہت فکرمند ہوئی اور دوسرے روز صبح ہی سواری میں بیٹھکر عیادت کیواسطے جہاں آرا کے گھر گئی اُترتے ہی نجم النسا کو سلام کیا اور گیتی آرا بیگم سے بھی ملی نجم النسا نے اُسے گلے سے لگایا اور جہاں آرا کے پاس لیگئی جہاں آرا ایک پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اور گلاب اُسکے پاس بیٹھی ہوئی رومال ہلا رہی تھی دل افروز نے جہاں آرا سے پوچھا ؏ بوا تمہاری طبیعت کچھ علیل ہے مجھ سے تو کہو کیا حال ہے جسوقت سے میں نے یہ خبر سنی ہے اُسی وقت سے دلکو ایسی بیقراری ہوئی ہے کہ کیا بیان کروں خیر رات تو جس طرح ہو سکا گزاری مگر صبح کو نہ رہ سکی آپ ہی تمہارے پاس آئی بارے تمہیں بھی ہوش و حواس میں دیکھا دم میں دم آیا اب تم اپنا مفصل حال بیان کرو جو اچھی طرح میرا اطمینان ہو ؎ جہاں آرا نے اپنے مزاج کی کیفیت اُسکے روبرو بیان کی اور کہا ؏ بوا مجھے دو روز سے اعضا شکنی اور بخار تھا درد سر بھی شدت سے تھا اب بخار کو افاقہ ہے درد سر بھی کم ہے حکیم جی آئے تھے نسخہ بیچ کو دیکھ گئے تھے دوائیں اچھی ہیں اور خدا کی عنایت سے مجھے موافق بھی ہیں ؎ یہ کہکر اپنی دوا کا نسخہ منگایا اور دل افروز کو پڑھکر سنایا دل افروز نے وہ نسخہ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُسکی دواؤں کو دیکھکر پسند کیا اتنے میں کھانے کا وقت آیا دسترخوان بچھاکر سب نے کھانا کھایا دل افروز کی تیاری اُسکی دوا اپنے ساتھ لیتی آئی تھی مگر یہاں نجم النسا ہی کے پاندان میں سے اُسے گلوریاں دی گئیں اور مہمان نوازی کی

ساری رسمیں پوری کی گئیں جب تھوڑا سا دن باقی رہ گیا تو دل افروز نے نجم النسا سے گھر جانیکی اجازت
مانگی اور جہاں آرا سے جاکر کہا کہ لو بوا خدا حافظ اب تو میں جاتی ہوں خدا چاہے تو عنقریب ملاقات ہوگی تمہاری
چچی کے ہاں لڑکا بالا پیدا ہونیوالا ہے بھلا وہ مجھے کا ہے کو چھوڑینگی ضرور بلاینگی غرض اس گفتگو کے بعد سوار ہوکر
اپنے گھر چلی گئی مگر اب بھی بدستور اپنا آدمی اُسکی خبر کیواسطے بھیجتی رہی اور جہانتک ہوسکا اُس سے
اور اُسکی چچی سے ملاقات بڑھانے میں کوشش کرتی رہی +

چند روز کے بعد رمضان کا مہینا آیا اور دل افروز بیگم کی چھوٹی بہن قمر زمانی کا جو سات برس کی تھی روزہ
قرار پایا ان لڑکیوں کی ماں پہلے ہی مرگئی تھی اس سبب سے قمر زمانی کے روزہ رکھنے کا بلاوا اُسکی بڑی بہن دل افروز
کیطرف سے ہوگیا اُس نے کنبے کی سب عورتوں کو بلا بھیجا نجم النسا گیتی آرا اور جہاں آرا کو بھی کہلا بھیجا ایسے دعوت
کے رشتہ میں کنواری لڑکیوں کا جانا کب مناسب تھا وہاں صرف نجم النسا بیگم کا ہونا واجب تھا آخر وہ خود ہی پالکی
میں سوار ہوکر چلی گئی اور ایک ماما کو بھی اپنے ساتھ لیتی گئی دل افروز اُسکے جانے سے بہت خوش ہوئی اور بڑی تعظیم
سے دروازہ کے پاس سے اُترواکر دالان میں لیگئی وہاں بہت سے مہمان جمع تھے سب کے سب نجم النسا سے ملے اتنے میں
قمر زمانی بھی آئی اور اُسنے بہت ادب سے سلام کیا نجم النسا نے دعا دیکر اُسے اپنے پاس بٹھالیا اور کہا غرض بوا
آج تم روزے سے ہو بتاؤ تو تمنے کیا سحری[1] کھائی تھی اور اب روزہ کھولنے کی کیا کیا تیاریاں ہو رہی ہیں غرض وہ لڑکی
اُسے جواب دیتی رہی جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو اُستانی نے آکر اُسے وضو کرایا اور پہلے نماز پڑھوائی
نماز کے ختم ہونے کے بعد سب نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکی کو نیک ہدایت دے عبادت اور نیک نیتی
کیطرف مائل رکھے جھوٹ اور خیانت سے بچائے رکھے اور اسوقت سے ہمیشہ نماز کی اُسپر تاکید رہی ٭

جب آفتاب غروب ہونیکو ہوا اور روزہ کھولنے کا وقت قریب آیا تو افطاری[2] کی تیاری
ہونے لگی پن بھتا فالودہ اور طرح طرح کے لذیذ شربت بنائے گئے فصل کی تازی ترکاریاں

[1] سحری اُس کھانیکو کہتے ہیں جو مسلمان لوگ پچھلی رات کو کھاکر دن کو روزہ رکھتے ہیں اور اُسے سحرگہی بھی بولتے ہیں
[2] افطار کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں اور افطاری اصطلاح میں اُن چیزوں کو کہتے ہیں جو روزہ کھولتے
ہی کھانا کھانے سے پہلے تناول کیجاتی ہیں ٭٭

خاصے کھونی تنعشا لوا ورا اوراسی قسم کی چیزیں قرینے سے لگائی گئیں نمک مرچ چھڑکی ہوئی نیبو نچوڑی ہوئی چٹ پٹی دالیں بلوریں تشتریوں میں رکھی گئیں مغرب کی اذان ہونے سے پہلے ہی سب چیزیں تیار کرکے دیوانخانے میں جہاں مرد اکٹھے تھے بھجوا دیں اور گھر میں بھی ہر ایک مہمان کے آگے رکھوا دیں روزہ کھولنے کا وقت قریب آ ہی گیا تھا ساری روزہ دار دعائیں مانگنے لگے قمر زمانی نے بھی خدا کی درگاہ میں رجوع کرائی اور اس سے نیک باتوں کی دعا منگوائی سب عورتوں نے آفتاب کے غروب ہوتے ہی قمر زمانی کا روزہ کھلوایا اور فوراً آپ بھی افطار کیا پھر مردوں نے باہر اور عورتوں نے اندر افطاری تناول کی جب مغرب کی نماز سے سب فارغ ہو چکے تو پہلے کھانا فقیروں کو تقسیم کرایا گیا اور پھر مردانے اور زنانے میں جدا جدا دسترخوان بچھایا گیا اُس وقت کے کھانے کا کیا پوچھنا ہے +

ہر قسم کی چیز موجود تھی خاطرداری اور مہمان نوازی کی بھی کچھ کمی نہ تھی سب نے اچھی طرح کھانا کھایا مرد انکو عشا کی نماز اور تراویح پڑھنی مسجد میں جانا تھا اُسی وقت چلے گئے اور عورتیں تھوڑی دیر بعد گھر ہی میں نماز اور تراویح میں مصروف ہوئیں پھر سب نے پچھلی رات کو سحری کھائی اور دوسرے روز بدستور روزہ رکھا اگلے دن سب مہمان رخصت ہوئے اور نجم النسا بیگم بھی اپنے گھر چلی گئی گیتی آرا اور جہاں آرا دونو اُسکی منتظر تھیں اُنہوں نے اپنی چچی کو سلام کیا اور بہت ادب سے ملیں دل افروز نے نجم النسا کی زبانی گیتی آرا اور جہاں آرا کو بہت بہت سلام کہلا بھیجا تھا اسنے آتے ہی سلام کا پیغام ادا کر دیا +

دل افروز کو جہاں آرا کی گفتگو اور خوش اخلاقی اور اُسکی صورت اور سیرت ایسی پسند آئی تھی کہ وہ ہر دم اُسی کو یاد کرتی اور کوئی تدبیر اُسکے ساتھ رہنے کی واسطے نہ نکالتی انجام کار اُسکے دل میں یہ خیال آیا کہ جہاں آرا کی خوبی میں تو کچھ شک نہیں مگر میرا بھائی بھی بہت خوش وضع نیک اطوار اور نو عمر ہے جہاں آرا اسکے لائق ہے اگر دونو کی نسبت قرار پا جائے تو خاندانی اور خوبصورت لڑکی ہمارے ہاں آ جائے بھائی بھی اپنے گھر سے آباد ہو جائے آخر اُس نے

+ اس لفظ کی اصل سنسکرت کی طرف راجع ہے ۱۲

+ اس لفظ کی شرح پانچویں باب کی دوسری فصل میں گزر چکی ہے ۱۲

ایک روز موقع دیکھکر محمد یوسف سے کہا غ بھائی اب تم جوان ہو گئے ہو خدا کی عنایت سے صورت شکل والے ہو
تنہا نہ رہنا چاہیے اپنا گھر آباد کر لینا چاہیے ابا جان کو بھی تمہاری شادی کا بہت خیال ہے اگر تم شادی کر لو
تو وہ بھی نہایت خوش ہونگے م اُس نے جواب دیا غ آپا جان ابھی تو آپ معاف رکھیے اچھی
طرح گزری جاتی ہے آزاد ہوں کسیکا فکر نہیں بیاہ کرونگا طرح طرح کے اندیشوں میں پھنس جاؤنگا م
دل افروز نے کہا غ بھائی خیر ہے کیا کہتے ہو کوئی کسیکے سر پر ہمیشہ نہیں رہتا ایسے میں ابا جان
زندہ ہیں خدا انکو ہمارے سر پر قائم رکھے انکی زندگی میں گھر کی تجویز کر لو دیکھو اچھی بات ہے اور میں جانتی ہوں شادی
تو کرو ہی گے اب نہیں دو برس میں چار برس میں یوں کبتک بیٹھے رہو گے مگر جو بات† میں نے سوچی ہے وہ پھر نہیں
ہاتھ آنیکی ذرا متوجہ ہو کر سنو اور اچھی طرح خیال کرو تو کہوں بھائی تم جانتے ہو ناصر الدین خاں†† اور فیض الدین خاں
کے بزرگوں سے ہمارے بزرگوں کی راہ و رسم اور قرابت چلی آتی ہے دیکھو وہ لوگ کیسے خاندانی ہیں عزت والے
مقدور والے غرض ہر طرح سے اچھے ہیں بزرگوں کی ملاقات کے علاوہ تم بھی تو لڑکوں بالوں سے
واقف ہو باہر دیوانخانے میں جایا کرتے ہو سب سے ملتے رہتے ہو اور عورتوں کو تو خود میں بھی دیکھ چکی ہوں
بس کیا تعریف کروں کچھ کہا نہیں جاتا جو تجویز میں نے سوچی ہے خدا کرے پوری ہو جائے اور وہ لوگ
مان بھی لیں بھائی وہی لڑکی جہاں آرا بیگم جسکی خوبیوں کا ذکر میں گھر میں کرتی رہتی ہوں اُسی کی بات
ہے صورت شکل کی کیا تعریف بیان کروں بس یہ جی چاہتا ہے کہ اُسے بیٹھی دیکھا کروں
رنگ جیسے انار کا دانہ نقشہ بہت درست آنکھیں کٹوراسی ناک ستواں آگے قد کو
دیکھو تو ویسا ہی اچھا بات کرتے وقت منہ سے پھول جھڑتے ہیں اخلاق اور عادتیں سب
خوب سگھڑ ویسی ہی دسوں انگلیاں دسوں چراغ††† اور بھائی تم جو یہ کہتے ہو کہ بیاہ کرنے
سے طرح طرح کے اندیشوں میں پھنس جاؤنگا یہ تمہارا فکر بیجا ہے تم جانتے ہو جو آدمی

† بات اصطلاح میں شادی کے پیام کو کہتے ہیں چنانچہ اکثر بولا کرتے ہیں کہ اُسکی بات آئی ہے اور کبھی نسبت کی جگہ بھی اطلاق
آتا ہے مثلاً اُسکی بات ٹھیر گئی ہے †† لفظ خان پٹھان کی قوم میں اکثر نام کا جز اور کبھی خطابی ذاتی یا موروثی ہوتا ہے اور اگر
قوم نہیں اکثر خطابی ذاتی یا موروثی اور کبھی نام کا جز ہوتا ہے ††† یعنی ہاتھ کی ہر انگلی ہنر کی روشنی سے چراغ کیطرح چمک رہی ہے

آتا ہے اپنا رزق اپنے ساتھ لاتا ہے اللہ تعالیٰ ابا جان کو زندہ اور تندرست رکھے ابھی تو وہ سر پر بیٹھے ہیں تمہیں کیا اندیشہ ہے آگے خود بھی نوکر ہو تنخواہ دار ہو ملکوں کی بہتیری آمدنی ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے خدا کی دی ہوئی ہمہ نعمت موجود ہے کیوں ہراساں ہوتے ہو دیکھو بیبیاں ایسے نچو کنا دیکھا چاہیے وہ بھی منظور کرتے ہیں یا نہیں کچھ ہی ہو پیام تو جائیگا اگر مان لیا تو بہتر ہے نہیں تو ہمارا کیا بگڑتا ہے بہتیری جگہ سے لوگوں کے رقعے پھر جاتے ہیں † محمد یوسف نے جسوقت بہت کی یہ شایستہ تقریر سنی خاموشی کے سوا کچھ بن نہ آیا سر جھکا کر چپکا ہو رہا دل افروز سمجھ گئی کہ بارے میرے کلام نے اسکے دل میں کچھ اثر کیا اور خدا کا شکر بجالائی مگر اب یہ خیال ہوا کہ جہاں آرا بیگم کے ہاں کیونکر پیام بھیجوں فیض الدینخان اور نجم النسا بیگم سے کسطرح اپنا مطلب ظاہر کروں آخر اسکی رائے اس امر پر ٹھہری کہ فیض الدینخاں کے ہاں لڑکا بالا پیدا ہونیوالا ہے ضرور بلاوا آنیوالا ہے جبکہ ہاں جاؤنگی تو خود ہی اسباب کا ذکر چھیڑونگی دل افروز کا باپ محمد یعقوب چند روز سے انبالہ گیا ہوا تھا اُس سے بھی اس امر کا دریافت کرنا ضرور تھا فوراً اسکو تمام حال کی اطلاع دی وہ سنکر نہایت خوش ہوا اور دل افروز کو اس معاملے میں پیام کرنے کی اجازت دی *

تھوڑے عرصے کے بعد فیض الدین کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اسی وقت قریب کی رشتہ دار عورتیں وہاں آکر جمع ہوئیں سب طرف سے مبارکبادی کی آواز آنے لگی دائی کو بہت سا انعام دیا کرتا ٹوپی پہلے ہی سے سیا ہوا رکھا تھا بچے کو نہلا دھلا کر کرتا اُسکے گلے میں ڈالدیا اور ٹوپی سر پر پہنادی پھر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور کچھ شیرینی چبا کر اُسکے تالو کو لگادی پیٹ صاف کرنے کے واسطے کچھ دوائیں مقرر ہوتی ہیں جنکو مرکب کرکے گھٹی کہتے ہیں وہ بھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد بچے کو پلاتے رہے ناتوانی دور ہونے اور دودھ بڑھنے کے لیے حریرے اور شوربے اور اور قوت دار چیزیں زچہ کو کھلاتے رہے دو تین روز تک نجم النسا نے آپ لڑکے کو دودھ پلایا مگر پھر ایک انا کو نوکر

† مسلمانوں کے ہاں دستور ہے کہ جس عورت کے ہاں شادی کا پیام بھیجنا منظور ہوتا ہے وہاں ایک کاغذ جسمیں حسب اور نسب اور حسن و نسب کا ... لکھا جاتا ہے بھجوا دیتے ہیں اور اُسی کو اصطلاح میں رقعہ کہتے ہیں مگر یہ امر کچھ ضروری نہیں ہے ۱۲

رکھکر اس پیسے کام چلایا جب ساتواں دن ہوا تو نجم النسا کی بلاوے کے موافق سب عورتیں سواریوں میں بیٹھکر اُسکے گھر آئیں آجکے دن صبح ہی زچہ اور بچہ کو نہلایا ہر ایک کو بہت عمدہ جوڑا پہنایا اور سب بزرگوں کی صلاح سے لڑکے کا نام عبدالرحمٰن قرار پایا دو بکریاں پہلے ہی سے منگا رکھی تھے اِدھر تو وہ ذبح کیجو گئے اُدھر نائی نے بچّے کے سر پر اُستر پھیرا اور اُسکے بال اُتار سب لوگوں نے لڑکے کو کچھ کچھ روپے دیے اور انا جو اُسے گود میں لیے بیٹھی تھی وہ روپیے اپنے پاس جمع کرتی گئی بکروں کی کھالیں اور بہت سا گوشت فقیروں کو تقسیم کرایا گیا اور کچھ پکا کر لوگوں کو کھلایا گیا بچّے کے بالوں کے ہموزن للّٰہ چاندی دیدی اور اَور بہت سا کچھ مسکینوں کو بانٹا مہمانوں کی بڑی خاطرداری کی اور ہر طرح سے اُنکی خدمتگزاری کی کچھ عزیز و اقربا جو دیوانخانے میں بیٹھے تھے انہیں بھی کھانا کھلا دیا اور کنبے میں سے جو لوگ نہیں آئے تھے اُنکے گھر بھجوا دیا دل افروز بیگم تو آجکے دن کا انتظار ہی کر رہی تھی بہت تجمل سے مہمانوں کے ساتھ آئی اور آتے ہی نجم النسا بیگم سے ملی اور اُسے بیٹے کے پیدا ہونیکی مبارکباد دی نجم النسا بھی اُس سے خوش خلقی سے پیش آئی اور اُسکو اپنے پاس بٹھا کر باتیں کرنے لگی پھر دل افروز نے لڑکے کو پیار کیا اور اُسے پانچ روپے دیے نجم النسا بولی **غ** بیٹی تمہیں یہ تکلیف کرنی کیا ضرور تھی **م** دل افروز نے کہا **غ** خالہ جان آپ کیا فرماتی ہیں میں کس لائق ہوں یہ میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیے ہیں **م** اسکے بعد بچے کو دعائیں دینے لگی **غ** خدا اسے عمر دراز کرے تمہیں اسکے سر پر سلامت رکھے اپنی زندگی میں اسکا بیاہ کرو اسکی خوشیاں دیکھو **م** پھر وہاں سے اُٹھکر اَور مہمانوں کی مجلس میں جا بیٹھی اور اُنسے باتیں کرتی رہی مگر اپنی گفتگو کا موقع دیکھتی رہی ✦

رات کے وقت سب مہمان کھانا کھا کر فارغ ہوئے اور اپنے اپنے پلنگ پر جا سوئے دل افروز زچہ کے پاس آ بیٹھی اور اِس سے اِدھر اُدھر کا ذکر کرنے لگی پھر حرفِ مطلب زبان پر لائی اور ایک اچھی تقریر سے اسکی بنا اُٹھائی **غ** خالہ جان آپکے اور ہمارے بزرگوں کی رسم مدت سے چلی آتی ہے

ؔ بیٹے کے واسطے دو بکرے اور بیٹی کے لیے ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے اور اسے عقیقے کی رسم کہتے ہیں ۔۔

بہت عرصے سے سب لوگ آپسمیں ملتے جلتے رہے ہیں دکھ دردمیں ایک دوسرے کے شریک
رہے ہیں دیکھو تمہارے ابا جان مرحوم کا میرے دادا جان مغفور سے کیسا اخلاص تھا کوئی کام بغیر
آپسکے مشورہ کے نہوتا تھا چھوٹی خالہ جان کی نسبت قرار پانیکے وقت لوگوں نے بہتیرے شبہے
تمہارے ابا جان کے دل میں ڈالے مگر جو میرے دادا صاحب نے اُنسے کہدیا وہی اُنہوں نے
کیا کسیکی نہ سنی اور خدا کی عنایت سے وہ بات سزاوار بھی ہوئی اور اس سے دلوں میں اَور زیادہ
محبت بڑھی پھر میرے چچا جان کے بیٹے کا جو آپکے کنبے میں رشتہ ہوا اس سے سب کا اتحاد
اَور بھی زیادہ ہوگیا اور عورتوں میں بھی ربط پیدا ہوا خیر پہلی باتوں کا کیا ذکر کروں اب بھی ہمارے
ابا جان خالو جان سے کیسی محبت کرتے ہیں اور خالو جان بھی خدا اُنہیں خوش رکھے ہر بات
میں انکا کہنا مانتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں آپکی طرف سے کہونگی اسوقت بھی نہیں
ٹالنے کے م نجم النسا دل افروز کے طرز کلام سے اُسکا مطلب سمجھ گئی مگر اس امر کا زبان پر لانا
مناسب نجانا اور صرف اسیقدر جواب دیا غ ہاں بیٹی ہمارے تمہارے بزرگوں کی ایسی
ہی راہ و رسم تھی اور اب بھی سب میں وہی محبت چلی جاتی ہے م دل افروز بولی غ خالہ جان
کیا اچھی بات ہو جو کوئی ایسا سبب ہو جائے جس سے ہماری اور آپکی راہ و رسم اَور بھی زیادہ
بڑھ جائے م نجم النسا نے کہا غ اب کیا تم کچھ کم جانتی ہو جو آیندہ زیادہ ہونیکی تجویز سوچتی ہو
اب بھی اللہ کی عنایت سے ہمارا تمہارا بہت ربط ہے اور خدا چاہے تو آگے زیادہ ہی
ہوتا جائیگا دیکھیے یکوم ہرچند دل افروز بیگم اپنی تقریر میں ایک آدھ فقرہ اسطرح کا کہدیتی تھی جس سے
اُسکا مقصد صاف ظاہر ہوجاتا مگر نجم النسا بیگم حرف مطلب دانستہ اُڑا جاتی اور ایسا جواب دیتی
کہ دل افروز کو ہر دفعہ نئی بات کہنی پڑتی آخر اُس نے کہا غ خالہ جان میں آپکی چھوٹی ہوں مفصل
نہیں کہہ سکتی ہوں میرا منہ ہہ ایسی بات کے لائق نہیں ہے سارا مطلب کیونکر عرض کروں چھوٹا
منہہ بڑی بات ابا جان نے جو کچھ خط میں لکھا ہے آپ خود ملاحظہ فرمالیجیے م یہ کہکر فوراً اپنا
صندوقچہ منگایا اور اُسمیں سے خط نکالکر نجم النسا کو دکھایا یہ خط محمد یعقوب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا

اور دل افروز کے ایک خط کا جواب تھا اُسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ برخوردار محمد یوسف کا رشتہ ناصر الدینخاں کی بیٹی سے ہونا بہت مناسب ہے اور میرا ارادہ تھا کہ میں خود وہاں آکر فیض الدینخاں سے اس امر کا ذکر کرتا اور جسطرح ہوسکتا انہیں راضی کر لیتا مگر کیا کروں مجبور ہوں میرا آنا نہیں ہوسکتا تم آپ خدا کی عنایت سے ہوشیار اور عقلمند ہو یہ کام بہت خوبی سے انجام دے سکتی ہو خود اپنی خالہ صاحبہ کی خدمت میں جانا اور اصلاح سے کلام کرنا کہ کوئی بات اُنہیں ناگوار نہ معلوم ہو نجم النسا خط دیکھتے ہی بولی ع بُوا تمہارا مدعا میری سمجھ میں آگیا مگر میں اس مقدمے میں کچھ نہیں بولتی تمہارے خالوجان کو اختیار ہے۔ جہاں چاہیں جہان آرا کی نسبت ٹھیرائیں وہی اسکے باپ کی جگہ ہیں مگر ہاں تمہاری خاطر سے یہ خط اُنکے سامنے رکھ دونگی م دل افروز بولی ع میں جانتی ہوں خالوجان بھی جو تجویز کرینگے آپ ہی کی صلاح سے کرینگے مگر آپ جہانتک ہوسکے سعی کرنے میں دریغ نہ کیجیے گا م نجم النسا نے کہا ع بُوا یہ معاملے اَور قسم کے ہیں میں رشتے کی باتوں میں کچھ دخل نہیں دیتی لڑکی کے بتیرے رشتے آئے اُسکے چچا کو کوئی جگہ پسند نہیں آئی جہاں اُنکا جی ٹھکے گا وہیں بات قرار پائیگی م اسکے بعد دونوں میں کچھ اَور باتیں ہوتی رہیں پھر دل افروز اپنے پلنگ پر جاکر سو رہی دوسرے روز جب جہان چلے گئے اسنے بھی اپنے گھر جانے کا قصد کیا اور چلتے وقت زچہ خانے میں نجم النسا سے کہتی گئی ع خالہ جان خدا کرے اب بامراد ملاقات ہو م نجم النسا مسکرائی اور دل افروز کو گلے سے لگا کر رخصت کیا تھوڑی دیر بعد فیض الدین گھر میں آیا اور سیدھا اپنی بیوی کے پاس جاکر بیٹھا نجم النسا نے دل افروز کی ساری گفتگو اُسکے سامنے بیان کی اور محمد یوسف کے باپ کا خط بھی دکھایا وہ دیکھکر خاموش ہو رہا نجم النسا بولی ع صاحب اتنے رشتے آئے پھیر دیے کوئی پسند نہیں آتا آخر لڑکی کی کہیں شادی کرنی ہی ہے۔ اس سے بہتر کونسی جگہ ہوگی لڑکا نیک چلن ہوشیار خوبصورت ذات کا بہت اچھا پڑھا لکھا نوکر چاکر کماؤ ہے اُسکے باپ بھی پشتدار ہے اچھے مقدور والے لوگ ہیں حاکموں کے ہاں بھی اُنکی بہت

عزت ہے جیسے ہمارے گھرانے کا نام ہے ویسے ہی وہ بھی نامی نامور ہیں عورتیں بھی بہت ملنسار ہیں کوئی بدمزاج نہیں گھر کا ڈھنگ اچھا مردوں کا برتاؤ عورتوں کے ساتھ بہت خوب م فیض الدین نے کہا غ ہاں اُنکے گھرانے کا حال تو خوب معلوم ہے لوگوں کے اچھے ہونے میں کچھ شک نہیں اور اِس باب میں جو تمہاری مرضی ہے وہی مجھے بھی منظور ہے مگر پھر بھی اچھی طرح سوچ لو سمجھ لو میں بھی لڑکے کا حال خوب تحقیق کر لیتا ہوں آگے جمیل الدین بڑا بھائی ہے اُس سے بھی دریافت کر لینا چاہیے م القصہ اس معاملہ میں بہت سی گفتگو اور جستجو عمل میں آئی اور چند روز کے بعد اسی رشتہ پر سب کی راے قرار پائی ✦

دل افروز کے گھر سے تو ہر روز یہاں کی خبر لینے کو آدمی آیا ہی کرتا تھا جب لیت و لعل میں بہت دن گزر گئے ۔ اور نجم النسا چلہ بھی نہا چکی تو ایک روز دل افروز نے اُس سے اپنے آدمی کی زبانی کہلا بھیجا غ میرا دل آپ سے ملنے اور بچے کے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے کل انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی آؤنگی م نجم النسا نے جواب دیا غ بیٹی تمہارا گھر ہے کیوں نہیں آتیں جس وقت تمہارا جی چاہے بے تکلف چلی آؤ م دوسرے دن دل افروز آئی اور سب سے ملکر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگی آخر اپنے مطلب کا ذکر کیا اور رفتہ رفتہ رشتے کا ذکر کیا پھر بولی غ خالہ جان یقین ہے کہ آپ نے اور خالو جان نے میرے ابا جان کی بات کو نہ ٹالا ہوگا م نجم النسا پہلے تو یہ بات سُنکر چپکی ہو رہی پھر دل افروز کے درپے ہونے سے ایسی گفتگو کرنے لگی جس سے اِس باب میں اُسکی رضامندی پائی جائے دل افروز بہت خوش ہوئی اور فوراً بول اُٹھی غ لو خالہ جان مبارک ہو م نجم النسا نے بھی اُسے معقول جواب دیا پھر تو سب عورتوں کے منہ سے مبارکباد کی آواز نکلی اور بات پختہ ہو گئی دل افروز اپنے گھر آئی اور تار برقی کے ذریعے سے اپنے باپ کو اس امر کی اطلاع کرائی وہ تو منتظر

لیت و لعل عربی زبان میں اُن حرفوں میں سے ہیں جو فعل کے مشابہ ہیں اور یہ دونو لفظ آہستہ اور امید کے مقام پر بولے جاتے ہیں ۱۲

ہی تھا یہ تحریر دیکھکر نہایت خورسند ہوا اور دل افروز کی محبت کا درجہ بھی اُسکے دل میں دو چند ہوا تھوڑے دنوں کے بعد دل افروز نے لکھا کہ آپ یہاں تشریف لائیے اور بھائی کی شادی کی کوئی تاریخ ٹھیرا لیجئے محمد یعقوب خوشی خوشی دہلی میں آیا اور شادی کے سامان میں مصروف ہوا پھر فیض الدین اور نجم النسا سے بھی نکاح کی تاریخ مقرر کرنیکا پیغام کہلا بھیجا وہاں تو پہلے ہی سے تمام جہیز بنا رکھا تھا بلکہ ناصر الدین نے اپنی حیات ہی میں سب کچھ تیار کرا رکھا تھا اُنہوں نے سب کے مشورہ سے ایک تاریخ مقرر کر دی اور محمد یعقوب نے بھی منظور کر لی جب نکاح کا دن قریب آیا تو محمد یعقوب نے تمام عزیزوں اور شہر کے رئیسوں کے نام اِس مضمون کے رقعے بھیجے +

رقعہ

عنایت الٰہی اور فیض نامتناہی سے کمال خوشی اور خرمی کا وقت آیا ہے اور فلاں تاریخ عصر و مغرب کے درمیان برخوردار محمد یوسف کا نکاح قرار پایا ہے آپکے اخلاق کریمانہ سے امید ہے کہ پہر دن رہے سے غریبخانہ پر آئیں اور پھر نوشہ کے ساتھ عروس کے گھر تک قدم رنجہ فرمائیں وہاں نکاح کی مجلس میں شامل ہوں اور اس کار خیر کے ثواب میں داخل ہوں دوسرے دن دوبارہ میرے مکان پر تشریف لائیں اور بتقریب ولیمہ طعام ماحضر تناول فرما کر امثال و اقران میں میری آبرو بڑھائیں فقط المکلف نیازمند اسلوب محمد یعقوب

القصہ نکاح کے روز پہر دن رہے سے لوگ آنے شروع ہوئے ایک وسیع مکان پہلے سے آراستہ تھا اُس میں بہت عمدہ فرش بچھا ہوا تھا قرینہ سے تکیے لگے ہوئے تھے پٹاپٹی کے پردے جھاڑ فانوس دیوارگیریاں اور اَور چیزیں اپنے اپنے موقع سے مرتب تھیں سب کے سب مرد اُس مکان میں آئے اور عورتیں اپنی اپنی سواریوں میں بیٹھکر زنانے مکان میں جمع ہوئیں محمد یوسف نہا دھو شاہانہ پوشاک پہن مردانہ مکان میں آیا اور صدر مجلس میں تکیے سے لگ کر مسند پر جو بیٹھا محمد یعقوب کیطرف سے مہمانوں کی بہت خاطرداری کی گئی اور مصالح کی تھالی جس میں پان چکنیاں الائچیاں اور اَور اسی قسم کی چیزیں تھیں ہر ایک کے آگے رکھی گئی دل افروز کا خاوند شیخ فضل احمد اور اَور قریب رشتہ داروں نے مجلس کا خوب

جہیز عربی لفظ ہے اور جہاز کا امالہ ہے اُس سامان کو کہتے ہیں جو بیٹی یا عروس کے ساتھ دیا جاتا ہے ۱۲ + نکاح کی ضیافت ۱۲ ماحضر یعنی جو کچھ موجود ہو ۱۲

انتظام کیا اور جو چیزیں درکار تھیں اچھی طرح اُنکا سرانجام کیا جب چار گھڑی دن باقی رہا اور سب لوگ اکٹھے ہو چکے تو محمد یعقوب نے اہل مجلس کیطرف مخاطب ہوکر کہا غ اب سب صاحب تکلیف فرماکر نوشہ کے ساتھ تشریف لے چلیں م یہ سنتے ہی سب لوگ کھڑے ہوگئے اور دولہا کے ہمراہ دلہن کے گھر پہنچے قریب شتی کی عورتیں بھی پالکیوں اور رتھوں میں سوار ہوکر پیچھے پیچھے آئیں یہاں جمیل الدین اور رفیق الدین نے خوب دھوم دھام اور کمال آرایش سے مردانہ اور زنانہ مکان سجا رکھا تھا مرد مردانے مکان میں آگئے اور عورتیں زنانے مکان میں اتریں نوشہ کیواسطے مردانے مکان میں مسند بچھی ہوئی تھی آتے ہی وہاں جلوس کیا اور باقی آدمی بھی تکیوں سے لگ کر قرینے سے بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد قاضی نکاح خوان جو پہلے ہی سے وہاں موجود تھا نوشہ کے سامنے آبیٹھا اور اُسکے قریب رشتہ دار اور شہر کے بڑے بڑے رئیس بھی مسند کے گرد جمع ہوگئے قاضی نے نکاح نامہ† پہلے ہی سے لکھ رکھا تھا مگر لڑکی کے نام اور مقدار مہر کی جگہہ چھوڑ دی تھی وہ دونو باتیں اُسیوقت دریافت کرکے لکھ دیں پھر نکاح کا خطبہ† پڑھا اُسمیں خدا اور حضرت محمدؐ کی تعریف اور نکاح اور تناسل† کی توصیف اور اَور اسی قسم کی باتیں تھیں اِسکے بعد جمیل الدین کی طرف جو جہان آرا بیگم کا بھائی اور اُسکا ولی† تھا مخاطب ہوکر پوچھا غ تمنے سماۃ جہان آرا بیگم بنت شیخ ناصر الدین مرحوم کو لاکھ† روپئے کے مہر پر میر محمد یوسف ابن میر محمد یعقوب کی زوجیت میں دیا م اُس نے جواب دیا غ ہاں دیا م پھر قاضی نے نوشہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا غ تمنے سماۃ جہان آرا بیگم بنت شیخ ناصر الدین مرحوم کو لاکھ روپئے

---

† نکاح نامہ ایک کاغذ کا نام ہے جسمیں حمد و نعت اور دولہا دلہن کے نام اور مہر کی مقدار اور نکاح کی تاریخ اور اَور اسیطرح کی باتیں ہوتی ہیں مگر اس کاغذ کا لکھا جانا کچھ ضروری نہیں ہو شرع میں صرف زبانی اقرار کافی ہے ١٢ † خطبہ ایک عبارت کو کہتے ہیں جس میں حمد و نعت اور نصیحت ہوتی ہے † تناسل کے معنے نسل بڑھانے کے ہیں ١٢ † یا رہ لڑکی کیطرف سے ایک وکیل مقرر ہو جاتا ہے اور وہی نکاح کی مجلس میں آکر اُسکی طرف سے اقرار کرتا ہے مگر اس صورت میں وکالت کی تصدیق کے دو گواہ ضرور ہوتے ہیں ١٢ † دہلی کے مسلمانوں نے اب اس امر کا انتظام کر لیا ہے کہ دو ہزار روپیہ سے زیادہ کا مہر ہرگز نہ باندھا جائے ١٢

لگے پھر بیا اپنی زوجیت میں قبول کیا م وہ بولا ع قبول کیا م یہ آواز سنتے ہی اہل مجلس دست بدعا
ہوئے اور سب لوگوں نے مبارکباد دی اتنے میں دلہن والوں کی طرف سے دو کشتیاں
آئیں ایک میں پانسو روپئے نقد اور دوسری میں دولہا کا جوڑا یعنی دوشالہ رومال اور اور
اسی قسم کی چیزیں تھیں وہ کشتیاں دولہا کے سامنے رکھی گئیں اور پھر تمام اشیا خبرداری سے اسکے
نوکروں کو دی گئیں چھواروں کے خوان وہاں پہلے ہی سے موجود تھے کچھ تو لوگوں کو تقسیم کیے گئے
اور باقی لٹا دیے گئے اسکے بعد شیرینی کے حصے بٹے اور ہر ایک کے آگے مصالح کی تھالی رکھی گئی اور
پانوں کا بھی دور ہوا جو لوگ دولہا کے بے رشتہ دار تھے وہ اسیوقت محمد یعقوب سے اجازت لیکر
اپنے اپنے گھر چلے گئے اور قریب رشتہ دار اور بہت سے یار و آشنا وہیں ٹھیرے رہے ❖

اس عرصے میں دلہن کے وداع ہونے کی تیاری شروع ہوئی جہیز کی تمام چیزیں صندوق۔ پلنگ
چھپرکھٹ۔ برتن۔ تشتریاں۔ اور اور سامان باہر رکھا گیا اندر گھر میں جہان آرا بیگم کو پہلے ہی سے
خوب آراستہ کرکے دلہن بنا رکھا تھا زیور کی گراں بہا تھیں اور نہایت نفیس جوڑا پہنا رکھا تھا
یہ سب چیزیں تو اسی کی تھیں مگر علاوہ اسکے عمدہ عمدہ کپڑوں کے جوڑے بیش قیمت پوشاکیں ایک
حویلی کمرہ دس دکانیں اور جہان آرا بیگم کی سواری کیواسطے پردہ دار پالکی اور رتھ اور محمد یوسف
کے لیے تامجھام اور ایک گھوڑا ساز سمیت دیا گیا جہان آرا رخصت ہوکر پالکی میں سوار ہوئی اور اقرو
بھی اسی پالکی میں اسکے پاس بیٹھ گئی اور اسکے میکے میں سے اسکی دو دائیں انا اور دو مامائیں
مہمانوں کے ساتھ کسی سواری میں بیٹھکر اسکی خدمت کیواسطے چلیں اتنے میں مردانہ محفل کے بھی سب
لوگ اٹھے اور دولہا کے گھر کیطرف روانہ ہوئے محمد یوسف گھوڑے پر سوار تھا اور جہان آرا کی پالکی اسکے
پیچھے اور عزیز و اقربا اور تمام دوست آشنا بہت تجمل سے اسکے ساتھ چلے جاتے تھے جب وہاں
پہنچ گئے تو دلہن زنانے مکان میں اتری اور محمد یوسف محمد یعقوب اور اور تمام مرد مردانے مکان
میں بیٹھے تھوڑی دیر بعد عزیز و اقربا نے کھانا مانگا یا اور ولیمے کی دعوت کیواسطے رات بھر تیاری
ہوتی رہی دوسرے روز صبح کو تمام رشتہ دار اور شہر کے رئیس آئے اور سب نے عمدہ عمدہ کھانے کھائے

جب مرد رخصت ہو گئے اور زنانے میں عورتیں بھی کھانے سے فارغ ہوئیں تو اتفاقاً دل افروز
کی ددا کی نگاہ اُسکے گلے پر پڑی دیکھا تو گلے کا سارا زیور موجود ہے مگر موتیوں کی کنٹھی
کا پتا نہیں یہ دیکھتے ہی بول اُٹھی غ اے بیگم تمہاری کنٹھی کہاں ہے م دل افروز
نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیرا تو کنٹھی نہ پائی مگر اُسے یہ خیال ہوا کہ ددا نے جو یہ ذکر کیا
ہے شاید اسی کے پاس ہوگی یہ سوچ کر کہنے لگی غ میں تو تھکی ماندی تھی رات کو پلنگ
پر پڑتے ہی سو رہی تم ہی گہنا پاتا اُٹھا کر اپنے پاس رکھتی ہو کنٹھی کی بھی تمہیں ہی خبر ہوگی
اچھی ددا جو تم نے اُٹھائی ہو تو دیدو م وہ بولی غ نہیں بیٹی قربان کی تمہی کنٹھی اگر میں اُٹھائی
ہوتی تو پہلے ہی دیدیتی اپنے صندوقچے میں دیکھو پاندان میں ڈھونڈو کہیں نہ کہیں تمہارے ہی پاس
ہوگی میں بچھونے میں بھی دیکھ لیتی ہوں تمہیں تو اپنی چیز کی کچھ خبر رہتی نہیں شاید وہیں پڑی ہو م
یہ کہکر ددا نے بچھونا جھاڑا پلنگ اُٹھایا مگر کنٹھی کا کہیں پتا نہ پایا اتنے میں اَور عورتوں کو بھی اِس بات
کی اطلاع ہو گئی جتنی لڑکیاں جو وہاں جمع تھیں اُن میں سے ایک دل افروز کیطرف مخاطب ہوئی
اور سب کو سُنا کر کہنے لگی غ بُوا ہم ایک بات بتائیں تمہاری کنٹھی ابھی نکل آتی ہے لونڈیاں مامائیں اور
اَور خدمتگاریں جن پر تمکو شبہ ہو سب کو اکٹھا کر کے چار چار انگل کی تیلیاں اُنکو ہاتھ میں دیدو اور ایک
اپنے پاس سے ہٹا کر تھوڑی دیر بعد وہ تیلیاں مانگ لو جسنے تمہاری کنٹھی لی ہوگی اُسکی تیلی ایک اُنگل
بڑھ جائیگی م اِس گفتگو سے اُسکا یہ مطلب تھا کہ جسنے کنٹھی لی ہو وہ پہلے ہی سے اپنی تیلی ایک اُنگل گھٹادے
اور اِس تدبیر سے چور کا پتہ لگ جائے ایک اَور بولی غ بُوا اتنا کھیڑا کیوں کرتی ہو لو ذرا سی بات
ہے ایک کوٹھڑی میں کوئی چیز رکھدو اور ایک ایک عورت کو جسپر شبہ ہے وہاں علٰحدہ
بھیجو کہ اپنے ہاتھ سے اُس چیز کو چھو کر چلی آئے جس نے کنٹھی لی ہوگی اُسکا ہاتھ وہیں چپکا
رہ جائیگا م اور اِس میں یہ راز تھا کہ اُس شے کو عطر مل دیا جاتا سب کے ہاتھوں میں
عطر کی خوشبو آتی مگر چور ڈر کے مارے ہاتھ نہ لگاتا اور صاف پہچانا جاتا م ایک اَور
بول اُٹھی غ بُوا مجھے ایسا عمل آتا ہے کہ آپ سے آپ چور معلوم ہو جائے نہ کسی سے

کچھ نہ کہو نہ سب لونڈیوں اور ماماؤں کے نام علیحدہ علیحدہ پرچوں پر لکھوا اور انہیں جدا جدا ایک
لوٹے میں ڈالو میں اور ایک آور لڑکی دو نو اپنی انگلیوں سے لوٹا تھام لیتی ہیں اور میں ہر ایک نام پر
عمل پڑھتی جاتی ہوں جسوقت چور کے نام پر عمل پڑھا جائیگا لوٹا خود بخود چکر کھا جائیگا غرض دل افروز
یہ سب باتیں سُن رہی تھی مگر اُسے اس امر کا بہت خیال تھا کہ کوئی جہان اپنے دل میں بُرا نہ مانے
کہ اسے ہماری لونڈی یا ماما پر شک ہے یہ سوچ کر اُسنے کوئی عمل نہ کیا اور انجام کار اُسکی نیک نیتی سے کنٹھی بھی پا گئی +
جہان آرا جو صبح ہی پالکی میں سوار ہو کر اپنے میکے میں چلی گئی تھی شام کیوقت پھر سسرال میں آئی اور
اسیطرح بارہا میکے اور سسرال میں آتی جاتی رہی اُسکے خاوند کو اُس سے کمال محبت ہوگئی اور دو نو
بہت اتفاق و آرام سے زندگی بسر کرنے لگے محمد یعقوب کو انبالے میں کچھ ضروری کام تھا وہ اپنے
بیٹے کی شادی کر کے پھر وہیں چلا گیا +
جب جمیل الدین اپنی بہن کے نکاح سے فارغ ہو چکا تو اُسنے مکے جانیکا عزم کیا اسے حج کرنے کا
بڑا شوق تھا اور وہ ہمیشہ اسی خیال میں رہتا تھا کہ جسطرح ہو سکے اپنے تئیں مکے میں پہنچاؤں اُسکا استاد
مولوی فخر الدین بارہا اُسکے روبرو حج کی فضیلتیں بیان کرتا رہتا تھا اور سوا اُسکے فقہ کی کتابوں
میں وہ خود بھی حج کا بیان پڑھتا رہتا تھا یہ باتیں اُسکے دل پر بہت اثر کرتی تھیں اور مکے جانیکا
شوق بڑھاتی تھیں مگر اُسنے اپنے دل میں یہ سوچ لیا تھا کہ بہن کی شادی قریب ہونیوالی ہے اسمیں
میرا شامل ہونا ضرور ہے جب اس کام سے بیفکر ہو جاؤنگا تو وہاں کا قصد کرونگا القصہ جہان آرا کے
نکاح کے بعد اُسکے دل پر مکے جانیکی جم گئی ایک روز اُسکی بہن سسرال سے آئی ہوئی تھی وہ اور
نجم النسا بیگم اور فیض الدین سب کے سب کھانا کھا کر صحن میں تختوں کے فرش پر بیٹھے ہوئے کچھ باتیں
کر رہے تھے اِدھر اُدھر مونڈھے کرسیاں بچھی ہوئی تھیں مامائیں خدمتگاریں پنکھے جھل رہی تھیں
جمیل الدین نے موقع دیکھکر مکے جانے کا ذکر چھیڑا اور اپنے چچا اور چچی کیطرف مخاطب ہو کر
کہا کہ مجھے والد مرحوم کے عین حیات ہی سے کعبۃ اللہ جانیکا اشتیاق ہے خدا تعالی نے
تندرستی عطا کی ہے زاد راہ اور سواری کا بھی مقدور دے رکھا ہے رستے میں بھی کسیطرح کا

اسنے حج کرنا مجھپر فرض ہے بہن کے نکاح سے بھی فارغ ہو چکا ہوں پاس امر خیر میں توقف
کرنا چاہیے آپ بھی مجھے وہاں جانیکی اجازت دیں م فیض الدین اور اسکی بیوی اس معاملہ
میں اُسے منع نکر سکے لیکن اُسکی مفارقت کی سبب سے دونو اپنا رنج ظاہر کرنے لگے جمیل الدین نے
کہا ع آپ میری جدائی کا فکر نہ کیجیے دلجمعی رکھیے میں انشاء اللہ تعالیٰ مناسک حج سے
فارغ ہوکر بہت جلد آپکی خدمت میں حاضر ہونگا م چندروز کے بعد وہ اپنے دونو کروں
سمیت عرب کیطرف روانہ ہوا اُسکا چچا اور کئی رشتہ دار تھوڑی دور تک اُسکے پہنچانے کو
گئے اور پھر واپس چلے آئے جمیل الدین بڑا عالم فاضل خلیق اور رحم دل تھا بزرگوں کی
بہت تعظیم کرتا تھا اور تمام گھر والوں سے اچھی طرح پیش آیا کرتا تھا اِس سبب سے سب لوگ اُسی
یاد کرتے تھے جمیل الدین کو بھی کبھی اپنی بہن اور کبھی چچا اور چچی کا دھیان آتا کبھی اُسکو دلمیں
اُسکی منسوبہ[*] گیتی آرا بیگم اور بچپن میں دونو کے ایک جگہہ رہنے کا خیال گزرتا اِسیطرح وہ
رستہ میں سب کو یاد کرتا تھا مگر کعبے کا شوق اور حج کا ثواب ہر دم اُس کے دل کو شاد کرتا
تھا گیتی آرا بھی اپنے دل میں طرح طرح کے اندیشے کرتی مگر شرم و لحاظ کے سبب سے کچھہ
منھہ سے نہ نکالتی +

جمیل الدین کے جانے کے چند روز بعد محمد یوسف کی رخصت کے دن بھی پورے ہو گئے
مگر اُسے اپنی بیوی جہاں آرا بیگم سے بہت محبت تھی اور وہ ایک لمحہ اُس سے جدا ہونا چاہتا تھا
اسواسطے اُسنے اپنے دلمیں کہا ع میرا رسالہ انبالہ میں ہے اور بہت مدت تک میں یہاں
رہنگا ابھی کوچ نہیں ہونیکا علاوہ اِسکے ابا جان کا مکان بہت پردہ دار ہے اور وہ خود بھی
[illegible] میں ہیں جسطرح ہوسکے اپنی بیوی کو انبالے میں ساتھ ہی [illegible]
غالب ہے کہ ابا جان کے جدا ہونے سے میرے چچا سسر اور چچا ساس دونو اِس بات
سے کچھ ناراض ہونگے اور وہ بھی خوشی سے اس امر کی اجازت دینگے م یہہ سوچکر پہلے

[*] جس لڑکی سے کسی لڑکے کی نسبت قرار پاتی ہے اُسے اُسکی منسوبہ کہتے ہیں +

اس نے اپنی بیوی کو ساتھ چلنے پر راضی کیا پھر اپنی بہن دل افروز بیگم کو نجم النسا بیگم کے پاس بھیجا
کہ وہ وہاں جا کر اُسکی مرضی دریافت کرے اگرچہ فیض الدین اور اُسکی بیوی کو اس بات
کے سننے سے رنج ہوا مگر خاوند کو عورت کا اختیار ہوتا ہے کچھ دم نہ مار سکے جب اسکا مقدمہ
سمجھکر دونو چپکے ہو رہے دل افروز نے نجم النسا سے کہا غ خالہ جان ہمیں ہر طرح سے تمہاری
رضامندی منظور ہے کوئی امر تمہاری رائے کے خلاف نہیں ہونیکا م نجم النسا بولی غ نہیں بیٹی جو
تمہاری مرضی ہے وہی ہماری مرضی ہے م دل افروز بیگم اس معاملہ میں اُنکی اجازت لیکر اپنے گھر چلی آئی اور
محمد یوسف سے ساری حقیقت بیان کی جب روانگی کا وقت قریب آیا تو جہان آرا رخصت ہونے کے لئے
اپنے میکے میں آئی اور فیض الدین نجم النسا اور گیتی آرا سے ملی اُسکی مفارقت سے سب ہی آزردہ
خاطر تھے مگر گیتی آرا کو اس امر کا بہت قلق تھا جہان آرا بھی اس سے ملکر چشم پُر آب ہوئی اور حسرت
و افسوس کی باتیں کرنے لگی پھر بولی غ بوا مجھے بھی تمہاری جدائی سے بہت رنج
ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں خیر جو خدا کی مرضی ہے وہی بہتر ہے انشاء اللہ تعالے
تھوڑے ہی عرصے میں ملینگے آگے خط بھی آدھی ملاقات ہے جلدی جلدی بھیجتے رہیں گے میں تمہارے
پاس اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا علٰحدہ خط بھیجا کرونگی تم بھی جو کچھ حال ہو آپ ہی لکھ بھیجا کرنا
م جہاں آرا میکے والوں سے ملکر اپنی سسرال میں آئی اور دوسرے روز چلنے کی صلاح ٹھیرائی
محمد یوسف نے رتھ میں اپنی بیوی اور دو ماماؤں کو بٹھایا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو تین چار
خدمتگار ساتھ لے انبالے کو روانہ ہوا وہاں ہنسی خوشی کئی مہینے تک رہا مگر پھر اُسکے رسالے
کو شاہجہاں پور جانیکا حکم ہوا اور اُسے بھی وہاں جانا ضرور پڑا یہ حکم سنتے ہی اُسے اپنی بیوی
کی جدائی کا فکر پیش آیا اور مفارقت کے غم و الم میں مبتلا ہوا جہان آرا نے بھی جس وقت یہ بات
سُنی حیران و ششدر رہ گئی کئی دن تک دونو کو یہی فکر رہا اور جسقدر سفر کا زمانہ قریب آتا تھا اُسیقدر

ششدر اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے رہائی دشوار ہو بعد مجازاً عاجز و متحیر کی جگہ بھی مستعمل ہوتا ہے ششدر اصل میں نرد کی
بازی میں چھ خانے ہوتے ہیں کہ جب مہرہ اگر چھپے خانے میں پھنس جاتا ہے تو اُسکا نکلنا مشکل ہوتا ہے ۱۲

فکر و اندیشہ زیادہ ہوتا جاتا تھا آخر روانگی کے ایکدن پہلے جب رات کو دونو کھانا کھا چکے اور تنہائی کا وقت آیا تو محمد یوسف نے جہان آرا بیگم سے کہا غ بیگم مجھے تمہاری جدائی کا بہت رنج ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں سرکار کا حکم ہے تعمیل ضرور ہے اسقدر اُداس کیوں ہوتی ہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے تم ابا جان کے پاس چندروز رہو میں بھی تھوڑے عرصہ میں دہلی آنے کی کچھ تدبیر کرونگا اور تمہیں بھی وہیں بلاؤنگا م جہان آرا جسکے دل پر غم کی گھٹا چھا رہی تھی اور آنکھوں سے مینہ کی جھڑی لگ رہی تھی خاوند کی باتیں سنکر بولی غ صاحب تمہیں کسی کے دل کی کیا خبر ہے اِن تسلی کی باتوں سے کیا فائدہ ملاقات جب ہی ہوگی جب خدا کی مرضی ہوگی خیر جسطرح ہو سکے گا ہم بھی صبر کرینگے مگر تم اپنا دل کیوں بھاری کرتے ہو تمہارے کڑھنے سے میری چھاتی پھٹی جاتی ہے م رات بھر دونوں اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں صبح کی اذان ہونے سے پہلے دونو اُٹھے تھوڑی دیر بعد نماز پڑھی خدا کی درگاہ میں ایام مفارقت کے دور ہونے اور زمانۂ مواصلت کے قریب ہونے کی دعا کی محمد یوسف نماز اور وظیفے سے فارغ ہوکر بولا غ لو بیگم خدا حافظ م جہان آرا نے کہا غ خیر اللہ نگہبان ہے م پھر محمد یوسف اپنے باپ پاس آیا اور بہت ادب سے اُسکی تشفی اور تسلی کی باتیں کرتا رہا اِسکے بعد مردانے مکان میں گیا وہاں پہلے ہی سے اُسکے دوست آشنا بیٹھے تھے سب سے مل گھوڑے پر سوار ہو اپنے رسالہ میں چلا گیا تھوڑی دیر میں رسالہ روانہ ہوا اور کوچ مقام کرتے ہوئے چندروز بعد شاہجہانپور پہنچ گیا ❖

محمد یوسف کو وہاں گئے ہوئے کچھ بہت عرصہ نہوا تھا کہ دہلی میں غدر ہوگیا اور انگریزوں کی فوج جو میرٹھ میں پھر گئی تھی اُس نے دہلی میں آتے ہی بہت سے انگریزوں کو قتل کیا اور انکو بنگلے جلا دیئے کئی دن تک یہ لوگ بے سر و افسر رہے پھر اُنہوں نے دہلی کے بادشاہ کو اپنا سردار بناکر انگریزوں سے مقابلہ کرنے کا سامان کیا ❖

انگریزوں کے وقت میں جن لوگوں کی جاگیروں اور منصبوں میں فرق یا خلل واقع ہوگیا تھا اُن میں سے چند آدمیوں نے یہ خیال کرکے کہ بادشاہ کے ذریعہ سے ہماری جاگیریں پھر مل جائنگی

اور منصب عالی حاصل ہو جائیگا بادشاہ کے پاس رجوع کی اور انگریزوں کی طرفداری چال ترک سے
خوش ہو گئے فیض الدین کے بزرگ کسی زمانہ میں جاگیردار تھے وہ بھی اپنی جاگیر کی امید
پر بادشاہ پاس گیا بادشاہ نے اسکی بہت توقیر کی اور منصب جلیل پر سرفراز
کرنے کا وعدہ کیا اور اس سبب سے اسکا دل آور بڑھ گیا۔
اس عرصے میں شہر کے باہر پہاڑی پر انگریزونکی فوج آپڑی اور لڑائی شروع ہو گئی
فیض الدین ہر روز ہتھیار باندھ گھوڑے پر سوار ہو فوج کے ساتھ جاتا اور گھر میں
آکر نجم النسا اور گیتی آرا سے طرح طرح کا ذکر کرتا اور کہتا ع اب انگریزوں کی شکست ہونیوالی
ہے پہاڑی بھی فتح ہوا چاہتی ہے ہماری جاگیر پھر ہمیں ملجائیگی تمام عمر ہماری اولاد چین کریگی
انگریزوں نے شریفوں کے رتبے گھٹا دیے انکی جاگیریں مفت ضبط کرلیں کسی نے
نہ پوچھا کہ یہ لوگ عزت دار ہیں کیونکر اپنا گزارہ کرینگے انکے وقت میں بڑے بڑے عہدے
اور منصب بھی ہم لوگونکو ملنے موقوف ہو گئے عمدہ علاقوں کا تو کیا ذکر ہے مطلق روزگار ہی کی
کساد بازاری ہو گئی اگر زندگی باقی ہے تو دکھا دینگے کہ بادشاہی عملداری میں کیسے کیسے منصب
شریفونکو ملتے ہیں اور اگر لڑائی میں مارے گئے تو عاقبت میں درجے پاینگے نجم النسا اور گیتی آرا اسکی
باتوں سے نہایت رنجیدہ ہوتیں اور کہتیں ع تم انگریزوں کے جانے سے خوش ہوتے ہو انکے
وقت میں کیا تکلیف تھی ہر طرح سے امن چین تھا یہ لوگ دین کی باتوں میں کچھ دخل نہ دیتے تھے سب
مسلمان نماز روزہ دلجمعی سے ادا کرتے تھے کسیکو کچھ ممانعت نہ تھی آگے اہل اسلام کی قدر و منزلت
بھی بہت تھی اب پوربیوں نے تو آکر شہر کا ستیاناس کر دیا بیٹھے بٹھائے سب کا چین کھو دیا
آنکھوں کی نیند اڑ گئی دل پریشان ہو گیا بھلا بال بچوں اور عورتوں کا مارنا بھی کہیں شرع
میں درست ہے فوج والوں نے کیا غضب کیا کہ انہیں بھی نہ چھوڑا ایسی باتوں سے
عاقبت کے درجے کی کیا توقع رکھنی چاہیے ع گیتی آرا کبھی کبھی یہ بھی کہا کرتی تھی
ع چچا جان آپ بد کہتے ہیں کہ انگریز شریفوں کی قدر نہیں کرتے ... خیال

کیسے کیسے ابا جان اور منجھلے چچا جان کی کیسی خاطر کرتے تھے ابا جان کچہری میں کلکٹر تھے
جب ظہر کی نماز کا وقت آتا تو کچہری میں سے اٹھکر نماز کو چلے جاتے اور انگریز بہت خوشی
سے انہیں اجازت دیدیتے تھے اور چچا جان کا بھی تحصیلداری کے علاقہ میں یہی طریق رہا مذہب
کی باتوں میں تو یہ لوگ کسیکو نہیں روکتے اپنا کیسا ہی کام ہو کچھ خیال نہیں کرتے نماز پڑھنے کی مہلت
دیدیتے ہیں ہم لڑائی کے دنوں میں فیض الدین اور اُسکے گھر کی عورتوں میں اکثر اسی قسم کی
گفتگو رہتی اور عورتیں اُسے بہت سمجھاتیں مگر وہ کاہیکو باز آنیوالا تھا اُسپر تو کچھ اَور ہی خیال
تھا روز دھاوے پر جاتا اور گھر میں وہاں کی سرگزشت کہکر سب کو جلاتا ایکدن اُس نے
مولوی فخرالدین سے بھی اپنی شجاعت اور بہادری کا ذکر کیا اور پہاڑی پر جانے اور انگریزوں سے
مقابلہ کرنیکی ساری حقیقت بیان کی مولوی فخرالدین تو بڑا عالم فاضل اور تفسیر اور فقہ اور حدیث اور
تمام دینی علموں میں استاد مسلم تھا یہ سنتے ہی جھلا اٹھا اور علمی تقریر سے اُسے سمجھانے لگا کہ تمہارے
دل میں یہ خیال خام سمایا ہے کیوں الجھتے ہو دیکھو ان باتوں سے باز آؤ تمہیں انگریزوں کے وقت
میں کونسی تکلیف تھی جو اسطرح جلی جلی باتیں کرتے ہو اُنہوں نے تو ایسا آرام دے رکھا تھا
کہ اب سب یاد کرتے ہیں خصوصاً مسلمانوں سے بہت ہی ملے جلے رہتے تھے اور اُنہیں بڑے
بڑے عہدے دیتے تھے علاوہ اسکے اُنکی عملداری میں سب لوگ اچھی طرح دلجمعی اور
فراغبالی سے مذہبی رکن ادا کرتے تھے کسی ضروری بات میں حرج نہ تھا کیا تم اس لڑائی کو
مذہبی لڑائی جانتے ہو دین اسلام کی ترقی کا باعث سمجھتے ہو اگر یہ خیال کر رہے ہو تو تمہارا گمان باطل
ہے دیکھو پہلے کیسے اطمینان سے مسلمان لوگ باجماعت نماز پڑھتے تھے مسجدیں کھلی رہتی
تھیں کچھ خطرہ نہ تھا رات دن جسوقت جی چاہتا تھا بیباک مسجدوں میں چلے جاتے تھے بیکھٹکے
عبادت کرتے تھے جامع مسجد میں عشا کی نماز بڑی رات گئے تک ہوتی تھی کچھ اندیشہ نہ تھا
اب رات تو ایکطرف رہی دن دہاڑے بھی مسجدوں میں اچھی طرح جماعت نہیں ہوتی بادشاہ برائے
نام حاکم ہو مگر واقعہ میں حکم فوج کا ہر شخص اپنے تئیں حاکم سمجھتا ہے نہ کوئی سردار ہے نہ امام ہے

ایک بیتا عمدہ مذہب رہا ہے بازاری اور واقعہ طلب آدمی اس عذر میں [illegible] اور اگر کوئی شریف بھی شامل ہوگیا ہو تو فوج کی زبردستی یا خوف یا کسی اور باعث [illegible] ہے تم شریف ہوکر اس طرح کی باتیں کرتے ہو ہوش میں آؤ عاقبت اندیشی اختیار کرو دیکھو تو فوج میں مسلمان لوگ بہت ہی کم ہیں اکثر ہندو ہیں جو جی میں آتا ہے سو کرتے ہیں مسلمانوں کی بعض مذہبی باتیں جو انگریزوں کے وقت میں اچھی طرح جاری تھیں بند ہوگئیں مسجدوں کی جماعت میں خلل پڑگیا پرسوں ہی یہاں کے ہندوؤں نے بلوا کرکے گاؤ کا ذبح کرانا موقوف کرا دیا فوج والوں سے ملکر کئی قصائی مروا ڈالے کیا یہی دین اسلام کی ترقی ہے یہی مذہبی لڑائی ہے اس زمانے میں منہ سے نکالنا برا ہے مگر شرع کی بات بے کہے نہیں رہ سکتا اگر حقیقت میں پوچھو تو جن لوگوں کے سبب سے اسلام کی یہ باتیں بند ہوگئی ہیں آن ہی کا دفع کرنا چاہیے انگریزوں سے لڑنا کس نے بتایا ہے دیکھو ہندوستان کے تمام مسلمان سرکار انگریزی کے امن میں ہیں اور شرع کے موافق کوئی شخص ان لوگوں سے جنکے امن میں ہے مذہبی لڑائی نہیں کرسکتا چنانچہ فتاوی درمختار اور ہدایہ اور عالمگیری میں لکھا ہے کہ جو مسلمان غیر مذہب والوں کی عملداری میں امن سے ہو اُسے اُنکے خون یا مال سے تعرض کرنا حرام ہے خیال کرو کہ انگریزوں نے ہندوستان پر دو طرح سے حکومت حاصل کی یا غلبے اور فتح کے سبب سے یا عہد و پیمان کر باعث سے اور فتاوی عالمگیری میں مذہبی لڑائی کی شرطوں میں لکھا ہے کہ ہم میں اور دشمنوں میں عہد و پیمان نہوا ہو اور اس امر کی اور بھی شرطیں ہیں کہ انہیں سے یہاں ایک بھی نہیں پائی جاتی مذہب اسلام میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ اگر مسلمان اپنے اختیار سے کسیکو بادشاہ بنانا چاہیں تو مسلمان کو قوم قریش میں سے بنائیں لیکن جو شخص [illegible] غلبے سے بادشاہ ہوا ہو یا مسلمان لوگ پہلے ہی سے کسی بادشاہ کی اطاعت میں ہوں تو اُس بادشاہ کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے وہ کسی مذہب کا ہو اُسکی اطاعت لازم ہے

[illegible] ایک لفت بنایا ہو [illegible] غیر مذہب کی عملداری میں امن سے ہو [illegible]

چنانچہ کتاب [illegible] میں کتاب منتقد سے نقل کی ہے کہ جس بادشاہ کی تقلید کیجاوے اسکا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے اور ہمارے ہاں کا یہ مسئلہ اصل توریت مقدس سے اخذ کیا گیا ہے کتاب پیدایش کے اکتالیسویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے قطفیر مصری کی اطاعت میں اسکی نوکری قبول کی اور نہایت وفاداری سے اسکی خدمت انجام دی حالانکہ قطفیر مسلمان نتھا اسیطرح ہندوستان میں مسلمانوں کو سرکار انگریزی کی اطاعت کرنی ضرور ہے دیکھو بازآؤ یہ ایک ناحق غدر مچ رہا ہے اسے مذہبی لڑائی سے کچھ علاقہ نہیں سبحان اللہ ہمارے پیغمبر خدا تو عورتوں اور بچوں اور بڈھوں کے مارنے سے منع فرمائیں اور پھر اس فوج نے دانستہ یہ امر گوارا کیا اور تم بھی مسلمان ہو کر اسکی رفاقت کرتے ہو حدیث کی بڑی معتمد کتابوں بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول خدا نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا اور ابو داؤد میں حضرت انس کی روایت سے نقل کی گئی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ نہ قتل کرو بڈھے ضعیف کو اور نہ چھوٹے بچے کو اور نہ عورت کو دیکھو پیغمبر خدا کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر نے فوج کے دو افسروں ابو عبیدہ اور خالد کو جو ملک شام کیطرف گئے تھے نصیحت کی تھی کہ ایسا نہو کہ عورتوں یا بچوں کے قتل کرنے سے اپنی فتح کو داغ لگاؤ درختوں کو نہ توڑنا اناج کو نہ جلانا اور جو عہد و پیمان کرو اسپر ایمانداری سے قائم رہنا اور لازم ہے کہ تمہارا قول و فعل دونو مطابق ہوں غرض الدین تم فوج والونکی باتونپر نجانا اور ہرگز یہ امر اختیار نکرنا وہ جو اہل اسلام کو بھڑکا کر کہتے ہیں کہ نصاریٰ اور مسلمانوں میں بڑی عداوت چلی آتی ہے یہ انکی غلط فہمی ہے حقیقت میں پوچھو تو مسلمانوں کے مذہب میں نصاریٰ کے سوا کوئی قوم ایسی نہیں ہے جسکے ساتھ مذہب کی رو سے مسلمانوں کا ارتباط ہو قرآن شریف میں سورۂ مائدہ کی بیاسی آیت میں خداتعالیٰ فر

[illegible] اس شخص کا لقب [illegible] تھا اور اسکا ذکر پانچویں باب کی پہلی فصل میں حضرت یوسف کے حال میں گذرچکا ہے ١

[illegible] کتاب میں اپنے جو لفظ بکے نامونسے مشہور ہیں یہ قرآن کی پانچویں سورت کا نام ہے ٢

ہمارے پیغمبر سے فرمایا کہ تو سب سے زیادہ مسلمانوں کا دوست اُن لوگوں کو پائے گا جو اپنے کو
نصاریٰ کہتے ہیں اس سبب سے کہ ان میں عالم اور پارسا ہیں اور اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے
سوا اسکے جس زمانے میں فارس والوں نے اہل روم کو جو عیسائی تھے شکست دیکر روم
پر غلبہ کیا تو مسلمان لوگ عیسائیوں کے شکست کھانے سے ایسے غمگین ہوئے کہ اللہ تعالیٰ
نے مسلمانوں کی تسلی کی اور ہمارے پیغمبر پر وحی بھیجی کہ میں عنقریب عیسائیوں کے
فتح دینے سے مسلمانوں کو خوش کرونگا چنانچہ سُورہ روم کی پہلی ہی آیتوں میں یہ ذکر
لکھا ہے علاوہ اسکے جب مکے کے مشرکوں نے مسلمانوں کو نہایت تکلیف دی تو اسی
ارتباط کے سبب سے پیغمبر خدا نے مسلمانونکو حکم دیا کہ تم حبشے کو جہاں کا بادشاہ عیسائی
تھا اور نجاشی کہلاتا تھا چلے جاؤ اس حکم کے موافق چند مسلمان وہاں چلے گئے اور
نجاشی نے اُنکی بہت خاطرداری کی +

م فیض الدین نے جس وقت مولوی فخرالدین کی یہ علمی تقریر سنی اُسکے دلپر بہت اثر ہوا مگر پھر
بادشاہ نے اُسے بڑا منصب عطا کیا اور اپنا مقرب خاص بنایا اس باعث سے وہ لڑائی کا
بہت اہتمام کرتا اور سب سے آگے دھاوے پر جاتا اپنی زندگی کو ترقی دیتا اور موت کو نجات
عقبیٰ کا باعث سمجھتا ایک روز وہ کسی رسالے کو لیے ہوئے پہاڑی پر چڑھ گیا اور آگ کی
بوچھاڑ میں آگے بڑھتا جاتا تھا کہ اُسکے سر میں ایک گولی لگی اور وہ فوراً عالم آخرت کو روانہ
ہوا جب نجم النسا اور گیتی آرا کو یہ خبر پہنچی غم و الم میں مبتلا ہوئیں ادھر تو اپنی تنہائی کا فکر پیدا ہوا
اُدھر جہان آرا بیگم کیطرف سے کوئی خبر نہ آتی تھی اُسکی تشویش لاحق ہوئی اس پریشانی کی حالت
میں اُنہوں نے مولوی فخرالدین سے صلاح پوچھی اُس نے کہا غ یہاں تنہا رہنا
مناسب نہیں کہیں چلا جانا بہتر ہے م وہ بولیں غ کیا کریں کہاں جائیں رستے بند ہیں
نہیں پاتی ہیں گوجروں نے جدا ایک میں گھر کر رکھا ہے ہر جگہ لوٹ مچی ہوئی ہے کیا مجال ہے

قرآن کی تیسویں سورت کا نام ہے ۱۰ یہ حال پانچویں باب کی پہلی فصل میں [illegible] میں گزر چکا ہے

اگر کوئی گوجر پھر بھی رستے میں ملے م مولوی فخرالدین نے جواب دیا ؏ کہ اب جہاں آرا بیگم کے پاس انبالے چلی چلو انبالہ امن کی جگہ ہے وہاں انگریزوں کی عملداری ہے میں تمہارے ساتھ ہوں دو تین نوکر بھی موجود ہیں رستے میں گوجروں سے جسطرح ہو سکیگا بھگت لیں گے اور جب انبالے پہنچ جائینگے تو آرام سے ہو جائینگے وہاں جہاں آرا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا اور محمد یوسف کی خیر و عافیت بھی دریافت کر لینا م آخر سب کی یہی راے قرار پائی اور ایک روز چلنے کی صلاح ٹھیرائی نجم النسا اپنے بچے سمیت اور گیتی آرا اور اسکی دوا گاڑی میں ہو بیٹھی مولوی فخرالدین اور تین نوکر سب کے سب ہتھیار باندھکر اُن کے ساتھ ہوئے اور فوج سے بچکر ایک اور طرف سے انبالہ کی راہ لی رستے میں وہی امر پیش آیا جسکا خطرہ تھا گوجر اپنے لٹھ اور تلواریں لیکر سب طرف سے نکل کھڑے ہوئے مولوی فخرالدین بہت ثابت قدمی اور قائم مزاجی سے عورتوں کو سمجھانے لگا ؏ دیکھو کچھ ہراساں نہو نا استقلال سے بیٹھی رہنا صبر کا وقت ہے اللہ تعالے پر توکل کرنا چاہیئے اُسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں م یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ گوجر دھاوا کر کے آپڑے مولوی فخرالدین اور تینوں نوکر بہت بہادری سے مقابلہ کرتے رہے بڑی دیر تک دونو طرف سے کشت و خون ہوا آخر مولوی فخرالدین اور اُسکے ہمراہیوں نے دنیا سے کوچ کیا اور نجم النسا کے بچے عبدالرحمن نے بھی جو اُسوقت گاڑی بان کی گود میں تھا لٹھ کے صدمے سے دم دیا گوجروں نے خوب اسباب لوٹا اور ساری چیزیں لیکر بھاگ گئے ✦

اب صرف نجم النسا گیتی آرا اور اُسکی دوا یہی تینوں عورتیں باقی رہ گئیں اور تکلیفیں اُٹھاتی ہوئی آگے چلیں نجم النسا کے دل پر اُسکے لڑکے کا صدمہ ایسا ہوا تھا کہ وہ زندہ رہتی جیتے جی مر گئی اور اُسکے فکر میں سخت بیمار ہوئی جب اُسکی موت کا وقت قریب آیا تو گیتی آرا کیطرف مخاطب ہو کر کہا ؏ تو اتقدیر میں یہ صدمے اُٹھانے تھے ظالموں نے میرے لخت جگر عبدالرحمن کو اس بیرحمی سے مارا اُسکا باپ پہلے ہی مر چکا تھا اب مجھے اپنے مرنیکا تو

افسوس نہیں ہے تمہاری تنہائی کا بہت خیال ہے تم ایسے وقت میں صبر و استقلال سے
رہنا ہرگز نہ گھبرانا اللہ تعالےٰ سب مشکلیں آسان کر دے گا وہ بڑا کریم و کارساز ہے ؏ اس
گفتگو کے تھوڑی دیر بعد اُسنے عالم عاقبت کا رستہ لیا اور صرف گیتی آرا اور اُسکی ددا باقی رہگئی
گیتی آرا نے ایک گانو والوں کی مدد سے جسطرح ہو سکا اُسکی تجہیز و تکفین کی اور وہیں جنگل
میں اُسے دفن کر دیا پھر حیرانی اور پریشانی کی حالتیں آگے بڑھی اور رنج والم کا حال اپنی ددا
سے کہتی گئی کبھی اپنے چچا فیض الدین کی محبت اور کبھی اُسکے بچے کی الفت کا ذکر کرتی کبھی نجم النسا
کی مفارقت اور اُسکی رفاقت اور موافقت کا بیان کرتی کبھی پہلی راحت و آسودگی کو یاد کرتی
اور کہتی ؎ ددا ابا جان نے ہمیں اسی دن کے واسطے ناز و نعمت میں پالا تھا ہمکو
اُٹھاتے اُٹھاتے چھاتی پتھر بنگئی ہے کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں ہر حالت میں صبر و شکر بہتر ہے ؏
کبھی جہان آرا اور اُسکے خاوند کا فکر کرتی کبھی جمیل الدین کا خیال کرتی اور دل ہی دل میں
کہتی دیکھیے اُسپر کیا گذرتی ہوگی کہاں ہوگا کسطرح زندگی بسر کرتا ہوگا ✦
ان ہی خیالات میں وہ طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں اُٹھا کر اپنی ددا سمیت انبالے
میں پہنچی اور وہاں جا کر ابتدا سے آخر تک جہان آرا کے روبرو سارا حال بیان کیا جہان آرا کو
نہایت رنج ہوا مگر بہت استقلال سے اپنے تئیں سنبھال کر بولی ؎ بوا مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ
دیکھیے میرے عزیزوں پر کیا بنی ہوگی اب اسوقت میری یہ حالت ہے کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں ؏ گیتی آرا
نے پوچھا ؎ بھائی محمد یوسف کہاں ہیں ؏ جہان آرا نے کہا ؎ بوا بھلا مجھے کیا معلوم
جب سے غدر ہوا ہے کسیکی کچھ خبر نہیں ہے رستے بند ہیں نہ کوئی کہیں جا سکتا ہے نہ آسکتا ہے
خدا کا شکر ہے کہ تم میرے پاس آگئیں آنکھوں کے سامنے رہو گی تم ہی سے دل بہلے گا
اُدھر تو جہان آرا اور گیتی آرا دونوں انبالے میں تھیں اِدھر جمیل الدین حج سے فارغ ہو کر دہلی
میں آیا یہاں انگریزوں کا تسلط ہو ہی گیا تھا اُسنے اطمینان سے اپنے عزیز و اقربا اور آشنا
اور دوست آشنا کو دیکھنا شروع کیا دل افروز بیگم کے خاوند شیخ فضل احمد نے غدر کے

زمانے میں سرکار کی بہت خیرخواہی کی تھی اس سبب سے سرکار نے اُسکو اور اُسکے مال و متاع کو
اپنے امن میں رکھا تھا اور کسیکو دست اندازی نکرنے دی تھی اتفاقاً جمیل الدین اُسکے ہاں
گیا اور اُس سے تمام حال دریافت کیا اُسے پہلے ہی تمام حادثوں کی اطلاع ہو چکی تھی ساری
حقیقت جمیل الدین کے روبرو بیان کردی وہ سنتے ہی فکر و اندیشہ میں مبتلا ہوا مگر صبر و استقلال
قائم رکھا اور خدا کا شکر بجا لایا فضل احمد نے اُسکی بہت خاطرداری کی اور رات کو اُس سے حج کا
بیان اور رستے کی سرگزشت پوچھتا رہا جمیل الدین نے کہا ع میں دہلی سے روانہ ہو کر بمبئی گیا اور
وہاں سے جہاز پر سوار ہوا جب یہ جہاز اہل یمن کے میقات یعنی مقام یلملم پر پہنچا تو وہاں سے میں نے اور اور
حج کرنیوالوں نے احرام باندھ لیا اور احرام باندھنے کی حقیقت تم جانتے ہی ہو وضو کرنا ایک پاک صاف چادر
گھٹنوں تک باندھنی دوسری چادر پیٹھ پر ڈالنی خوشبو لگانی نماز کی دو رکعتیں پڑھنی بعد حج
کی نیت کرنی یہی احرام باندھنے کے معنے ہیں اسکے بعد میں نے عشق و فسق کی گفتگو قتال و
جدال شکار کھیلنا خوشبو لگانی ناخن کتروانے بال منڈوانے اور زیب و زینت کی ساری چیزیں
بالکل ترک کردیں اور نماز کے بعد بلکہ اکثر اوقات خدا کی صفت و ثنا کے کلمے پڑھتا رہا جب مکہ معظمہ
میں پہنچا تو پہلے حرم میں گیا اور بیت اللہ کو دیکھتے ہی خدا کی بزرگی اور توحید کا کلمہ پڑھا تاکہ شرک کے
نام و نشان کا بھی پتا نرہے پھر حجر اسود کے پاس جا کر اُسے بوسہ دیا اور خدا کی حمد کی اور رسول خدا پر
درود پڑھا اسکے بعد کعبۃ اللہ کو بائیں طرف کر کے دروازے کے متصل داہنی طرف سے طواف شروع
کیا اور حطیم کو شامل کر کے بیت اللہ کے گرد سات طواف کیے تین جھپٹ کر اور چار اپنی رفتار سے اور ہر
دفعہ حجر اسود کو بوسہ دیتا گیا اور اسے طواف قدوم کہتے ہیں کہ جو شخص کسی اور جگہ سے آتا ہے وہی یہ طواف کرتا ہے
اس طواف سے فارغ ہو کر میں نے مقام ابراہیم پاس نماز کی دو رکعتیں پڑھیں اور پھر حجر اسود کو بوسہ دیا

ع میقات اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حج کو جانیوالے حج کا احرام باندھتا ہے اور میقات کے مقام پانچ ہیں اہل یمن
یمن کا میقات مقام یلملم ہے اور اسی جگہ سے ہندوستان والے بھی احرام باندھتے ہیں ۱۲ ✝ حجر اسود کی کیفیت پہلی فصل میں حضرت
آدم کے حال میں گزر چکی ہے ۱۲ ✝ حطیم کا حال پہلی فصل میں حضرت محمد کے بیان میں لکھا گیا ہے ۱۲ ✝ مقام ابراہیم کا بیان
پہلی فصل میں حضرت ابراہیم کے حال میں گزر چکا ہے ۱۲

اور خدا کی بزرگی اور توحید کے کلمے پڑھو۔ **م** فضل احمد بولا **غ** یہ بتاؤ کہ حطیم اور مقام ابراہیم
کن مقاموں کے نام ہیں **م** جمیل الدین نے کہا **غ** ہمارے رسول خدا کے وقت میں جو قریش
نے کعبۃ اللہ کی از سرنو تعمیر کی تھی اُسوقت کسی خاص سببسے اُسکا ایک مغربی حصہ بناسے سابق
سے باہر رہ گیا تھا اُسی کو حطیم کہتے ہیں اور طواف میں اُسکو بھی شامل کرنا ضرور ہے اور مقام
ابراہیم اُس پتھر کا نام ہے جسپر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کھڑے ہوکر کعبہ تعمیر کیا تھا اور اُنکے قدموں کے
نشان اُسپر ہوگئے تھے۔ اب آگے سنو اِن کاموں سے فارغ ہوکر میں صفا پر چڑھا اور بیت اللہ
کیطرف منہہ کرکے خدا کی بزرگی اور توحید کے کلمے پڑھے اور پیغمبر خدا پر درود بھیجا اور دعا کی پھر
مروہ کیطرف چلا مگر میلین اخضرین کے بیچ میں اپنی رفتار تیز کرلی اور مروہ پر چڑھ کر وہی کیا جو صفا
پر کیا تھا اور سات دفعہ یہی عمل کرتا رہا **م** فضل احمد نے پوچھا **غ** لوگ صفا اور مروہ پر
کیوں جاتے ہیں اور میلین اخضرین کے بیچ میں کسواسطے دوڑتے ہیں **م** جمیل الدین نے
جواب دیا **غ** حج کے اکثر قاعدے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے وقت سے جاری ہیں اور اُن ہی
کے طریقوں پر مبنی ہیں اور تمہارے سوال کا یہ جواب ہے کہ جب وحی الٰہی کے موافق حضرت
ابراہیم حضرت اسمٰعیل کو مکے کے میدان میں چھوڑ کر چلے گئے اور حضرت اسمٰعیل کو بہت شدت
سے پیاس لگی تو اُنکی والدہ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سات دفعہ صفا اور مروہ پر
گئیں مگر دونو طرف صفا اور مروہ پر چڑھتے ہوئے حضرت اسمٰعیل پر اُنکی نگاہ پڑتی رہتی تھی
اسواسطے وہ بیقرار ہوکر وہاں نہ دوڑتی تھیں اور نشیب میں میلین اخضرین کے بیچ میں حضرت
اسمٰعیل اُنکی نظر سے پوشیدہ ہوجاتے تھے اس سببسے وہاں دوڑکر چلتی تھیں یہی طریق سب
لوگوں کیواسطے مقرر ہوگیا اور اسیطرح ہر ایک بات کی کامل وجہ ہے مگر میں تمہارے سامنے مختصر حال
بیان کررہا ہوں اس عمل سے فارغ ہوکر میں نے مکہ معظمہ میں ایک مکان کرایہ کو لیا

---

۱ ان لفظوں کی شرح پانچویں باب کی پہلی فصل میں حضرت ابراہیم کے حال میں لکھی گئی ہے ۲ عربی میں میل
مناروں کو کہتے ہیں اور خضر کے معنے سبز کے ہیں اور میلین اخضرین دو سبز مناروں کے نشان ہیں

اور وہاں رہنے لگا مگر احرام باندھے رکھا اور نفلی طواف بھی کرتا جب ماہ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ ہوئی تو ظہر کی نماز کے بعد امام نے خطبہ پڑھا اور اُسمیں حج کے احکام یعنی منیٰ میں جانا اور نماز پڑھنی اور عرفات پر ٹھیرنا اور اَور اسی قسم کی باتیں بیان کیں آٹھویں تاریخ مکہ معظمہ میں فجر کی نماز پڑھکر منیٰ میں گیا اور عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح تک وہیں رہا پھر وہاں سے عرفات پر گیا جب دوپہر ڈھلی تو ظہر کی نماز سے پہلے امام نے بیٹھکے دو خطبے پڑھے اور اُنمیں باقی احکام یعنی عرفات پر ٹھیرنا اور کنکریاں پھینکنی اور قربانی کرنی اور سر منڈوانا اور طواف زیارت اور اَور ضروری باتیں سکھائیں اور وہاں ظہر کیوقت میں ظہر اور عصر کی دونو نمازیں پڑھیں پھر امام اونٹنی پر سوار ہوکر قبلے کیطرف منہ کرکے جبل رحمت کے پاس کھڑا ہوا اور دعا مانگی اور مناسک تعلیم کیے اسکے پیچھے خلقت قبلہ رو کھڑی ہوئی ساری باتیں سنتی اور روتی رہی جب آفتاب غروب ہوگیا تو مزدلفہ میں آیا اور جبل قزح کے پاس اُترا وہاں عشا کیوقت مغرب اور عشا کی دونو نمازیں پڑھیں پھر اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھکر مزدلفہ ہی میں ٹھیرا اور خدا کی بندگی اور توحید اور صفت وثنا کی کلمے پڑھے اور رسول خدا پر درود بھیجا جب روشنی ہوگئی تو منیٰ میں آیا اور تکبیر پڑھکر جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں اور یہ عمل شیطان کے دفع کرنیکے واسطے کیا جاتا ہے جیسے حضرت ابراہیم نے کیا تھا اب تلبیہ کا کلمہ پڑھنا موقوف ہوگیا اسکے بعد قربانی کی پھر سر منڈوایا اور اسوقت سے بہتیری باتیں جو احرام میں ممنوع تھیں جائز ہوگئیں اسکے بعد طواف زیارت کیا اگر ساتوں گردشوں میں سے جھپٹ کر کسی میں نہیں چلا اور صفا اور مروہ کے بیچ میں بھی نہیں دوڑا

منیٰ مکہ کے پاس ایک گانو کا نام ہے ۔ اس لفظ کا بیان پہلی فصل میں حضرت آدم کے حال میں گزر چکا ہے ۱۲ ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو ہوتا اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ اس روز حج کرنیوالوں کو عرفات پر ٹھیرنا ہوتا ہے ۱۲ یعنی جیسے جمعہ کی نماز کے پہلے پڑھے جاتے ہیں ۔ اور یہ پہاڑیوں کے نام ہیں ۱۲ اس لفظ کی شرح پہلی فصل میں حضرت محمد کے حال میں لکھی گئی ۱۲ اس لفظ کا بیان پہلی فصل میں حضرت آدم کے حال میں گزر چکا ہے ۱۲ جمرہ لغت میں کنکری کو کہتے ہیں اور اُس مقام کو بھی جہاں حج کرنیوالے کنکریاں پھینکتے ہیں اس لفظ کا اطلاق ہوا اس قسم کے تین مقام ہیں ایک کا نام جمرۂ عقبہ ہے ۱۲

چنانچہ عمل پہلے کر چکا تھا پھر منیٰ میں آیا اور رات کو وہیں رہا اور گیارھویں تاریخ دوپہر کے بعد تکبیر پڑھکر تینوں جمار پر سات سات کنکریاں ماریں پہلے اُس جمرہ پر جو مسجد کے پاس تھا پھر درمیانی پر پھر جمرۂ عقبہ پر جب قربانی کے تینوں دن یعنی دسویں گیارھویں بارھویں تاریخ گذر چکی تو چوتھے روز بہت سویرے وہاں سے چلا اور محصّب[†] میں ٹھیرا پھر مکہ معظمہ میں آکر طواف صدر یعنی رخصت کا طواف کیا مگر اسمیں بھی جھپٹ کر نہیں چلا اور نہ صفا اور مروہ کے بیچ میں دوڑا پھر آب زمزم پیا اور بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ملتزم[‡] پر سینہ اور چہرہ لگایا اور رو کر دعا مانگی اسکے بعد مسجد میں سے باہر آیا جب حج سے فارغ ہو چکا تو چند روز مکہ معظمہ میں رہا اور پھر مدینہ منورہ میں جہاں سرور کائنات کا مزار ہے زیارت کیواسطے گیا اور وہانسے مراجعت کر کے مکے میں آیا اور ہندوستان کا قصد کیا ✦

م فضل احمد نے کہا **غ** میں آپکی گفتگو سنکر نہایت خوش ہوا خدا تعالیٰ سب مسلمانوں کو حج کی توفیق دے اب یہ بتاؤ آپکو اس غدر کی کہاں خبر ہوئی اور یہاں تک کیونکر پہنچے **م** جمیل الدین نے جواب دیا **غ** جسوقت میں مکہ معظمہ سے بمبئی آیا اُسوقت میں نے یہ غلغلہ سنا بہت حیران اور متفکر ہوا کہ دہلی میں میرے عزیز و اقربا پر کیا گذری ہوگی فوراً وہاں کے حاکموں سے ملا اور ایک رسالے میں مقرر ہو گیا اور بہت ثابت قدمی اور وفاداری سے اپنا کام انجام کرتا رہا پھر اتفاقاً دہلی کیطرف اُس رسالے کا کوچ ہوا میں بھی اُسکے ہمراہ اسطرف روانہ ہوا اب اُسکے ساتھ ساتھ یہانتک پہنچا اور تم سے آکر ملا ✦

م رات کو جمیل الدین اور فضل احمد دونوں اسیطرح کے ذکر کرتے رہے جب صبح ہوئی تو جمیل الدین نے دہلی کے انگریزوں کو اپنے آنے کی اطلاع دی وہ اُسکی خیر خواہی کے سبب سے اُس سے بہت خاطرداری سے پیش آئے اور اُسکی جائداد واگذاشت کر کے شہر دہلی میں رہنے اور تمام عزیز و اقربا کے بلا لینے کی اجازت

---

[*] اور جمرہ عقبہ کی بھی ہو ✦ [†] محصّب منیٰ میں ایک مقام کا نام ہے ✦ [‡] ملتزم ایک خاص جگہہ کا نام ہے ✦

وہی جمیل الدین سنے خوب طرح مطلع ہوکر دو تین روز بعد لبنانے میں اپنی بہن جہان آرا بیگم
کے نام خط بھیجا اور تمام حقیقت اُسمیں لکھدی وہاں تو پہلے ہی سے کمال انتظار تھا خط کے
پہنچتے ہی سبکے سب پژمردہ خاطر نہال ہوگئے اور خوشی کا ایک سماں بندھ گیا اب صرف
جہان آرا بیگم کے خاوند محمد یوسف کا فکر باقی رہا اسباب میں نگرانی خاطر کی زیادہ تر وجہ یہ تھی
کہ وہ ایک رسالہ کا جمعدار تھا اور اُسکی طرف سے یہ تردد تھا کہ وہ انگریزوں کی وفاداری میں ثابت قدم
رہا یا فوج کے لوگ جو سرکار انگریزی سے پھر گئے تھے اُسے بھی زبردستی سے اپنے ساتھ لے گئے محمد یعقوب
گیتی آرا اور جہان آرا کو رات دن یہی خیال تھا اور سب کے سب اسی فکر و اندیشہ میں مبتلا تھے ایکدن
اضطراب کی حالت میں جہان آرا بیگم کی دوا گلاب بول اُٹھی ع بیگم آپ بھی خوب واقف ہیں اور
میں بھی جانتی ہوں غیب کا حال تو کوئی نہیں جان سکتا اور جو اسیات کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا
ہے مگر آج تو دیوان حافظ میں فال کھولو م جہان آرا نے جواب دیا ع دا انجم اور رمل اور ایسے
ہی عملوں سے جو باتیں دریافت ہوں اُنکو سچ جاننا اور اُنپر اعتقاد کرنا ہمارے مذہب میں کفر ہے یہ کام
ہرگز نہ کرنا چاہیے م گلاب نے کہا ع بیگم جو کچھ فال میں نکلے اسپر یقین کرنے سے آدمی کافر ہوتا ہے
تھوڑا دیکھ لینے سے تو نہیں ہوتا بھلا دیکھو تو دیوان حافظ میں کیا نکلتا ہے م یہ کہکر محمد یوسف کا
حال دیکھنے کے واسطے طاق میں سے دیوان حافظ اُٹھا لائی اور جہان آرا بیگم کے آگے
رکھدیا جہان آرا نے جو ہیں کتاب کھولی وہیں یہ شعر نکلا ؎ یوسفِ گم گشتہ باز آید بکنعاں
غم مخور ٭ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور ٭ ہرچند فال کا مضمون مطلب کے موافق
تھا مگر کسیکو اُسپر اعتقاد نہوا اور سب کا اضطراب بدستور رہا ٭

؎ اس شعر میں اس شخص کی تسکین کا مضمون ہے جو کسیکی جدائی کے غم و الم میں مبتلا ہو اور اصل میں حضرت
یوسف اور حضرت یعقوب کے قصے کیطرف اشارہ ہے گویا ایسی حالت میں کہ جب حضرت یوسف اپنے باپ حضرت یعقوب سے
جدا ہو گئے تھے اور حضرت یعقوب کنعان میں اُنکے غم میں رویا کرتے تھے حضرت یعقوب کیطرف خطاب کرکے کہتا ہے
کہ یہ غم مت کر یوسف جو گم ہو گیا ہے کنعان میں پھر آجاتا ہے اور تیرا غم کا گھر ایک روز باغ بنجاتا ہے

اسی حالت میں چند روز گزر گئے آخر ایک دن بہار کے موسم میں جہاں آرا اور گیتی آرا دونو اپنے گھر کے چمن میں کرسیوں پر بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور اُس وقت وہاں عجب سماں تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی فوارے چھوٹ رہے تھے طرح طرح کے پھول کھل رہے تھے پودے لہلہا رہے تھے جانور چہچہا رہے تھے کہ اتنے میں ایک خوبصورت نوعمر آدمی فوج کی وردی پہنے ہتھیار باندھے بے باک اندر چلا آیا جہاں آرا اور گیتی آرا اُسے دیکھتے ہی حیران ہو گئیں اور آنچل سنبھالتی ہوئی بھاگ کر دالان میں جا چھپیں ؛

یہ شخص محمد یوسف ہی تھا اور اُس نے بھی غدر کے زمانہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائی تھیں اسکا رسالہ انگریزوں سے پھر گیا تھا مگر وہ باوجود مصیبتوں کے سرکار انگریزی کے ساتھ رہا اور وفاداری او ثابت قدمی کا میدان اُسکے ہاتھ رہا انجام کار انگریزوں نے بھی اُسے بہت خوشحال کیا اور طرح طرح کے انعام سے مالا مال کیا عہدہ رسالداری پر ممتاز کیا اور خلعت گراں بہا دیکر امثال و اقران میں سرفراز کیا اس منصب کے حاصل ہونے کے بعد وہ انگریزوں سے اجازت لیکر انبالے گیا اور جب گھر کے قریب پہنچا تو گھوڑی پر سے اُتر کر یک بے اطلاع گھر میں چلا گیا اُسکی بیوی نے اُسے بالکل نہ پہچانا اور وہ اور گیتی آرا دونو چمن میں سے اُٹھ کر بھاگیں ؛

محمد یوسف نے جو اپنی بیوی کو بھاگتے ہوئے دیکھا بے اختیار ہنس پڑا اور گیتی آرا کے پردہ کرنے کے سبب اندر دالان میں نہ جا سکا باہر ہی سے بولا کہ بیگم تم کیوں گھبرائیں کہاں چلی گئیں جہاں آرا یہ کلام سنکے بہت خوش ہوئی اور باہر آکر محمد یوسف سے ملی پھر دونو چمن میں بیٹھکر باتیں کرنے لگے جہاں آرا نے ماجرا گزرا ہوا حال اپنے خاوند کے روبرو بیان کیا اس سرگزشت کے سنتے ہی اُسکو بہت رنج ہوا مگر اپنی بیوی کی تشفی کی گیتی آرا کو بھی سلام کہلا بھیجا اور اُسکی بھی بہت تسلی کی اتنے میں محمد یعقوب جو اُس وقت

کسی انگریز پاس اپنے بیٹے کی خبر پوچھنے گیا ہوا تھا مرزا اسکے مکان میں آیا محمد یوسف فوراً چمن میں سے اٹھکر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکے دل کو باغ باغ کیا ✦

تھوڑے عرصے تک سب کے سب اپنا لے میں رہے پھر محمد یوسف نے اپنے وطن دہلی میں آنیکا ارادہ کیا اور جمیل الدین کو اس امر کی خبر دی جب روانگی کا دن آیا تو جہاں آرا گیتی آرا اور انکی دو دائیں رتھ میں بیٹھیں اور ایک گھوڑے پر محمد یوسف اور دوسرے پر اسکا باپ محمد یعقوب سوار ہوا انکو کرچا کر کچھ تو انکے ذاتی ہی تھے کچھ انگریزوں نے بھی رستے کی محافظت کے واسطے ساتھ کر دیے تھے سب کے سب بہت آرام سے دہلی میں آئے ✦

محمد جمیل الدین کو نہایت خوشی ہوئی اور اس نے ہر ایک کی خاطرداری میں بڑی کوشش کی پھر دل افروز بیگم بھی اُن سے ملی اور چند روز بعد محمد جمیل الدین خاں کا نکاح گیتی آرا بیگم سے ہو گیا اور سب ہنسی خوشی رہنے لگے ✦

تمت